فتاویٰ عالمگیری

مکمّل مدلّل اُردو (محشّیٰ)

حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کا عظیم اسلامی شاہکار

ناشر: وسیم بُک ڈپو۔ دیوبند (سہارنپور) یو۔پی

لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

جز نمبر ۲۲

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار فقہ حنفی کیلئے مستند دستاویز اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلوپیڈیا جدید حواشی اور فٹ نوٹس سے مزین اغلاط سے پاک سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ

مترجم و محشی

مولوی مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب عثمانی، فاضل دیوبند

ناشر

وسیم بک ڈپو دیوبند

سول ایجنٹ

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور

فتاویٰ عالمگیری اردو جز نمبر ۲۲

طبع اوّل ——— ایک ہزار

کتبہ ——— سرفراز احمد
مطبوعہ ——— آزاد پریس دیوبند
قیمت ——— پانچ روپے

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اردو جزء ۲۳

. . . .

تمت بالخیر

وسیم بکڈپو دیوبند

ضروری اعلان

دین حق کی تبلیغ واشاعت کے لئے عظیم الشان پروگرام

اظہار تشکر

ہم خدائے برتر وتواناں اور اپنے مخلص معاونین کے صمیم قلب سے ممنون ومشکور ہیں اور ساتھ ہی مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ تفسیر بیان السبحان بحمد للہ تکمیل کو پہونچی جو کہ ۴۲ جزو پر مشتمل ہے۔ اگر مخلص معاونین حضرات اپنا تعاون جاری نہ فرماتے تو اس پریشان کن دور میں شاید ہمارے ارادے، حوصلہ شکن ہو جاتے۔ کاغذ کی گرانی، بحرانی حد تک بڑھ چکی ہے۔ اور اس پر بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ لہٰذا مجبوراً قدرے ہدیہ میں اضافہ کرنا پڑا۔ امید ہے کہ ہمارے معاونین حضرات ہماری مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں درگذر فرمائیں گے۔

چند گذارشات

(۱) مکمل سیٹ تفسیر بیان السبحان کا مجلد -/230 روپیہ جو کہ ۴۲ جزوں میں ہے پچاس فی صدی کمیشن کاٹ کر -/115 روپیہ ہے علاوہ محصول ڈاک۔

(۲) مکمل سیٹ تفسیر بیان السبحان غیر مجلد 210/0 روپیہ جو کہ ۴۲ جزوں میں ہے۔ لیکن یہ قیمت علاوہ محصول ڈاک کے ہے۔ چار جلدوں میں مکمل ہوا ہے ایک جزو کا ہدیہ یعنی فی جزو 5/0 روپیہ ہے۔ لیکن ممبران وتاجران کو اس پر پچاس فی صدی کمیشن کاٹ دیا جاوے گا یعنی فی جزو کمیشن کاٹ کر 2/50 روپیہ فی پارہ دیا جاوے گا لیکن علاوہ محصول ڈاک کے یعنی ایک پارہ کی وی پی جو جاویگی وہ 4/0 روپے میں بھیجی جاوے گی مع محصول ڈاک کے دو پاروں کی وی پی 7/0 روپیہ اور تین پاروں کی وی پی 10/0 روپیہ اور چار پاروں کی وی پی 13/0 روپیہ اور پانچ پاروں کی وی پی 15/50 روپیہ میں بھیجی جاوے گی یہ غیر مجلد کی قیمت ہے۔ اور مع محصول ڈاک کے ہے اور اب مجلد کی قیمت یعنی پانچ پاروں کی وی پی 17/50۔ اور دس پاروں کی وی پی 31/0 روپیہ مع محصول ڈاک کے بھیجی جاوے گی بیس پاروں تک ایک ایک پارہ ہے اور اکیس سے انتیس پاروں تک ہر پارے کے دو جزو ہیں اور تیس ۳۰ پارہ کے چار جزو ہیں اسلئے ۲۶ تا ۳۰ تک ۱۲ جزوں کی جلد بنائی جائیگی آخر کی جلد ہدیہ 37/50 روپیہ ہے۔

نوٹ:۔ بحمد للہ فتاوئ عالمگیری کے ۲۲ جزو طبع ہو چکے ہیں ان کا ہدیہ بھی حسب بالا ہوگا۔ جو رعایت ممبران وتاجران کو مندرجہ بالا دی گئی وہ پیش کی جائیں گی فی جزو فتاوئ عالمگیری کا 5/0 روپیہ کمیشن کاٹ کر ممبران وتاجران کو پچاس فی صدی کمیشن کاٹ کر 2/50 روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے دیا جاوے گا۔ وی پی 4/0 روپیہ مع ڈاک کے کی جاوے گی دو پاروں کی وی پی 7/0 روپیہ تین کی -/10 روپیہ، اور چار جزو کی 13/0 روپیہ اور پانچ جزو کی 15/50 روپیہ غیر مجلد کی قیمت مجلد 10 پاروں کی 31/0 روپیہ مع محصول ڈاک کے بھیجی جاوے گی مجلد پانچ پاروں کی وی پی 17/50 کی ہوگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی کتاب بیع

(خرید و فروخت کے احکامات کے بیان میں)

یہ بیس ابواب پر مشتمل ہے

پہلا باب بیع[1] کے ارکان، اس کی تعریف، شرائط، اس کی قسموں اور حکم کا ذکر۔

یہ بات واضح رہے کہ باہمی رضا و خوشی سے دو آدمیوں کے ایک دوسرے کے مال کو آپس میں بدلنے کا نام بیع ہے۔ (کافی) ارکانِ بیع کی دو قسمیں ہیں (۱) تعاطی یعنی باہم لینا و دینا[2] (۲) ایجاب و قبول[3] (محیط سرخسی)

شرائطِ بیع کی چار اقسام ہیں (۱) انعقادِ بیع کی شرط (۲) بیع کے نفاذ کی شرط (۳) بیع صحیح ہونے کی شرط (۴) بیع لازم و واجب ہونے کی شرط۔ انعقادِ بیع کی کچھ شرائط ہیں دوسری شرطوں کے علاوہ بیع منعقد و صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ بیع کرنے والا عقلمند (سوجھ بوجھ رکھنے والا) اور (بیع وغیرہ) میں تمیز کرنے و سمجھنے والا ہو (نہایہ و کفایہ)

---

[1] باعتبار کل من المبیع والمبیع والثمن انواعٌ اربعة نافذ موقوف فاسد باطل و مقایضة صرف سلم مطلق و مرابحة تولیة وضیعة مساومة ہو لغة مقابلة شئ بشئ مالاً او لا بدیل و شئ ولا بثمن بجنس (شامی ص ۳ ج ۴)

[2] یعنی مثلاً ایک دراہم یا دینار دے اور دوسرا اس کے بدلے کپڑے دے۔ [3] یعنی پہلے قول کو خواہ وہ بائع کی طرف سے ہو یا مشتری کی ایجاب اور دوسرے کو قبول کہتے ہیں۔

لہٰذا لڑکا یا ایسا کم عقل جو بیع اور بیع کے اثر (و حکم) کو سمجھتا ہو اس کی بیع کے صحیح و نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

بیع کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ بیع کا انعقاد کرنے والا فقط ایک شخص نہیں بلکہ ایک سے زیادہ ہو (یعنی کم از کم دو ہوں) اگر دونوں جانب سے فقط ایک شخص ہو تو اس صورت میں بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (بدائع)

بیع کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ قبول ایجاب؎۱ کے موافق ہونا چاہئے۔ یعنی فروخت کرنے والا جتنی قیمت میں جو شے فروخت کر رہا ہو خریدار اتنی ہی قیمت میں منظور و قبول کرے۔ لہٰذا اگر خریدنے والا فروخت کرنے والے کی مخالفت کرے اور اس کی طے کردہ قیمت منظور کرے چاہے اس طرح مخالفت ہو کہ بیچنے والے کی فروخت کردہ شے کے علاوہ دوسری شے قبول کرے یا اسی شے کا کچھ حصہ قبول کرے یا فروخت کرنے والے نے جو قیمت طے کی تھی اس سے کم قیمت پر وہ شے یعنی قبول و منظور کرے تو بیع کے منعقد نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر ایجاب خریدار کی جانب سے ہو اور فروخت کرنے والا اس سے کم کے اوپر فروخت کرنا منظور کرے یا ایجاب فروخت کرنے والے کی جانب سے ہو اور خریدنے والا زیادہ قیمت کے اوپر لینا منظور کرے تو بیع کے منعقد ہونے کا حکم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر فروخت کرنے والا خریدار کی زیادہ لگائی ہوئی قیمت اسی مجلس کے اندر قبول کرے تو بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق)

بیع کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ باہم بدلی جانے والی دونوں چیزوں کی مالیت متعین و مقرر ہو۔ لہٰذا اگر مالیت سرے سے معدوم و غیر موجود (یا غیر متعین و غیر مقرر) ہو تو بیع کے منعقد و نافذ ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

بیع کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس چیز پر معاملہ ہو رہا ہو وہ موجود بھی ہو لہٰذا اگر معدوم و غیر موجود شے ہو یا اس کے معدوم ہونے کا (قوی) اندیشہ ہو مثلاً کسی جانور کے بچہ کے بچہ یا حمل کو بیچے تو اس صورت میں بیع کے انعقاد کا حکم نہ ہوگا۔ (بدائع)

فروخت کردہ شے کے اندر یہ بھی شرط قرار دی گئی ہے کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے مملوک ہو سکتی ہو اور فروخت کرنے والا جو شے فروخت کر رہا ہو بیچنے کے وقت وہ شے فروخت کرنے والے کی ذاتی ملکیت ہو لہٰذا گھانس اگرچہ فروخت کرنے والے کی مملوکہ زمین میں ہو مگر اس کی بیع

؎۱ پہلے قول کو خواہ وہ بائع کی طرف سے ہو یا مشتری کی ایجاب اور دوسرے کو قبول کہتے ہیں۔

صحیح و نافذ نہ ہوئی۔

ایسی شے جس کا بوقتِ بیع بائع مالک نہ ہو اگرچہ بعد میں مالک ہو جائے بیع منعقد نہ ہوگی البتہ اگر بیع سلم ہو یا غصب کرنے والے نے جو شے غصب کی اور چھینی ہو اس کا مالک کو ضمان دیدے (اور پھر بیچے) تو اس صورت میں اس کی بیع کے نافذ و درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (بحرالرائق)

بیع میں یہ بھی شرط ہے کہ فروخت کیجانے والی شے شرعی طور پر قیمت والی ہو کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کی سرے سے کوئی قیمت ہی نہ لگائی جاتی ہو) اور فوری طور پر یا اگلے وقت خریدار کے حوالہ کیجا سکتی ہو۔ (فتح القدیر)

بیع کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ بائع اور مشتری ایک دوسرے کے کلام کو سن رہے ہوں متفقہ طور پر سب کے نزدیک اسے بیع کے انعقاد کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر مشتری (خریدنے والا) کہے کہ میں نے خرید لیا اور بائع (فروخت کرنے والا) اس کلام کو نہ سنے تو بیع کے منعقد و درست ہونے کا حکم نہ ہوگا (فتاویٰ صغریٰ)

لہٰذا اگر مجلس کے لوگ خریدنے والے کے کلام کو سنیں اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے اسکا کلام نہیں سُنا حالانکہ فروخت کرنے والے کی قوتِ سماعت صحیح ہو تو قاضی اپنے حکم کے اندر بائع کے قول کی تصدیق نہ کرے گا اور بیع کو جائز و درست قرار دے گا۔ (بحرالرائق)

بیع کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ مجلس ایجاب و قبول ایک ہو (یہ نہ ہو کہ ایک مجلس میں ایجاب اور دوسری میں قبول ہو) اگر ایجاب و قبول دو مجلسوں کے اندر ہو تو اس صورت میں بیع کے منعقد نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ بیع کے نافذ ہونے کی شرط کی دو شکلیں ہیں (۱) فروخت کرنے والا مالک ہو یا ولی ہو (۲) فروخت کی جانے والی شے میں بجز فروخت کرنے والے کے کوئی دوسرا شخص مستحق و حقدار نہ ہو۔ اگر کوئی اور بھی حقدار ہو گا بیع کے نافذ نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ مثلاً رہن رکھی ہوئی شے کی بیع (جیسے راہن فروخت کر دے) یا کرایہ پر دی گئی چیز کی بیع (جیسے کرایہ پر دینے والا بیچے) (بدائع)

بیع کی درست ہونے کی دو شکلیں ہیں (۱) عام شکل (۲) خاص شکل عام شکل ہر بیع کے لئے وہی قرار دی جائے گی جو بیع کے منعقد ہونے کی شرط ہوگی کیونکہ جس بیع کا انعقاد نہ ہوگا اسے درست

لہ یہ حکم خودرو یعنی بغیر کسی اہتمام و کوشش کے اگنے والی گھانس کا ہے۔
کہ

بھی قرار نہیں دیں گے اور صورت اس کے برعکس نہیں یعنی ایسا نہیں کہ جو بیع صحیح (شرائط کی رو سے) نہ ہو اس کا انعقاد سرے سے نہ ہو کیونکہ ہمارے (احناف) کے نزدیک بیع فاسد کے بھی نافذ و منعقد ہونے کا حکم ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس بیع کے ساتھ ساتھ بلا تاخیر قبضہ ہو جائے۔ بیع کے اندر یہ بھی شرط ہے کہ بیع کے لئے کسی میعاد کی تعیین نہ کی گئی ہو[لہ]۔ اگر مقررہ میعاد تک کے لئے بیع کی گئی ہو تو...... تو اس کے درست ہونے کا حکم نہ ہوگا بیع کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ فروخت کرنے والی شے اور اس کی قیمت اس طریقہ سے معلوم ہو کہ باہمی کوئی جھگڑا (مشتری اور بائع میں) نہ ہو سکے لہٰذا غیر متعین و غیر معلوم شے کی بیع کہ جس کے معلوم و متعین نہ ہونے سے نزاع پیدا ہو درست و صحیح نہ ہوگی۔ مثلاً کہے کہ میں نے اس گلہ میں سے کوئی سی ایک بکری (غیر متعین) بیچ دی۔ یا خریدار کہے کہ اس شے کی جو بھی قیمت ہوگی عطا کی جائے گی یا فلاں آدمی جو قیمت متعین کر دے گا وہی دی جائے گی۔

بیع کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ بیع کچھ سود مند بھی ہو، لہٰذا جس شے کی بیع کچھ سود مند نہ ہو اس بیع کو فاسد و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا۔ مثلاً ایسے دو دراہم کی باہمی خرید و فروخت (تبادلہ و لین دین) جو باعتبار وزن اور صفت (کھوٹا کھرا) یکساں ہوں۔ (بحر الرائق)

بیع درست ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کے اندر کوئی فاسد شرط نہ لگائی گئی ہو شرط فاسد کی چند صورتیں ہیں۔ (مثلاً منجملہ) فاسد شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ اس کے وجود اور ہونے ہی کے اندر دھوکہ ہو جیسے کوئی شخص اونٹنی کو اونٹنی کے حاملہ ہونے کی شرط کے ساتھ خرید لے[سے]۔ یا کوئی خلافِ شرع اور ناجائز شرط لگائی جائے یا ایسی شے کی شرط کرے کہ معاملہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہ ہو اور اس کے اندر فروخت کرنے والے یا خریدار یا فروخت ہونے والی شے کے لئے اگر وہ مبیع انسانوں میں سے ہو کوئی فائدہ سمجھ میں آتا ہو۔ نیز وہ شرط نہ تو معاملہ بیع کے لئے موزوں ہو اور نہ لوگوں میں اس طرح کی شرط کرنے کا رواج ہو۔

بیع کی دوسری فاسد شرائط کی طرح یہ شرط بھی ہے کہ متعین بیع اور متعین ثمن (قیمت) ہو اور اس کے اندر مدت (واپسی کی) مقرر کی جائے اور اگر مبیع و ثمن متعین نہ ہو تو مدت مقرر کرنی درست

لہ: یعنی یہ طے نہ ہو کہ مدت مقررہ مثلاً سال بھر کے بعد یہ بیع فسخ کرتے ہوئے خریدار خرید کردہ شے لوٹا دے گا اور فروخت کرنے والا روپیہ لوٹائے گا۔

سے: اس صورت میں یہ احتمال ہے کہ وہ سرے سے حاملہ ہی نہ ہو بلکہ کسی بیماری کے باعث پیٹ بھر لینے سے حاملہ سمجھی جا رہی ہو۔

و جائز ہوگی۔ یہ شرط ٹھہرانا کہ ہمیں دائمی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ جس وقت چاہیں لوٹا دیں اور جس وقت چاہیں لیلیں فاسد ہے ایسے غیر معلوم و غیر متعین وقت کی بیع کے اندر شرط کرنا کہ جس کا غیر معلوم و غیر متعین ہونا ظاہر و کھلا ہوا ہو نا فاسد ہے مثلاً بارش کا ہونا، ہوا کا چلنا یا کسی شخص کی آمد وغیرہ یا بیع کو ایسے وقت اختیار (و قبول کرنے) کی شرط کرنا جو عقل و فہم سے قریب ہو مثلاً کھیتی کاٹنے یا اس کے روندنے اور حجاج کی آمد کا وقت۔ یا بیع کے اختیار و قبول کی شرط ایسی کرنا جس میں سرے سے وقت ہی کی قید نہ ہو یا تین سے زیادہ کے لئے بیع کے اختیار و قبول کی شرط۔ تو ان مذکورہ تمام شرائط کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ (بدائع)

بیع درست ہونے کی شرائط

جس بیع میں قیمت کی ادائگی کی مدت مقرر ہوئی ہو وہ معینہ مدت معلوم ہونی چاہیئے۔ معلوم نہ ہونے کی صورت میں بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر ایسا مال خریدا جو منتقل ہونے کے قابل ہو تو اس کی بیع کے لئے اول شرط یہ ہے کہ اس کے اوپر قبضہ ہو۔ قرض کی بیع کے اندر بھی قبضہ کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا قبضہ سے قبل قرض کی بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ جس طرح کہ بیع سلم کی شکل میں جس شئے کے اوپر بیع سلم ہوئی ہو وہ اور راس المال (اصل مال) کی بیع خواہ پھیر لینے اور واپسی کے بعد ہی کیوں نہ ہو بلا قبضہ کے جائز نہ ہوگی۔ اسی طرح کسی شئے کی بیع ایسے قرضہ کے بدلہ جو کسی کے اوپر واجب ہو جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر وہ قرض فروخت کرنے والے ہی پر واجب ہو تو اس کا حکم مذکورہ حکم کے برعکس ہوگا۔ (یعنی جائز ہوگا)

اسی طریقہ سے اگر بیع و شرا ایسی اشیاء میں ہو کہ جن کے اندر سود جاری ہوتا ہو تو دونوں کے تبادلہ اور لینے دینے کے اندر برابری شرط ہوگی۔

اسی طریقہ سے بیع صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس میں سود کا قطعاً شبہ بھی نہ ہو اسی طرح اگر وہ بیع صرف ہو تو بائع اور مشتری کی علیحدگی سے قبل مبیع (فروخت کیجانے والی شئے) پر قبضہ ہو جانا چاہیئے۔

بیع مرابحہ، بیع تولیہ، بیع اشتراک، بیع وضیعہ میں شرط یہ ہے کہ پہلی قیمت معلوم و متعین ہو بیع کے واجب و لازم ہونے کی شرط یہ قرار دیگئی ہے کہ بیع چاروں مشہور اختیارات اور انکے علاوہ ہر قسم کے اختیارات سے منزہ و خالی ہو۔ (بحر الرائق)

لے مثلاً سال بھر، ایک مہینہ، دو دن چار دن وغیرہ۔ کہ تا کھ ان کی تعریفات آئندہ صفحہ پر دیکھئے۔

بیع کا حکم یہ ہے کہ خریدار کی خرید کردہ شے پر اور فروخت کرنے والے کی قیمت پر ملکیت ثابت ہو جائے مگر شرط یہ ہے کہ وہ قطعی (غیر موقوف) بیع ہو۔ موقوف ہونے کی صورت میں بوقت اجازت ملکیت کے ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

مطلق بیع (بلا قید بیع) چار قسمیں ہیں (۱) نافذ (۲) موقوف (۳) فاسد (۴) باطل فوری طور پر اگر بیع کا حکم نافذ و ثابت ہو جائے تو اسے بیع نافذ کہتے ہیں۔ اور بوقت اجازت حکم بیع ثابت ہوگا تو اسے موقوف کہیں گے، قابض ہونے کے بعد اگر حکم بیع ثابت ہو (اور معاملہ بیع کی تکمیل کا حکم کیا جائے) تو اسے بیع فاسد کہتے ہیں بیع باطل وہ کہلاتی ہے کہ جس کا حکم کسی طریقہ سے بھی ثابت نہ ہو (اور اسکے اوپر بیع کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو) فروخت ہونے والی شے (مبیع) کے لحاظ سے بھی بیع چار قسموں پر مشتمل ہے (۱) معین و مقرر مال کی بیع معین و مقررہ مال سے ہوئی ہو[1]۔ اسے بیع مقایضہ کہا جاتا ہے۔ (۲) دین (غیر معین شے) کی بیع دین سے کیگئی ہو[2]۔ یہ بیع صرف کہلاتی ہے۔ (۳) دین کی عین مال (معین مال) کے بدلہ بیع کیجائے مثلاً بیع سلم (۴) دین کے بدلہ عین کی بیع کیجائے جیسا کہ بیشتر بیع کی صورت میں ہوتا ہے[3]

بدل اور باہمی تبادلہ کے لحاظ سے بھی بیع چار قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) بیع مساومہ جس قیمت پر خریدار اور فروخت کرنے والے دونوں کا اتفاق ہو جائے اسے بیع مساومہ کہتے ہیں۔ (۲) بیع مرابحہ۔ فروخت ہونے والی شے کی پہلی قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کو بیع مرابحہ کہا جاتا ہے (۳) بیع تولیہ۔ سابقہ قیمت پر بلا کسی کمی بیشی کے بیع کرنے کو بیع تولیہ کہتے ہیں (۴) بیع وضیعہ سابقہ قیمت سے کم پر فروخت کرنے کا نام بیع وضیعہ ہے۔ (محیط سرخسی)

بابُ دُوُم

ان کلمات کا ذکر جن سے بیع کا انعقاد سمجھ میں آتا ہے اور اس شے کا حکم جو چکانے (اور مول کرنے) کے مقصد قبضہ میں کیگئی ہو

یہ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

---

[1] مثلاً بکری گائے کے بدلہ میں فروخت کی ہو۔ [2] مثلاً روپیہ کے بدلہ اشرفی بطور بیع دی ہو۔
[3] مثلاً اونٹ روپیہ کے بدلہ بیچا جائے۔

پہلی فصل۔ وہ الفاظ جن سے بیع کا انعقاد ہو جاتا ہے

ہمارے اصحاب (احناف) کہتے ہیں ایسے دو لفظ جن سے مالک کر دینے اور مالک ہو جانے کے معنے سمجھ میں آتے ہوں نیز یہ دونوں حال کے صیغے ہوں یا ماضی کے صیغے ہوں تو اس صورت میں بیع کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

چاہے یہ صیغے عربی زبان کے ہوں یا فارسی کے یا کسی دوسری زبان کے۔ (تاتارخانیہ)

اگر ماضی کے صیغے ہوں تو بلا نیت بیع کے منعقد ہو جانے کا حکم ہوگا اور مضارع کے صیغے ہوں تو زیادہ صحیح قول کے مطابق نیت بھی ہونی چاہیئے۔ (البحرالرائق)

لہٰذا اگر فروخت کرنے والا اس طرح کہے کہ میں اس غلام کو ہزار دراہم کے بدلے تجھے فروخت کرتا ہوں یا تجھ کو بخشش کرتا ہوں یا تجھ کو عطا ہوں اور خریدنے والا کہے کہ میں یہ تجھ سے قیمتاً لیتا ہوں یا کہے میں یہ غلام تجھ سے لئے لیتا ہوں اور دونوں کی نیت فوری طور پر بیع تکمیل کی ہو یا ایک ماضی کا صیغہ استعمال کرے اور دوسرا مستقبل کا صیغہ اور اس کے اندر فوری طور پر بیع کے وجوب کی نیت ہو تو اس صورت میں بیع کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا اور نیت نہ ہونے کی صورت میں بیع کے منعقد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (قنیہ)

اگر صیغے محض حال کے ہوں مثلاً کہے کہ فوری طور پر اور اسی وقت فروخت کرتا ہوں تو اس کے اندر بیع کے انعقاد کے لئے نیت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور وہ صیغے جو محض مستقبل کے لئے ہوں مثلاً کہے کہ میں اسے آئندہ زمانہ میں فروخت کردوں گا یا یہ صیغے امر کے ہوں تو ان سے بیع کے منعقد ہونے کا حکم نہیں ہوگا البتہ اگر امر کے صیغے سے فوری طور پر بیع کرنے کا قصد و نیت ہو مثلاً کہے کہ یہ غلام اتنی قیمت کے بدلے لیلے اور خریدار کہے کہ میں نے یہ غلام لے لیا تو اس کا حکم بھی ماضی کے صیغے کا سا ہوگا اور بیع کے منعقد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (النہرالفائق)

کبیری میں ہے امام ابواللیثؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ کوئی فروخت کرنے والا کہے کہ اس کپڑے کو دس دراہم کے عوض لیلے اور خریدار کہے کہ میں نے یہ کپڑا دس دراہم کے بدلے لیا اس کے بعد فروخت کرنے والا کہے کہ میں یہ کپڑا نہیں دیتا تو اس صورت میں اس کو انکار کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟ امام ابواللیثؒ نے فرمایا کہ اسے حق و اختیار حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طرح اگر خریدنے والا کہے کہ میں نے یہ کپڑا لیلیا (اور پھر لینے سے انکار کرے) تو اس کو بھی انکار کرنے کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

بیع اگر امر کے صیغے سے ہو رہی ہو تو اس کے اندر تین الفاظ ہونے چاہئیں۔ لہٰذا اگر فروخت کرنے والا کہے کہ مجھ سے خرید لو اور خریدنے والا کہے کہ میں نے خرید لیا تو بیع کے انعقاد کا حکم نہ ہوگا

تاوقتیکہ فروخت کرنے والا یہ نہ کہے کہ میں نے فروخت کیا۔ یا اگر خریدار کہے کہ میرے ہاتھ فروخت کر دے اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں فروخت کر چکا تو خریدار پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ "میں خرید چکا" کہے۔ (سراج الوہاج)

صیغۂ استفہام (وہ صیغہ جس کے ذریعہ دریافت کیا جائے) سے کسی (فقیہ و امام) کے نزدیک بھی بیع کا انعقاد نہ ہوگا۔ مثلاً خریدار فروخت کرنے والے سے کہے کہ کیا تو یہ شے اتنی قیمت میں میرے ہاتھ فروخت کرے گا؟

یا کہے کیا تو یہ چیز مجھے اتنی قیمت میں بیچ چکا؟ اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں فروخت کر چکا تو تاوقتیکہ خریدار "میں خرید چکا" دوبارہ نہ کہے بیع کے منعقد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (بدائع)

کوئی شخص دوسرے سے کہے خریدی ایں چیز را از من کہ کیا تو نے اتنی قیمت میں یہ چیز مجھ سے خرید لی اور دوسرا شخص کہے کہ میں خرید چکا۔ اس کے بعد پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں فروخت کر چکا تو بیع کے مکمل نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

امام ظہیر الدینؒ نے اپنے چچا شمس الائمہ اوزجندی اور شمس الائمہ سرخسیؒ (اپنے استاذ) سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس صورت کے اندر بیع کے منعقد ہو جانے کا حکم ہوگا کیونکہ فروخت کرنے والے کے قول میں "فروختم" (میں نے فروخت کی) پوشیدہ ہے بیچنے والے کے قول کے معنے یہ ہوں گے "خریدی کہ فروختم" (تو نے خریدی کیونکہ میں نے بیچی) (محیط)

مختار الفتاویٰ میں ہے کہ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اگر فروخت کرنے والا اس طرح کہے کہ میں اس غلام کو ہزار دراہم کے بدلہ تجھے اقالہ کرتا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا تو اس صورت میں بیع کے منعقد ہونے میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ امام ابوبکر اسکافؒ کہتے ہیں کہ دونوں میں لفظ اقالہ کے ساتھ بیع کے انعقاد کا حکم ہوگا۔

فقیہ ابوجعفرؒ کے نزدیک بیع کے منعقد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ فقیہ ابواللیثؒ کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی یہی قول اختیار فرمایا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

لفظ "سَلَم" سے سب روایات کی رو سے بیع کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں یہ غلام تجھے ہزار روپے میں ہبہ کر چکا اور دوسرا شخص کہے کہ میں نے اس کو قبول کر لیا تو اس صورت میں بیع کے صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

لفظ "جعل" کے ساتھ عربی زبان میں یا بزبان فارسی "گردانیدن" کے ساتھ، یا "گردانیدن" اور "کر دینے" کے ساتھ بزبان اردو ایجاب کے درست و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ جیسے کوئی شخص کسی دوسرے سے یہ کہے کہ "میں اس چیز کا اتنی قیمت کے بدلہ تجھے مالک بناتا ہوں" تو بیع کے منعقد

ہونے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ امام محمدؒ بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قاضی قرضخواہ سے اس طرح کہے کہ میں نے تیرے مقروض کی اس شے کا تیرے قرضہ کے بدلہ تجھ کو مالک بنا دیا تو بیع منعقد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اسی کو درست قرار دیا گیا ہے۔ اگر اس طرح کہے کہ میں رضامند ہوگیا تب بھی ایجاب کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر اول ایک شخص کہے کہ میں نے بیچی اور پھر دوسرا شخص کہے کہ میں نے اجازت بیع عطا کی تو بیع کے انعقاد کا حکم ہو جائے گا۔ (بحرالرائق)

اسی طریقہ سے اگر خریدنے والا کہے کہ میں نے اتنی قیمت کے بدلہ یہ چیز خریدی اور فروخت کرنے والا کہے میں رضامند ہوگیا یا کہے میں نے (بیع) پوری کی یا کہے "میں نے اجازت عطا کی تو بیع کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا۔ (اختیار شرح مختار) اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ غلام تیرے قرض کے بدلہ تیرے ہاتھ بیع کیا اور دوسرا اس کو قبول کرلے تو بیع کے منعقد ولازم ہونے کا حکم ہوگا۔ (غیاثیہ)

اگر دوسرا شخص کہے کہ میں تیرے غلام کو ہزار دراہم کے بدلہ لیتا ہوں اور وہ شخص کہے میں نے بھی (ایسا) کیا یا کہے "ہاں" یا کہے قیمت عطا کر تو اس صورت میں ان دونوں کے درمیان بیع کے صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے (جواہر اخلاطی) کوئی شخص کہے کہ میں یہ غلام اتنی قیمت کے بدلہ لیتا ہوں اور فروخت کرنے والا کہے کہ وہ غلام تیرے واسطے ہے یا وہ غلام تیرا ہے یا تیرے اوپر قربان ہے تو اس صورت میں بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (وجیز کردری) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے اتنی قیمت میں یہ چیز تجھ کو فروخت کردی اور دوسرا شخص کہے کہ میں نے لیلی تو اس صورت میں بھی بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنے گھوڑے کو تیرے گھوڑے کے بدلہ دیدیا اور دوسرا کہے کہ میں نے اسی طرح کیا تو بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ شمس الائمہ اوزجندی نے اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا ہے۔ (جواہر اخلاطی)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ غلام ہزار دراہم کے بدلہ تیرے ذمہ کیا اور دوسرا شخص کہے کہ مجھے تسلیم ہے تو بیع کے مکمل ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میں اس غلام کو ہزار دراہم کے بدلے میں تجھے فروخت کرتا ہوں اور اس کی قیمت تجھے ہبہ کرتا ہوں اور دوسرا شخص کہے کہ میں نے خرید لیا تو اس صورت میں یہ بیع درست نہ ہوگی (وجیز کردری) البتہ اگر بازار کے نرخ وقیمت کے بدلہ فروخت کرے اور خریدار اسے منظور کرلے اسکے بعد بیچنے والا خریدار کو مقررہ قیمت معاف کردے یا اسے ہبہ کردے یا صدقہ کردے تو بیع کے درست وصحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر غلام بیچے اور قیمت کے بارے میں کچھ نہ کہے اور خاموشی اختیار

کرے تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ قابض ہونے پر ملکیت کے ثابت ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ) اور خریدنے والے پر (بازار نرخ نہیں بلکہ) غلام کی قیمت کا وجوب ہوگا۔ (جواہر اخلاطی)

کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھ کو (یہ غلام) بلا ثمن فروخت کیا تو اس صورت میں فروخت کردہ شے پر قبضہ کے باوجود ملکیت کے ثابت ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ غلام تجھ کو دو ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کیا اور خریدنے والا کہے کہ میں نے بلا کسی شے کے بدلہ کے خریدا تو بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر مملوک کے کسی عضو کی جانب بیع کی نسبت کی جائے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر اس عضو کی جانب نسبت کیجائے جس کی جانب اگر آزادی کی نسبت کی جائے تو وہ حلقۂ غلامی سے آزاد ہو جائے۔ اس صورت میں اس کی جانب بیع کی نسبت کیجائے گی تو بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا اور اگر ایسے عضو کی طرف نسبت نہ کیگئی ہو تو بیع کے بھی درست و صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

تجنیس تاحری کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے ,,من فروختم ایں بندہ را بہزار درم تو خریدی (میں نے یہ غلام ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کیا تو نے خریدا) اور دوسرا شخص اس جملہ کے جواب کے اندر اس طرح کہے ,,خریدم،، (میں نے خرید لیا) اور اس کے علاوہ کچھ اور نہ کہے تو بیع کے ہونے کا حکم نہ ہوگا کیونکہ اس کے اندر خریدار کی جانب نسبت نہیں کیگئی۔ (تاتارخانیہ)

اگر اس سے پہلے کچھ بیع کی بات چیت ہو رہی ہو اس کے بعد فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے اتنی قیمت میں فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے اتنی قیمت میں لے لیا اور یہ نہ کہے کہ تجھ سے خرید لیا تو بیع کے درست ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتح القدیر)

امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی سے کہے کہ اگر تجھ کو پسند ہو تو ہزار دراہم کے بدلہ میرا یہ غلام تیرے واسطے ہے اور دوسرا شخص کہے کہ مجھ کو یہ غلام پسند آیا تو اس صورت میں بیع کے مکمل ہونے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

اسی طرح اگر یوں کہے کہ تجھ کو موافق ہو تو ہزار دراہم کے بدلہ میرا یہ غلام تیرے واسطے ہے اور وہ شخص کہے کہ یہ غلام میرے موافق (موافقِ مزاج) ہے تب بھی یہی حکم مذکورہ بالا برقرار رہنے کا حکم ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر کہے کہ اگر تیرا قصد ہو یا تیری خواہش ہو اور دوسرا شخص کہے کہ میں نے قصد کیا/میں نے خواہش کی تو ان تمام شکلوں میں جواباً بیع کے صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ ان شکلوں میں جواب میں بیع لازم ہوگی ابتداءً بیع کے (درست) و لازم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔

کوئی شخص کہے کہ یہ ٹھوس شے پانچ سو من وزنی ہو تو تول لے کہ میں نے تجھ کو اتنے میں (مقررہ رقم

کے عوض ا فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے یہ چیز خریدلی۔ اس کے بعد اسے تول لے اور جس طرح فروخت کرنے والے نے کہا ہو وہ چیز اسی طرح پائے تو اس بیع کے منعقد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔

البتہ اگر فروخت کرنے والے کو پہلے سے اس چیز کے وزن کا علم ہو تو بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ اس صورت میں یہ قول تحقیقی ہوگا تعلیقی نہ ہوگا۔ (قنیہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ اسباب لیجا کر آج کے دن اسے دیکھ لے اگر تو اس کے اوپر رضامند ہوگا تو وہ ہزار دراہم کے بدلہ تیرے لئے ہوگا اور پھر وہ اسے لیجائے تو اسے درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر یوں کہے کہ اگر تو آج اس کے اوپر رضامند ہو تو وہ ہزار دراہم کے عوض تیرے واسطے ہے (تو جائز ہوگا) اور یہ قول اس طرح کہنے کے مانند ہے کہ "میں نے اس غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلے اس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ آج کے دن تجھے حق واختیار (یعنی واپسی کا حق) حاصل ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ذخیرہ میں ہے کہ استحساناً اس بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے تینوں علماء (امام ابو حنیفہ رح امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ) نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اگر اس طرح کہے کہ میں نے تجھے (یہ غلام) ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کیا اگر تجھے ایک روز و شب تک منظور ہو تو اس صورت میں غلام کا لینا بیع کو مکمل کرنا ہوگا اور اسے تعلیق قرار نہیں دیں گے۔ (بحر الرائق)

کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ شے ہزار دراہم کے بدلہ بیچی اس شرط کے ساتھ کہ فلاں آدمی رضامند ہو۔ اس صورت میں اگر اس شخص کے رضامند ہونے کا کوئی وقت معین کیا گیا ہو اور وہ شخص اسکے اوپر رضامند ہو جائے تو بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص بیع فاسد کے ذریعہ کپڑا خریدے اس کے بعد اگلے دن فروخت کرنے والے سے ملکر کہے کہ کیا تو نے اپنے کپڑے کو ہزار دراہم کے بدلہ میرے ہاتھ فروخت نہیں کیا وہ کہے ہاں فروخت کیا ہے۔ اس کے بعد خریدار کہے کہ میں نے وہ کپڑا لیا تو اس صورت میں یہ گفتگو بے سود ہوگی اور اس کا تعلق اسی سابقہ بیع فاسد سے رہے گا اگر دونوں متفقہ طور پر بیع فاسد کو ترک کر دیں تو آج (اوراب) کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص اپنے غلام کو ہزار دراہم کے بدلہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے اور کہے کہ اگر تو آج میرے پاس رقم نہ لایا تو اس صورت میں میرے اور تیرے درمیان بیع نہ ہوگی اور خریدار قبول کرلے اور اس روز وہ (مقررہ) رقم نہ لائے اور پھر دوسرے روز فروخت کرنے والے سے ملکر خریدنے والا کہے کہ تو اپنے اس غلام کو میرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کر چکا اور وہ کہے ہاں فروخت کیا۔ اس کے بعد خریدار کہے میں نے یہ غلام لے لیا تو اس صورت میں یہ بیع نئے سرے سے ہوگی کیونکہ پہلی بیع تو ٹوٹ چکی اور ختم ہو چکی تھی

اور یہ مسئلہ بیع فاسد کا سا نہیں ہے (لہٰذا حکم میں بھی فرق ہو گا) (فتاوی قاضی خاں)

اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ میں نے تجھے ہزار دراہم کے بدلے فروخت کیا، اس کے بعد اگر تو سال بھر تک رقم نہ دے تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہ ہوگی تو اس بیع کو فاسد قرار دیں گے اور اس قول کا حکم خیار کا سا نہ ہو گا۔ اگر تین روز کی شرط کرتے ہوئے کہے کہ تو نے اگر تین روز تک دام نہ دیئے تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہ ہو گی۔ اس صورت میں استحساناً بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہو گا۔)

اگر چار روز کی بیع میں قید لگائے تو بیع کے درست و جائز نہ ہونے کا حکم ہو گا البتہ اگر چار دن کی شرط کے باوجود خریدنے والا تین ہی روز میں قیمت لاکر کہے کہ مجھے تاخیر منظور و قبول نہیں تو اس صورت میں شیخ فرماتے ہیں کہ میں اس بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ تین روز کے اندر قیمت لے آئے۔ (خلاصہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر تو اس کپڑے کے بدلہ اتنے دراہم ادا کر دے تو گویا میں نے تجھے یہ فروخت کر دیا اور وہ شخص اسی مجلس میں داموں کی ادائیگی کر دے تو اس صورت میں بیع کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ "کتاب السیر" کے اندر بیان کیا ہے کہ استحساناً اس بیع کو درست قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا کہے، "فروختم چوں بہا بمن رسد" (میں نے فروخت کر دیا جبکہ مجھ تک قیمت پہونچ جائے) پھر خریدار اسی مجلس کے اندر قیمت کی ادائیگی کر دے تو یہ بیع استحساناً درست قرار دیجائے گی۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میں نے تیری اس باندی کو دس دینار کے بدلے لیلیا۔ تو نے فروخت کی۔ وہ شخص کہے "فروختہ گیر" (فروخت شدہ سمجھ لے) اس صورت میں اگر اس سے اس کا مقصد بیع کی تکمیل ہو تو بیع کے درست ہونے کا حکم ہو گا۔ (قنیہ)

"تیمیہ" میں لکھا ہے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص فروخت کرنے والے کے وکیل سے کسی مال کو بائیس دیناروں کے بدلہ لینا چاہیئے اور وکیل کہے کہ پچیس دینار سے کم میں نہیں دوں گا (اور معاملہ طے نہ ہو گا) اور خریدار کہے کہ ان باقی تین دیناروں کو چھوڑ دے اور مجھ سے وصول نہ کر۔ وکیل زبان سے تو کچھ نہ کہے لیکن اس پر رضامند ہو جائے اور اس کے کوئی راضی ہونے کے شاہد بھی وہاں موجود ہوں تو کیا اسے بیع قرار دیں گے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صرف اتنی بات سے بیع نہ ہو گی البتہ اگر ایجاب و قبول یا ایجاب و قبول جیسا کوئی فعل پایا گیا ہو تو بیع کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر فروخت کرنے والا یا خریدنے والا (بہت) دور و فاصلے سے یا دیوار کے پیچھے سے آواز

دے تو اسے جائز و درست قرار نہ دیں گے۔
کوئی شخص گھر میں ہو اور وہ دوسرے شخص سے جو حصیت کے اوپر ہو یہ کہے کہ میں نے یہ شے تجھ کو اتنے داموں میں فروخت کر دی اور دوسرا کہے کہ میں نے خرید لی۔ اس صورت میں اگر بائع اور مشتری ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں اور دور والے بات سننے کے اندر کسی طرح کا شبہ نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ (قنیہ)
اتنا فاصلہ کہ جس کی وجہ سے ایک دوسرے کی بات سننے کے اندر شبہ پیدا ہوتا ہو تو اس فاصلہ کی بنا پر بیع کے درست نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر فاصلہ ایسا نہ ہو تو یہ فاصلہ بیع کو روکنے والا نہ ہوگا۔ (وجیز کردری)
کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ لوگ تیرے انگور کے باغ کو دو ہزار دراہم میں خرید رہے ہیں اور وہ کہے کہ میں نے تجھ کو ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے اپنے لئے خرید لیا۔ اس صورت میں اگر کلام ہزل و مذاق کے طور پر نہ ہو تو بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس بارے میں دونوں کے درمیان نزاع ہو جائے کہ یہ کلام ہزل پر مبنی تھا یا نہیں تو ہزل و مذاق کے مدعی کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے۔ اگر کچھ دام اسے عطا کر دے تو اس صورت میں ہزل کے دعوے کو ناقابلِ سماعت قرار دیں گے۔ (خلاصہ)
کوئی دلاّل فروخت کرنے والے سے کہے "فروختی بدیں بہا" (تو نے اتنی قیمت میں فروخت کی) اور وہ کہے "فروختہ شد" (فروخت ہوگئی) اس کے بعد خریدنے والے سے کہے "خریدی" اور وہ جواباً کہے "خریدہ شد" (خریدی گئی) اس صورت میں اگر دونوں کا مقصود بیع کو ثابت کرنا ہو تو بیع کے منعقد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (قنیہ)
اگر دوسرا شخص کہے کہ میں تیرے ہاتھ اس غلام کو فروخت کرتا ہوں اور دوسرا شخص اس کے اوپر قابض ہو جائے اور کچھ نہ کہے تو اس صورت میں بیع کے منعقد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ شیخ الاسلام المعروف بخواہر زادہ یہی فرماتے ہیں۔ (سراجیہ)
کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے یہ گندم تجھ سے ہزار دراہم کے بدلے لے لیا تو اسے فقراء کے اوپر صدقہ کر دے اور وہ اس مجلس کے اندر اسی طریقہ سے کرے تو بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا خواہ زبان سے وہ کچھ بھی نہ کہے کیونکہ اس کے فعل سے اس کا قبول کرنا سمجھ میں آتا ہے اور اگر مجلس سے علیحدگی کے بعد صدقہ کرے تو اس صورت میں اس کا حکم اس کے برعکس ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا اس طرح کہے کہ میں اس کپڑے کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کر چکا تو اس کی قمیض کٹوائے اور وہ اس کی علیحدگی اور اس مجلس کے ختم ہو جانے سے قبل اسی طرح

کرے تو بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (وجیز کردری)

فتاویٰ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ بیچتا ہوں اور دوسرا شخص کہے کہ وہ تو آزاد ہے تو اس غلام کے آزاد ہو جانے کا حکم نہیں ہوگا۔ (خلاصہ)

شیخ الاسلام اور صدر الشہیدؒ جامع کی کتاب الدعویٰ میں بیان کرتے ہیں کہ خرید نے والے کے قول کو فروخت کرنے والے کے ایجاب کا جواب قرار دیں گے اور غلام کے آزاد ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر خریدار اس طرح کہے "فہو حر" (پس وہ حلقۂ غلامی سے آزاد ہے) تو غلام کے آزاد ہونے کا حکم کیا جائے گا اور خرید نے والے پر ہزار دراہم کا وجوب ہوگا۔ (خلاصہ)

بحوالۂ ابراہیمؒ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے یہ کہے کہ اپنے اس غلام کو میرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ فروخت کردے اور فروخت کرنے والا کہے میں نے فروخت کیا۔ اس کے بعد خرید نے والا کہے کہ وہ حلقۂ غلامی سے آزاد ہے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اس کے کہنے کو کہ وہ "حلقۂ غلامی سے آزاد ہے" غلام پر قبضہ کرنا قرار دیں گے اور غلام کے نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ حلقۂ غلامی سے آزاد نہیں ہوگا لہٰذا آزاد کرنے کے باعث اسے قبضہ کرنے والا بھی قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر فروخت کرنے والا کسی چیز کے بارے میں کہے کہ میں نے فروخت کیا پھر خرید نے والا اسے کھالے یا اس کے اوپر سوار ہو جائے یا اسے پہن لے تو اسے بیع پر رضامندی شمار کریں گے۔ (عینی شرح ہدایہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو اس کھانے کو کھالے اور تیرے اوپر میرے ایک دراہم کا وجوب ہوگا، پھر وہ کھالے تو اسے بیع قرار دیں گے اور اس کھانے کو اس کے لئے حلال و جائز قرار دیں گے۔ شمس الائمہ سرخسی شرح کتاب الاحسان میں اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ (محیط)

کسی شخص کا کسی سے لینے دینے کا معاملہ ہوا اور خریدار بائع سے کپڑا لیا کرتا ہو لہٰذا خریدار کہے کہ میں جس کپڑے کو تیرے سے لوں تو فی کپڑا تیرے واسطے ایک دراہم کا منافع ہے درآنحالیکہ وہ بائع کی اجازت سے کپڑے خرید کر لیجاتا رہا ہو حتیٰ کہ خریدار پر دس یا دس سے زیادہ کپڑوں کی قیمت واجب ہو جائے، اس کے بعد خریدار فی کپڑا ایک دراہم کے نفع کے اعتبار سے ساری قیمت ادا کرے، اس صورت میں امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس کے بعد کپڑے جوں کے توں موجود ہوں اور وہ انکے اوپر نفع دے دیا ہو تو خریداری اور نفع دونوں کو جائز قرار دیں گے اور اگر جوں کے توں موجود

نہ ہوں تو بیع کے باطل ہونے اور نفع کے ناجائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص دوسرے سے ایک کپڑے کی خریداری کا معاملہ کرے اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں اسے پندرہ دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور خریدار کہے کہ میں اسے دس دراہم سے زیادہ میں نہیں لوں گا۔ اس کے بعد خریدار اسے لیجائے اور فروخت کرنے والا کچھ نہ کہے۔ اس صورت میں اگر معاملہ کرتے وقت کپڑا خریدار کے ہاتھ میں ہو تو (اس کے تلف ہونے پر) خریدار پر پندرہ دراہم کا وجوب ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والے کے ہاتھ میں ہو۔ پھر اس سے خریدنے والا لیلے اور فروخت کرنے والا منع کرے تو دس دراہم کا وجوب ہوگا۔ اور اگر کپڑے خریدنے کے پاس ہو اور وہ کہے کہ میں دس دراہم سے زیادہ میں نہیں لوں گا اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں پندرہ دراہم سے کم میں فروخت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ کپڑا خریدنے والا لوٹا دے اور پھر فروخت کرنے والے کے ہاتھ میں سے لیلے اور فروخت کرنے والا اس کے حوالہ کردے اور کچھ نہ کہے تو اس صورت میں بھی دس دراہم کا وجوب ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مجتبیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر دونوں کے کلام کے درمیان اختلاف ہو اور اسی طریقہ سے عقد بیع ہو گیا ہو تو اس صورت میں انکے آخری کلام کو دیکھ کر اس کے مطابق حکم کرینگے۔ (بحر الرائق)

کوئی شخص کہے کہ میں نے اس غلام کو تجھے ہزار دراہم میں فروخت کیا۔ اس کے بعد کہے کہ میں نے اس غلام کو تیرے ہاتھ سو دینار میں فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے اسے قبول کرلیا تو سو دینار پر بیع ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے کہ میں نے اس غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم میں فروخت کیا اس کے بعد اسی مجلس یا دوسری مجلس کے اندر کہے کہ میں نے اس غلام کو تجھے سو دینار میں فروخت کردیا اور خریدار کہے کہ میں نے خرید لیا تو دوسری بیع یعنی سو دیناروں پر بیع کے منعقد ہونے اور پہلے معاملہ بیع یعنی ہزار دراہم پر بیع کے فسخ وختم ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر اسے پہلی قیمت کی جنس سے کم وبیش میں فروخت کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا، جیسے اول دس دراہم میں فروخت کرے، اس کے بعد نو یا گیارہ دراہم میں بیچے۔ اس صورت میں اگر دوسری مرتبہ بھی دس ہی دراہم میں فروخت کرے تو دوسری بیع کے منعقد نہ ہونے کا حکم ہوگا اور پہلی بیع جوں کی توں اپنی حالت پر برقرار رہے گی کیونکہ اس صورت میں دوسری بیع پایہ سود ہے۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اپنے غلام کو تجھے ہزار دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور خریدار کہے کہ میں دو ہزار دراہم میں خریدتا ہوں تو اس صورت میں بیع درست ہوگی۔ لہٰذا اگر فروخت کرنے والا اس قیمت کے اضافہ کو اسی مجلس کے اندر قبول کرلے تو دو ہزار دراہم پر بیع کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا اور قبول نہ کرنے کی صورت میں بیع ہزار دراہم پر درست شمار ہوگی۔

اگر خریدنے والا کہے کہ میں نے یہ غلام دو ہزار دراہم میں خرید لیا اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے تجھے یہ غلام ہزار دراہم میں بیچا تو اس صورت میں بیع کے ہزار درہم پر منعقد ہونے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص کہے کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم میں فروخت کر دیا میں نے اسے تیرے ہاتھ دو ہزار دراہم میں فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے پہلی بیع یعنی ہزار دراہم والی کو قبول کرتا ہوں تو بیع کے جائز و درست ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر خریدار کہے کہ میں دونوں بیع کو اکٹھا کر کے یعنی تین ہزار دراہم میں قبول کرتا ہوں تو اس کے یہ کہنے کا مطلب ہوگا کہ گویا اس نے یہ کہا کہ میں دوسری بیع تین ہزار میں قبول کرتا ہوں یعنی دو ہزار دراہم پر ہوگی اور ہزار دراہم کا اس کے اوپر اضافہ ہوگا۔ لہٰذا فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اسی مجلس میں قبول کر لے اور خواہ نامنظور کر دے اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں نے ہزار دراہم میں فروخت کیا میں نے سو دینار میں فروخت کیا تو خریدنے والے پر قبول کے بعد دوسری بیع کے واجب و لازم ہونے کا حکم ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے اوپر دونوں قیمتوں کا وجوب ہوگا۔ پہلا قول ،،کتاب الزیادات،، کے اندر موجود ہے اور یہ قول فوری تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر فروخت کرنے والا اسی مجلس کے اندر قبول کر لے تو خریدنے والے پر اس کی قیمت کا وجوب ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں اسے منظور نہیں کرتا بلکہ مجھ کو پانچ سو دراہم میں دیدے اس کے بعد کہ میں نے ہزار دراہم میں خرید لیا۔ اس صورت میں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر بائع غلام خریدار کے سپرد کر دے تو اسے بائع کی بیع پر نارضامندی نہیں بلکہ رضامندی شمار کریں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

یہ واضح رہے اگر بائع اور مشتری میں سے ایک بیع کا ایجاب کرے تو دوسرے شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اسی مجلس کے اندر قبول کرے اور خواہ نامنظور کر دے۔ اسی کو خیارِ قبول کہا جاتا ہے، خیار کے اندر وراثت کا نفاذ نہیں ہوتا۔ (جوہرہ نیرہ) مجلس کے آخر اور ختم تک خیار قبول باقی رہتا ہے۔ (کافی)

قبول کے درست ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا حیات ہو۔ اگر وہ قبول کرنے سے قبل ہی موت کی آغوش میں سو جائے تو اس صورت میں ایجاب کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر مجلس سے اٹھے تو نہ ہو مگر مجلس کے اندر کسی دوسرے کام میں بیع کے علاوہ لگ گیا ہو تب بھی ایجاب کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر پہلے کھڑا ہوا ہو اس کے بعد بیٹھ جائے اور پھر قبول کرے تو اسے درست قرار دیں گے۔ (سراج الوہاج)

نصیرؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں اسوقت پانی کا پیالہ ہو وہ پانی پی جائے اس کے بعد کہے کہ میں نے اس قیمت میں لیلیا تو کیا حکم ہوگا انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس صورت میں بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر ایک لقمہ کھانے کے بعد کہے کہ میں نے اس قیمت میں لے لیا تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (ذخیرہ)

البتہ اگر کھانے میں مشغول ہو جائے تو مجلس کے بدل جانے کا حکم ہوگا۔ اگر بائع اور مشتری دونوں نیند کی آغوش میں چلے جائیں یا ان دونوں میں سے ایک سو جائے۔ لہٰذا اگر لیٹ کر سویا ہو تو مجلس کے بدلنے کا حکم ہوگا اور بیٹھے بیٹھے سونے کی صورت میں مجلس کے بدلنے کا حکم نہیں ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر بائع اور مشتری بے ہوش ہو جائیں۔ اس کے بعد دونوں کو افاقہ ہو جائے اور پھر قبول کرے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ قبول کرنا درست اور معتبر ہوگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دیر ہو جانے کی صورت میں ایجاب کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے یہ چیز تجھ کو اس قیمت کے اندر عطا کی اور خریدار کچھ نہ کہے پھر فروخت کرنے والا کسی دوسرے شخص سے اپنی ضرورت کی بات کرے تو بیع (ایجاب) کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر خریدار فرض نماز پڑھ رہا ہو اور وہ فرض پڑھنے کے بعد قبول کرے تو بیع درست و جائز ہوگی۔ (قنیہ)

اگر وہ فرض کے ساتھ ایک رکعت نفل بھی شامل کر لے پھر قبول کرے تب بھی اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ (جبز کردری)

اگر خریدار گھر میں ہو اس کے بعد نکل کر کہے کہ میں نے اس قیمت میں لے لیا تو اس صورت میں دونوں کے درمیان بیع کے منعقد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر بائع اور مشتری بیع کی بات چیت کرتے ہوئے پیدل چل رہے ہوں یا دونوں ایک ہی جانور پر سوار ہو کر جا رہے ہوں یا الگ الگ جانور پر سوار ہوں۔ اس صورت میں اگر مخاطب (مشتری) بائع کی بات کا جواب اس کے خطاب کے ساتھ ساتھ بلا توقف دے تو دونوں کے درمیان عقد بیع مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا اور اگر معمولی سا بھی فصل ہو گیا اور تاخیر ہو گئی تو بیع درست نہ ہوگی اگر دونوں ایک محمل میں ہوں تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (عینی شرح ہدایہ)

خلاصہ میں نوازل سے منقول ہے کہ ایک یا دو قدم چلنے کے بعد جواب دینے کی صورت میں بھی بیع کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

نہرالفائق کے اندر جمع التفارق سے منقول ہے کہ ہمارا اختیار کردہ قول یہی ہے صدر شہید ؒ ،، فتاویٰ ،، کے اندر فرماتے ہیں کہ روایت کے ظاہر رو سے اسے درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ) اگر فروخت کرنے والا اور خریدار دونوں کھڑے ہوئے ہوں اور ایک ان میں ایجاب بیع کرے، اس کے بعد وہ دونوں چلنے لگیں یا خطاب کے بعد دوسرا شخص قبول کرنے سے قبل چل پڑے تو اس صورت میں ایجاب کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔

اگر بائع اور مشتری اس حال میں گفتگو کریں کہ کشتی چل رہی ہو، اس کے بعد خطاب اور جواب میں معمولی سا توقف پایا جائے تو یہ معمولی توقف بیع کے انعقاد میں رکاوٹ نہیں رہے گا۔ اور کشتی کا حکم کوٹھڑی کا سا ہوگا۔ (سراج الوہاج)

کوئی شخص کہے کہ میں نے فلاں آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وہ فلاں آدمی اس جگہ موجود نہ ہو، اس کے بعد وہ مجلس میں حاضر ہو کر کہے کہ میں نے خرید لیا تو بیع کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے فروخت کیا اور خریدنے والا کہے کہ میں نے خرید لیا اور دونوں کی زبان سے بیک وقت کلمات ادا ہوں تو بیع کے منعقد و لازم ہونے کا حکم ہوگا۔ میرے والد مرحوم یہی فرمایا کرتے تھے۔ (ظہیریہ)

یہ بات واضح رہے کہ فروخت کردہ شے میں تغیر آنے سے پہلے پہلے قبول کے پائے جانے کو ضروری و لازم قرار دیا گیا ہے۔ (بحرالرائق)

لہٰذا اگر کوئی شخص انگور کے شیرہ کو فروخت کرے اور خریدنے والا اسے قبول نہ کرے حتیٰ کہ وہ شراب بن جائے اس کے بعد شراب سے سرکہ ہو جائے پھر خریدار قبول کرے تو جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی باندی بچہ کو جنم دے پھر خریدار قبول کرے تو جائز نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر دو غلاموں کو فروخت کرے اور خریدار قبول نہ کرے حتیٰ کہ کوئی شخص دونوں غلاموں سے کسی غلام کو موت کی گھاٹ اتار دے اور فروخت کرنے والا اس کی دیت[1] (خونبہا) بھی وصول کرے پھر خریدار قبول کرے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے اس باندی کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم میں فروخت کر دیا اور خریدار اسے قبول نہ کرے حتیٰ کہ کوئی شخص اس باندی کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور اس ہاتھ کا قطع کے بدلہ یہ شخص فروخت کرنے والے کو مال دے یا نہ دے، پھر خریدار کہے کہ میں نے

سلہ۔ جان کے بدلہ مال۔

اسے قبول کر لیا تو جائز نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

امام محمدؒ کتاب الوکالۃ کے اندر ایک مسئلہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے اس غلام کو تیرے ہاتھ اتنی قیمت میں فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے اس کو قبول کر لیا تو اس صورت میں ان دونوں کے درمیان بیع کے منعقد نہ ہونے کا حکم ہوگا جبتک کہ فروخت کرنے والا یہ نہ کہے کہ میں نے اجازت عطا کر دی۔ بعض مشائخ (فقہاء) یہی فرماتے ہیں۔
اگر فروخت کرنے والا ایک شخص سے کہے کہ میں نے تجھے فروخت کیا تو اس خریدنے والے کو غلام کا مالک بنا دے، اس کے بعد جب خریدار کہے کہ میں نے خرید لیا اور وہ غلام کو اپنی ملکیت میں لیلے اور فروخت کرنے والے کو قیمت کا مالک بنا دے۔ تو بائع کی قیمت پر ملکیت ثابت ہوتے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے بعد فروخت کرنے والا اجازت عطا کرے بیشتر فقہاء فرماتے ہیں کہ اس کے فروخت کرنے والے کی اجازت کی ضرورت نہ ہوگی اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ امام محمدؒ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (ذخیرہ)

یہ بات واضح رہے کہ ایجاب کرنے والا چاہے فروخت کنندہ ہو یا خریدار بہر صورت دوسرے کے قبول کرنے سے قبل اسے اپنے ایجاب سے رجوع کا حق حاصل ہوگا۔ (نہر الفائق)

مگر یہ ضروری ہے کہ رجوع کرنے والے کے کلام کو ایجاب کرنے والا سن لے (اور وہ اسکے رجوع سے بذاتِ خود آگاہ ہو جائے) (تاتارخانیہ)

تیمیہ کے اندر (یہ) لکھا ہے کہ خواہ ایجاب کرنے والا دوسرے کے رجوع سے آگاہ نہ ہو تب بھی رجوع کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (نہر الرائق)

اگر فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے اس غلام کو اس قیمت کے اندر تیرے ہاتھ فروخت کیا۔ اس کے بعد کہے کہ میں اپنے کلام سے رجوع کرتا ہوں اور خریدار اس رجوع کو نہ سن سکا ہو اسلئے وہ کہے کہ میں نے خرید لیا، تو اس صورت میں بیع کے منعقد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے فروخت کیا اور خریدار کہے کہ میں نے خرید لیا اور اس کلام کے فوراً بعد فروخت کرنے والا کہے کہ میں اس سے رجوع کرتا ہوں، اس صورت میں اگر خریدار کا قبول کرنا اور فروخت کرنے والے کا رجوع ایک ساتھ اور بیک وقت ہو تو بیع کے مکمل ہونے کا حکم نہ ہوگا اور خریدار کے قبول کرنے کے بعد فروخت کرنے والا رجوع کرے تو اس صورت میں بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (وجیز کردری)

واضح رہے کہ ایجاب و قبول پائے جانے کی شکل میں بیع کے واجب و لازم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور بائع و مشتری میں سے کسی کو بیع کے فسخ کرنے کا حق نہ ہوگا البتہ کسی عیب کے باعث (خیار عیب)

یا نہ دیکھنے کے باعث رجوع کا حق باقی رہے گا۔ (ہدایہ)
پھر عقد و معاملۂ بیع کی تکمیل کے لئے فروخت کرنے والے کی اجازت ضروری نہ ہوگی بیشتر فقہاء یہی فرماتے ہیں اور اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (نہر الفائق)
اگر خریدار کہے کہ میں نے اس غلام کو تجھ سے ہزار دراہم کے بدلہ خرید لیا اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے فروخت کیا پھر خریدار کہے کہ میرا ارادہ اب لینے کا نہیں ہے تو اس صورت میں خریدنے والے کو یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)
کوئی شخص استفہام کے طور پر کہے کہ کیا تو میرے ہاتھ اس کپڑے کو دس دراہم میں فروخت کرچکا؟ اور وہ دوسرا شخص کہے میں فروخت کرچکا، اس کے بعد خریدار کہے کہ میرا ارادہ (اب) خریدنے کا نہیں رہا تو اس صورت میں خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا۔ (سراج الوہاج)
کوئی شخص کسی سے یہ طے کرلے کہ وہ نو دراہم کے بدلہ یہ کپڑا خریدے گا اور کپڑے کا مالک کہے کہ ،، بدہ دراہم کم نہ دہم ستدی ،، (دس دراہم سے کم کے اندر نہیں دوں گا۔ کیا تو نے خرید لیا۔ وہ شخص کہے کہ میں اس کے اوپر رضامند ہوں۔ اس کے کپڑے کا مالک کہے کہ میں تو یہ کپڑا فروخت نہیں کرتا۔ تو اس صورت میں اسے یہ حق حاصل ہوگا۔ (سراجیہ)
واضح رہے کہ خط کا حکم خطاب کا سا ہوگا۔ اسی طرح قاصد بھیجنے کا حکم ہے۔ حتیٰ کہ جس مجلس میں خط پہونچے اور (بذریعہ قاصد) پیغام پہونچے وہ قابلِ اعتبار ہوگی۔ (ہدایہ)
تاج الشریعۃ فرماتے ہیں خط لکھنے کی شکل یہ ہے (کہ کوئی اس طرح لکھے) ،، یہ خط میں فلاں آدمی کو تحریر کررہا ہوں۔ اما بعد۔ میں اپنے غلام کو تیرے ہاتھ اتنی قیمت میں فروخت کرتا ہوں پس جب وقت اسے یہ خط ملے اور اسے پڑھ کر اس خط میں تحریر کردہ بات کو سمجھے اور اسی مجلس کے اندر قبول کرلے تو بیع کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (عینی شرح ہدایہ)
پیغام بھیجنے کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص اس طرح کہے کہ فلاں آدمی کے پاس جاکر کہنا کہ فلاں آدمی نے اپنے فلاں غلام کو تیرے ہاتھ اس قیمت میں فروخت کردیا۔ پس پیغامبر فلاں شخص تک پہونچ کر اس بات کی اطلاع دے اور وہ شخص اسی مجلس میں قبول کرلے۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں نے اپنے فلاں غلام کو فلاں شخص کے ہاتھ اس قیمت میں فروخت کیا اے فلاں تو جاکر اسے اس کی اطلاع کردے۔ پس یہ آدمی جاکر اسے اس کی اطلاع کردے اور وہ شخص قبول کرلے تو اس صورت میں بیع کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)
اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اس غلام کو فلاں غیر موجود شخص کو فروخت کرتا ہوں اتنی قیمت میں۔ اور وہ غیر موجود شخص اس اطلاع پاکر اس کو قبول کرلے تو بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا۔

اور اگر اسی مجلس کے اندر اس کی جانب سے کوئی اور شخص قبول کرے تو بیع کا درست و صحیح ہونا اس کی اجازت کے اوپر موقوف رہے گا۔ (سراجیہ)

کوئی شخص کہے کہ اس غلام کو میں نے فلاں آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا لہٰذا اے فلاں تو اسے اس بات کی اطلاع کر دے پھر اس شخص کے علاوہ جسے اطلاع پر مامور کیا تھا کسی دوسرے شخص نے فلاں شخص کو اس بات کی اطلاع کر دی تو بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں نے تیرے اس غلام کو خرید لیا اور غلام کا مالک اسے تحریر کرے کہ یہ غلام میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو اس صورت میں بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اور اگر اسے تحریر کرے کہ مجھے اتنی قیمت میں فروخت کر دے۔ بائع تک خط پہونچے اور وہ جواب میں لکھے کہ میں اس کو تیرے ہاتھ فروخت کر چکا تو جب وقت تک خریدار یہ نہ کہے کہ میں اسے خرید چکا بیع کے مکمل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (عینی شرح ہدایہ)

کوئی شخص کسی کو لکھے کہ کیا تو نے اپنے اس غلام کو میرے ہاتھ اتنی (متعینہ) قیمت میں فروخت کیا؟ اور وہ (بلا تعیین رقم) یہ جوابات لکھ بھیجے کہ میں نے اس غلام کو تیرے ہاتھ فروخت کیا تو اسے بیع قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

واضح رہے کہ اگر عقد بیع کا کچھ حصہ لکھنے یا پیغام بھیجنے کے بعد اس سے رجوع کر لے تو رجوع کرنا درست ہوگا۔ چاہے قاصد کو رجوع کرنے کا علم ہو یا نہ ہو۔ (عینی شرح ہدایہ)

خط تحریر کرنے والا یا پیغام بھیجنے والا اپنے اس ایجاب سے جو بشکل خط یا بشکل پیغام ہے رجوع کرے تو تاوقتیکہ یہ دوسرے تک نہ پہونچے یا وہ قبول نہ کرے صحیح ہوگا چاہے دوسرے آدمی کو اسکا علم ہو یا نہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر دوسرا شخص اس کے بعد قبول کرے تو بیع کے مکمل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اس غلام کو اتنی قیمت میں فروخت کیا۔ وہ دوسرا شخص کسی اور آدمی سے کہے کہ تو کہدے کہ میں نے خرید لیا پس وہ کہدے کہ میں نے خرید لیا تو یہ دیکھیں گے کہ یہ کلام وہ شخص اگر پیغام پہونچانے والے کے طور پر کہے تو خریدنے کو درست و صحیح قرار دیں گے۔ اور اگر بحیثیت وکیل کے کہے تو درست نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

واضح رہے کہ کبھی بیع کا انعقاد محض لین دین پر کسی لفظ کی ادائیگی کے بغیر ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام بیع تعاطی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

بیع تعاطی ہر شے میں چاہے گھٹیا ہو یا عمدہ بغیر دونوں میں کسی فرق کے نافذ ہوگی، اسی کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (تبیین)

شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ بیع تعاطی میں دونوں جانب سے دے دینے کو شرط قرار دیا گیا

ہے۔ (کفایہ)

بیشتر فقہاء یہی فرماتے ہیں۔ بزازیہ کے اندر ذکر کیا ہے کہ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (بحرالرائق)

درست قول کے مطابق دونوں بدل یعنی فروخت کردہ شے (مبیع) اور قیمت میں سے کسی ایک پر قبضہ کر لینا بھی بیع تعاطی میں کافی ہوگا۔ کیونکہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بیع تعاطی دونوں میں سے کسی ایک کے اوپر قبضہ کر لینے پر بھی واقع و ثابت ہونے کا حکم ہوگا اور امام محمدؒ کے اس قول کا اطلاق ثمن اور مبیع دونوں کے اوپر ہوگا۔ (نہرالفائق)

اس شخص کے قول کے مطابق ہے جو یہ کہتا ہے کہ بیع تعاطی کے اندر مبیع کے حوالہ کرنے کے ساتھ ساتھ بیع منعقد ہونے کے لئے قیمت کے بیان کرنے کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ امام ابوالفضل کرمانیؒ کا فتویٰ بھی اسی طریقہ سے نقل کیا گیا ہے۔ (محیط)

یہ شرط اس شے کے اندر ہے جس کی قیمت کا علم نہ ہو لیکن روٹی اور گوشت کے اندر قیمت کے اندر قیمت کے ذکر کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ (بحرالرائق)

منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی سے ایک شے کی قیمت ٹھہرائے جسے وہ خریدنا چاہ رہا ہو لیکن اس کے پاس وہ چیز لینے کے لئے کوئی برتن موجود نہ ہو، لہٰذا بائع سے الگ ہو کر برتن لائے اور اس کو بشکل دراہم قیمت دیدے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (مضمرات)

منتقی کے اندر ہے کہ کسی شخص کے کسی کے اوپر ہزار دراہم واجب ہوں پس وہ شخص جس کے اوپر دراہم واجب ہوں جس کا وہ مقروض ہو اس سے کہے کہ میں تیرے مال کے بدلہ دینار عطا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ دیناروں کا بھاؤ طے کرے لیکن ان دونوں کے درمیان معاملہ بیع نہ ہو سکے اور وہ شخص دوسرے کے پاس سے الگ ہو جائے، اس کے بعد وہ شخص کہ جس کے اوپر مال واجب ہو ان دیناروں کو جن کا بھاؤ طے کر کے دونوں الگ ہو گئے تھے لا کر اس آدمی کو جس سے وہ دینار چاہیے تھے عطا کر دے اور بیع کو نہ دہرائے تو اس بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص دوسرے سے ایک بھوسہ کی گٹھری آٹھ دراہم میں خریدی، اس کے بعد فروخت کرنیوالے سے کہے کہ ایک دوسری گٹھری اسی قیمت کے اعتبار سے اس جگہ لا کر ڈال دے۔ لہٰذا فروخت کرنے والا دوسری گٹھری لا کر اسی جگہ ڈال دے پس اس بیع کے ہو جانے کا حکم کیا جائے گا اور فروخت کرنے والے کو حکم کرنے والے شخص سے آٹھ دراہم کے مطالبہ کا حق ہوگا۔ (مضمرات)

مجرد میں امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص فروخت کرنے والے سے کہے کہ تو گوشت کس حساب سے بیچتا ہے؟ اور وہ کہے کہ دراہم میں تین رطل، اور وہ کہے کہ میں نے خرید لیا تو میرے

لئے تول دے، اس کے بعد گوشت فروخت کرنے والے کی رائے نہ تولنے کی ہو تو اسے اس بات کا حق حاصل ہوگا، اگر وہ تول دے تو خریدار کے قبضہ سے قبل ان دونوں میں سے ہر ایک کو رجوع کا حق واختیار ہوگا۔ اگر خریدار قبضہ کرلے یا فروخت کرنے والا خریدنے والے کے حکم کے باعث اس کے برتن میں رکھ دے تو بیع کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور خریدنے والے پر ایک درہم کا وجوب ہوگا۔ امام محمدؒ سے "نوادر ابن سماعہ" کے اندر منقول ہے کہ اگر کوئی شخص قصاب سے کہے کہ تیرے پاس جتنا گوشت موجود ہے اسے میرے لئے تول دے یا اس طرح کہے کہ اس پہلو کا گوشت میرے لئے تول دے یا کہے کہ اس کا گوشت میرے لئے فی درہم تین رطل کے لحاظ سے تول دے اور وہ اسی حساب پیر سے تول دے تو خریدار کو نہ لینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک کھانچی (یا ٹوکرا) خربوزوں کا لائے اور اس کے اندر چھوٹے بڑے ہر طرح کے خربوزے موجود ہوں۔ اس سے کوئی شخص کہے کہ ان میں سے دس خربوزوں کی کیا قیمت ہوگی؟ وہ جواب دے کر ایک دراہم میں دوں گا۔ پس وہ شخص دس خربوزے چھانٹ کرلے چلے یا فروخت کرنے والے نے دس عدد خربوزے نکال دیئے ہوں اور خریدار نے انہیں قبول کرلیا ہو تو اس صورت میں بیع کے مکمل ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص گندم فروخت کرنے والے کو اس سے گندم لینے کی خاطر پانچ دینار دے اور اس سے دریافت کرے کہ تو گندم کس بھاؤ سے بیچ رہا ہے؟ اور وہ کہے کہ ایک دینار میں سو رطل دے رہا ہوں یہ سنکر خریدار خاموشی اختیار کرے پھر خریدار گندم پر قبضہ کی خاطر گندم طلب کرے۔ پس فروخت کرنے والا کہے کہ میں تجھ کو کل دیدوں گا اس طرح دونوں کے درمیان بیع نہ ہوئی ہو اور خریدار چلا جائے۔ اس کے بعد دوسرے دن گندم لیکر آئے درآنحالیکہ بازار کے بھاؤ میں تبدیلی واقع ہو چکی ہو تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو یہ حق نہ ہوگا کہ خریدار کو گندم لینے سے روکدے بلکہ اس کے اوپر لازم ہوگا کہ سابق نرخ کے اعتبار سے وہ گندم خریدار کو دیدے۔ (قنیہ)

کوئی شخص بغیر بنے ہوئے تکیے اور بچھونے خریدے اور کوئی مدت ذکر نہ کیگئی ہو تو اسے درست قرار نہ دیں گے، اس کے بعد اگر تکیہ بکر بھی دے تب بھی درست نہ ہوگا۔ بیع تعاطی اسوقت کہلائے گی کہ باطل یا فاسد ہونے کے باعث نہ ہو اگر بیع باطل یا فاسد کی بنیاد پر ہو تو اسے بیع تعاطی نہیں کہیں گے۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اس لکڑیوں کے گٹھر کی کیا قیمت ہے؟ وہ شخص کوئی قیمت بیان نہ کرے پس وہ شخص کہے کہ تو اپنے گدھے کو (کسی متعین گدھے کو) ہانک لے اور وہ ہانک لے تو اسے بیع قرار نہ دیں گے بلکہ جب لکڑیوں کا گٹھر حوالہ کرکے قیمت لیلے گا تو اسوقت بیع

قرار دیجائے گی۔ (سراجیہ)

کوئی شخص قصاب سے کہے کہ ایک درہم کا گوشت کتنا دے گا؟ وہ کہ ایک درہم کا دو سیر (یا دو کلو) ہے خریدار کہے کہ تول دے اور ایک درہم اس کو دے کر گوشت لیلے تو اس بیع کو جائز و درست شمار کرنے کا حکم ہوگا اور از سر نو تولنا واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر تول لے اور کچھ کم نکلے تو گوشت کی جتنی مقدار کم ہو اسی کے لحاظ سے درہم میں سے لوٹا لے (اور وصول کرلے) البتہ (مزید) گوشت میں سے کچھ لینا درست نہ ہوگا کیونکہ بیع اس کی دی ہوئی گوشت کی مقدار پر منعقد ہوئی ہے۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص کسی قصاب کے پاس روزانہ ایک درہم لایا کرتا تھا اور قصاب گوشت کا ٹکڑا تول کر دیدیا کرتا۔ اور درہم والا اس گوشت کو ایک سیر سمجھتا تھا درآنحالیکہ شہر میں بھی گوشت فی سیر ایک درہم تھا۔ اس کے بعد ایک دن خریدار اپنے گھر میں یہ گوشت تولے تو وہ بجائے ایک سیر کے تین پاؤ نکلے تو اس صورت میں وہ دیئے ہوئے دراہم میں سے نقصان وکمی کے بقدر لوٹا لے البتہ نقصان وکمی کے بقدر (مزید) گوشت لینے کا حق نہ ہوگا۔ یہ حکم اس شکل میں ہوگا جبکہ جس شہر میں یہ معاملۂ بیع ہوا ہو وہ اسی کا باشندہ ہو۔ اور اگر اس شہر کا باشندہ نہ ہو جیسے وہ مسافر ہو درآنحالیکہ شہر کے باشندوں نے روٹی اور گوشت کا بھاؤ مقرر ومتعین کر رکھا ہو اور یہ بھاؤ اتنا مروج ہوگیا ہو کہ اس کے اندر کبھی فرق نہ ہوتا ہو۔ پس مسافر کسی قصاب یا کسی نان بائی سے کہے کہ مجھ کو ایک درہم کا گوشت دیدے یا کہے کہ ایک درہم کی روٹی دیدے اور وہ مقررہ مقدار سے خلاف معمولی کم کر دے اور خریدار کو اسوقت پتہ نہ چلے پھر بعد میں معلوم ہو تو روٹی کے معاملہ میں تو اس کو نان بائی سے بقدر نقصان پیسے واپس لینے کا حق ہوگا جس طرح کہ اس شہر کے باشندے بھی بقدر نقصان واپس لے سکتے ہیں۔ البتہ گوشت کے اندر اس صورت میں رجوع (لوٹانے) کا حق نہ ہوگا کیونکہ روٹی کا ایک بھاؤ متعین کر لینا تو معروف و مروج ہے لہٰذا باشندہ اور مسافر دونوں کے لیے حکم مساوی ہوگا۔ رہا گوشت تو اس کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا (بلکہ مختلف شہروں میں مختلف نرخ چلتے ہیں) لہٰذا بجز اس شہر کے باشندوں کے اور لوگوں (مسافروں) کے لئے مذکورہ بالا (گوشت کا) حکم نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

مجموع النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کا مقروض ہو اور وہ شخص اپنے قرض کا طلبگار ہو۔ لہٰذا قرضدار معلوم ومتعین مقدار کے مطابق جو لا کر قرضخواہ سے کہے کہ شہر کے نرخ کے اعتبار سے لیلے اس صورت میں شیخ فرماتے ہیں کہ اگر شہر کا بھاؤ مقرر ومتعین ہو اور دونوں اس سے آگاہ ہوں تو بیع کے مکمل ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر شہر کا بھاؤ مقرر ومتعین نہ ہو یا وہ دونوں آگاہ نہ ہوں تو اس صورت میں بیع کے مکمل نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

بیع تعاطی کی دوسری شکلوں کی طرح ایک شکل یہ ہے کہ خریدار نے جو شئے خریدی ہو وہ اس کے

حوالہ کردے جو کہ شفعہ کے طور پر اس کا طلبگار ہو درآنحالیکہ اس مقام پر شفعہ جاری و نافذ نہ ہوتا ہو اسی طریقہ سے وکیل کوئی شے خرید ے اور وہ شے وکیل کی ذاتی ہو جائے، اس کے بعد وہ وکیل بنانے والے کے حوالہ کردے تو اس کو بھی بیع تعاطی شمار کیا جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ حکم کرنے والا اس پر قابض ہو گیا ہو اور اپنے حکم ہی سے انکار کیا ہو۔ درآنحالیکہ وہ شے وکیل نے اسی کے لیے خریدی ہو۔ (بحرالرائق)

منقول عن المجتبیٰ) بیع تعاطی کی اور شکلوں کے علاوہ یہ شکل بھی کہ کسی شخص کے پاس بطور امانت کوئی باندی رکھی ہوتی ہو اور وہ آدمی اس امانتاً رکھی ہوئی باندی کے علاوہ کوئی باندی لاکے اور کہے کہ یہ تیری باندی ہے اور امانت رکھنے والا اس سے آگاہ ہو کہ یہ وہ باندی نہیں۔ اور باندی جس کے پاس امانتاً رکھی ہو وہ حلف کرلے پس امانت رکھنے والا (مجبوراً) دی باندی لیلے تو اس صورت میں اس کو اسکے ساتھ صحبت کرنی جائز و حلال ہوگی اور باندی کے لئے جائز و درست ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہمبستری پر رضامند ہو جائے۔ امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص درزی سے کہے کہ میرا اُسترِ یہ نہیں ہے اور درزی حلف کرلے کہ یہ تیرا ہی استر ہے تو اس صورت میں اس شخص کے لئے یہ استر لے لینا درست و جائز ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر کوئی خریدار خیار عیب کے باعث باندی فروخت کرنے والے کو لوٹا دے اور بائع اس سے آگاہ ہو کہ یہ باندی اس کی نہیں لیکن اس کے باوجود وہ اسی باندی کو اور اس پر راضی ہو جائے تو اس بیع کو بیع تعاطی کہیں گے۔ (بحرالرائق)

اسی طریقہ سے اگر دھوبی کسی شخص کو بدل کر دوسرا کپڑا دیدے یا اسی طریقہ سے موچی جوتا بدل دے اور لینے والا اسی پر رضامند ہو جائے تو اس کو بھی بیع تعاطی کہیں گے۔ (واقعات حسامیہ)

کوئی شخص خربوزہ فروش سے کچھ متعین خربوزے خریدنے کی خاطر اسے کچھ دراہم دے اور خربوزے لیلے درآنحالیکہ فروخت کرنے والا یہ کہتا ہو کہ میں اتنے دراہم میں یہ خربوزے نہیں دوں گا لیکن اسکے باوجود خریدار لیلے اور فروخت کرنے والا اس کے دراہم نہ لوٹائے اور خریدار بازار کے لوگوں (تاجروں) کی اس عادت سے آگاہ ہو کہ فروخت کرنے والا اگر دینے پر رضامند نہیں ہوتا تو پیسے لوٹا کر اپنی چیز واپس لے لیا کرتا ہے اور ایسا نہ کرنے کی صورت اس کی رضامندی سمجھی جاتی ہے اور خریدار سے اسکا چلا کر یہ کہنا کہ اتنے میں نہیں دوں گا اس کا دل خوش کرنے کی خاطر ہوتا ہے تو شیخ فرماتے ہیں کہ اس کے باوجود اس بیع کو درست قرار نہ دیں گے۔ (قنیہ)

لہ انکار نہ ہونے کی صورت میں یہ بیع تعاطی نہیں بلکہ بیع بالوکالت شمار ہوگی۔

خلفؒ کہتے ہیں کہ میں نے اسدؒ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص بازار میں کہے کہ کوئی آدمی ہے جو اپنے پاس مہرات (شہر) کا دس دراہم کی قیمت والا کپڑا رکھتا ہو ایک شخص بولا، میں رکھتا ہوں، اس کے بعد وہ شخص مہرات کا کپڑا اس کے حوالہ کر دے تو کیا یہ بیع درست ہے؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس بیع کو درست قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر وہ کپڑا لیتے وقت یہ کہے کہ میں نے دس دراہم میں لے لیا اور جاکر اسے دیکھ لوں گا تو اس صورت مسئلہ کا جواب میں نے حسنؒ سے پوچھا۔ انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس بیع کو جائز و درست قرار دیں گے اور دونوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس بیع کو توڑ دیں اور یہ بیع فسخ کر دیں۔ (محیط)

فصلِ دوم

(خریدنے کی خاطر قبضہ میں لیگئی اشیاء کا حکم)

کوئی شخص کسی سے ایک کپڑے کا معاملہ کرے اور فروخت کرنے والا کہے کہ وہ کپڑا تیرے واسطے بیس دراہم میں ہے اور خریدنے والا کہے نہیں بلکہ دس دراہم میں لوں گا۔ پھر اتنی ہی گفتگو پر خریدنے والا یہ کپڑا لیجائے اور فروخت کرنے والا دس دراہم کے اوپر رضامند نہ ہو تو اسے بیع قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر خریدنے والا کپڑے کو ضائع کر دے تو اس کے اوپر بیس دراہم کے وجوب کا حکم ہوگا۔ اور جسوقت تک وہ ضائع نہ ہو اسوقت تک اسے لوٹانے کا حق حاصل ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کے اوپر قیمت کا وجوب ہوتا مگر ہم نے باعتبارِ عرف اختیار کو ترک کر دیا اور باعتبار عرف بیس دراہم کا وجوب ہوگا

اگر کوئی شخص خریدنے کی نیت سے بائع سے کوئی کپڑا لیلے اور وہ قیمت بھی طے کر لے، اس کے بعد وہ کپڑا خریدار کے پاس سے ضائع ہو جائے تو اس صورت میں خریدار کے اوپر اس کی قیمت کا وجوب ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر خریدنے والے کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد اسکا وارث اس کپڑے کو ضائع کر دے تب بھی قیمت کے واجب ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص فروخت کرنے والے سے ایک کپڑا لیتے ہوئے کہے کہ میں اسے لیکر جا رہا ہوں۔ اگر یہ پسند آگیا تو خرید لوں گا۔ یہ کہکر وہ کپڑا لیجائے اور کپڑا ضائع ہو جائے تو اس کے اوپر کسی جیبیز (تاوان) کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر وہ لیجاتے ہوئے اس طرح کہ بشرطِ رضامندی اسے دس دراہم میں

لے لوں گا۔ اس کے بعد وہ کپڑا ضائع ہو جائے تو اس شخص کے اوپر قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ (محیط) اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (تاتارخانیہ)

امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص ایک کپڑے کی قیمت کسی سے طے کرے یا یہ کپڑا خریدنے کی نیت سے لیلے یا قیمت طے کرتے ہوئے اسی بات چیت سے دوران فروخت کرنے والا کپڑا اس کے سپرد کر دے اور کہے کہ اس کی قیمت دس دراہم ہے اس کے بعد اسے خریدار لیجائے تو امام فرماتے ہیں کہ فروخت کرنے والے نے کپڑے کی جو قیمت بیان کی ہوا س کپڑے کی وہی قیمت برقرار رہے گی تاوقتیکہ خریدنے والا ہی اسے رد نہ کر دے۔ رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خریدار مثلاً اس طرح کہے کہ میں نو دراہم سے زیادہ نہیں لوں گا۔ یا میں نو دراہم کے علاوہ پر رضامند نہیں۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص کہے کہ اس کپڑے کی قیمت بیسؔ دراہم ہے اور خریدار کہے کہ میں اس کو دس دراہم میں لیتا ہوں اور وہ لیکر چلا جائے اور وہ خریدار کے پاس سے ضائع ہو جائے تو اس صورت میں خریدار کے اوپر اس قیمت کا وجوب ہوگا۔ اگر خریدار کے قول کے بعد فروخت کرنے والا کہے کہ میں یہ کپڑا بیسؔ دراہم سے کم کے اندر نہیں دوں گا پھر خریدار لیکر چلا جائے اور اس کے پاس سے ضائع ہو جائے تو خریدار پہ بیس دراہم کا وجوب ہوگا۔ (خلاصہ)

"فروق کرابیسی" کے اندر لکھا ہے کہ اگر فروخت کرنے والا یہ کہے کہ تیرے لئے اس کپڑے کی قیمت دس دراہم ہے اور خریدار کہے اسے لے آتا کہ میں اسے خود دیکھ لوں یا کسی دوسرے شخص کو دکھا دوں۔ اس کے بعد وہ کپڑا ضائع ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ یعنی اسکا حکم امانت کے ضائع ہونے کا سا ہوگا۔ اگر خریدار کہے کہ اسے لے آ اگر مجھے مرغوب ہوگا تو میں لے لوں گا اسکے بعد وہ کپڑا ضائع ہو جائے تو خریدار پر طے شدہ قیمت کا وجوب ہوگا فرق دونوں شکلوں کے اندر یہ ہے کہ پہلی شکل میں اس نے یہ کہا تھا کہ مجھے دیکھنے یا دکھانے کی خاطر عطا کر دے اور اسے بیع قرار نہیں دے سکتے۔ اور دوسری شکل میں اس کے لیجانے کا مقصد اسے پسند کرنا اور خریدنا تھا اور حکم بیع کے بغیر بھی بیع کے منعقد ہو جانے کا حکم ہوتا ہے لہٰذا حکم کے شکل میں تو بدرجہ اولیٰ اسے بیع قرار دیں گے۔ (نہر الفائق)

اگر اسے دیکھنے کی خاطر نہیں بلکہ خریداری کی نیت سے لے، اس کے بعد کہے کہ میں اسے دیکھونگا اور پھر وہ کپڑا ضائع ہو جائے تو پہلے کلام کے باعث خریدار پر واجب شدہ ضمانت سے اسکا دوسرا کلام اس کو بری نہیں کرے گا۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص کسی براز (پارچہ فروش) سے ایک کپڑا طلب کرے اور وہ تین کپڑے اس کے حوالہ کر کے کہے کہ اس (پہلے) کی قیمت دس دراہم ہے اور دوسرے کی بیس اور تیسرے کی تیس دراہم ہے یہ

کپڑے اپنے مکان پر لیجا اور ان میں سے جس کپڑے کو تو پسند کرے وہ میں نے تجھے فروخت کر دیا۔
خریدار یہ کپڑے گھر لے آئے اور پھر وہ کپڑے خریدار کے گھر جل جائیں۔ اس صورت میں اگر سارے کپڑے آگ کی نذر ہو گئے ہوں اور ان کپڑوں کے یکے بعد دیگرے جلنے اور مقدم و موخر جلنے کا علم نہ ہو یا مقدم و مؤخر جلنے کا علم ہو لیکن یہ پتہ نہ چلے کہ سب سے پہلے کون سا کپڑا جلا تھا، اور دوسری اور تیسری مرتبہ کون کون سا کپڑا جلا تو اس صورت میں خریدار پر ان میں سے ہر کپڑے کی تہائی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ اور اگر یہ پتہ چل جائے کہ پہلے کون سا کپڑا آگ کی نذر ہوا تو اس ایک کپڑے کی قیمت کا وجوب ہوگا اور باقی دو کپڑے اس کے پاس (گویا) بطور امانت رکھے ہوئے جلے (لہٰذا ان کا ضمان لازم نہ ہوگا) اگر دو کپڑے تو جل جائیں اور تیسرا کپڑا باقی رہ جائے، اس صورت میں اگر یہ پتہ نہ چلے کہ ان دو جلنے والے کپڑوں میں سے پہلے کون سا جلا تھا تو دونوں کپڑوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت دینی لازم ہوگی اور تیسرا کپڑا جو اس کے پاس (گویا) امانتاً رکھا ہوا ہے اسے لوٹا دینا چاہیے۔ اگر ایک کپڑا آگ کی نذر ہوا اور دو کپڑے باقی رہ جائیں تو دونوں کپڑے لوٹانے اور جلنے والے کپڑے کی قیمت دینی لازم ہوگی۔ اگر دونوں کپڑے پورے اور تیسرے کپڑے کا کچھ حصہ جل جائے اور ان دونوں جلنے والے کپڑوں میں سے یہ پتہ نہ چلے کہ پہلے کون سا جلا تھا تو دونوں کپڑوں میں سے ہر ایک کی آدھی قیمت کا وجوب ہوگا اور تیسرا کپڑا جتنا باقی رہ گیا ہو اسے لوٹانا اور جتنا جلا ہو اس کے بقدر اس کے اوپر ضمان کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ صغریٰ)

اگر دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا مکمل اور دوسرا نصف بیک وقت جل جائیں تو باقی ماندہ آدھا کپڑا واپس کر دے (اور آدھے کا ضمان دے) اور دوسرے (جلنے والے) کپڑے کی قیمت اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ اسے یہ حق نہ ہوگا کہ جلنے والے پورے کپڑے کو بطور امانت رکھا ہوا شمار کرے (اور اس کے تاوان و قیمت سے گریز کرے) اور باقی ماندہ آدھے کپڑے کو پوری قیمت میں لیلے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر کپڑے کا جل کر اتنا حصہ باقی رہ جائے جس کی کوئی قیمت (قابل ذکر و قابل اعتنا) نہ ہو تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص کسی کو ایک بزاز (پارچہ فروش) کے پاس بھیجے اور بزاز سے یہ کہلوا دے کہ اس اس طرح کا کپڑا میرے پاس بھیج دینا۔ اس کے بعد بزاز اس کے قاصد یا کسی اور شخص کے ہاتھ مطلوبہ کپڑا بھیج دے۔ پھر اس شخص تک یہ کپڑا پہنچنے سے قبل ضائع ہو جائے اور سب کا اس کے اوپر اتفاق ہو کہ یہ بات سچ ہے تو اس صورت میں قاصد کے اوپر کوئی ضمان لازم نہ ہوگا۔ جس قاصد کے پاس یہ کپڑا ضائع ہوا ہو اگر وہ اسی کا قاصد ہو جس نے اسے بھیج کر کپڑا لانے کا حکم کیا تھا تو حکم کرنے والے کے اوپر ضمان کا وجوب ہوگا اور اگر جس کے پاس سے یہ کپڑا ضائع ہوا ہو وہ کپڑے کے مالک کا قاصد ہو تو حکم

کرنے والے شخص پر اس کے پاس کپڑا نہ پہونچنے تک کسی قسم کا ضمان لازم نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس کے پاس کپڑا پہونچ جائے (اور پھر ضائع ہو) تو البتہ اس کے اوپر ضمان کا وجوب ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص سامان منادی (پکارنے والے) کو دے کہ اس کو فروخت کرنے کے لئے پکارے۔ پس کوئی شخص اس سامان کو چند دراہم کے بدلہ لینا چاہے اور منادی وہ سامان طلب کرنے والے کے پاس رکھدے، اس کے بعد طلب کرنے والا کہے کہ وہ سامان میرے پاس سے تلف ہوگیا یا میں نے (بھول کر) گرادیا تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا اور منادی کے اوپر کوئی چیز واجب ولازم نہیں ہوگی۔ منادی پر عدم وجوب اس شکل میں ہوگا کہ اس شئے کا مالک اسے یہ اجازت عطا کرے کہ بیع مکمل ہونے سے قبل جو شخص تھوڑے خریدنے کی خاطر مانگے اسے دیدینا۔ اگر مالک نے اس طرح کی اجازت عطا نہ کی ہو تو منادی کے اوپر اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ (ظہیریہ)

جس شخص کو خریداری کی خاطر وکیل بنادیا گیا ہو اگر وہ بغرض خریداری ایک کپڑا لیکر اپنے وکیل بنانے والے کو دکھلائے اور موکل اسے پسند نہ کرے اور وہ وکیل کو لوٹادے، اس کے بعد وکیل کے پاس سے وہ کپڑا ضائع ہوجائے تو امام ابوبکر محمد بن الفضیل فرماتے ہیں کہ وکیل کے اوپر اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا اور اسے وکیل بنانے والے سے کچھ واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ لیکن اس شکل میں کہ وکیل بنانیوالا اسے خریدنے کی خاطر لینے کا حکم کرے تو وکیل پر ضمان لازم آئے گا اور پھر وہ ضمان کی رقم وکیل بنانے والے سے وصول کرے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

تجنیس ناصری کے اندر ہے کہ اگر کوئی سامان کپڑا کے پاس سے ضائع ہوجائے تو اس کے اوپر کوئی ضمان لازم نہ آئے گا۔ اگر یہ کپڑا کسی دوکان دار کے پاس سے ضائع ہوگیا ہو درانحالیکہ کوئی خریدنے والا اس کی قیمت طے کرچکا تھا اور دونوں کی باہم قیمت ٹھہرگئی تھی تو اس دوکاندار کے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص ایک کمان خریدنی چاہے اور قیمت طے ہوجائے، اس کے بعد فروخت کرنے والے کی اجازت کے باعث خریدنے والا اسے کھینچے یا فروخت کرنے والا اس سے کہے کہ تو کھینچ لے، اگر کمان ٹوٹ گئی تو تیرے اوپر ضمان لازم نہ ہوگا۔ اس کے بعد وہ کھینچے اور کمان ٹوٹ جائے تو اس کے اوپر قیمت کا ضمان لازم ہوگا اور اگر قیمت نہ ٹھہری ہو اور پھر وہ فروخت کرنے والے کی اجازت سے کھینچی تو اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ امام سے منقول ہے کہ اگر کوئی فروخت کرنے والا خریدار کو دراہم دکھلائے، وہ انہیں دبادے اور وہ ٹوٹ جائیں یا کمان دکھلائیں، وہ کمان کھینچے اور کمان ٹوٹ جائے یا کپڑا دکھلائے

۱؎ یہ الگ بات ہے کہ وہ پھر ادا کردہ تاوان خریدنے والے سے وصول کرے گا۔

اور وہ اسے پہنے تو کپڑا پھٹ جائے۔ اس صورت میں خریدنے والے کے اوپر اسکا ضمان لازم ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ فروخت کرنے والا اسے پہننے، کھینچنے یا دبانے کا حکم نہ کرے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر ان دراہم کو دبائے بغیر دیکھنا ممکن نہ تھا اس صورت میں اگر بڑھانے کے اندر اس نے حد سے تجاوز نہ کیا ہو تو ضمان لازم نہیں آئے گا اور حد سے تجاوز نہ کرنے کی صورت میں اس کا قول قابل تصدیق و قابل اعتبار ہوگا۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص کسی شیشہ بیچنے والے کے پاس آکر کہے کہ یہ شیشہ مجھے دکھلا دے۔ وہ دکھلانے کے بعد اسے اٹھانے کے لئے کہے پھر وہ شیشہ اٹھائے تو گر کر ٹوٹ جائے تو اس صورت میں اٹھانے والے پر اس کا ضمان لازم نہ ہوگا کیونکہ اس کا اس کے حکم کی بنا پر تھا۔ اور اگر خریدنے کی غرض سے اٹھایا ہو تب بھی کیونکہ قیمت ذکر نہیں کی گئی اور روایت کے ظاہر کی رو سے جن چیزوں پر خریدنے کی نیت سے قبضہ کیا جاتا ہے ان کا ضمان اس صورت میں واجب ہوتا ہے جبکہ قیمت بیان و متعین کردی گئی ہو۔ لہٰذا اگر قبضہ کرنے والا شیشہ فروخت کرنے والے سے کہے کہ اس شیشہ کی کیا قیمت ہے اور وہ کہے کہ اتنی ہے، اس کے بعد وہ کہے کہ میں یہ شیشہ لے لوں؟ اور شیشہ فروخت کرنے والا کہے ہاں لے سکتے ہو پھر وہ لیلے اور شیشہ اس کے ہاتھ سے گرنے کے بعد ٹوٹ جائے تو اس شخص کے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا۔ یہ حکم شیشہ فروخت کرنے والے کی اجازت کے بعد شیشہ اٹھانے کی شکل میں ہوگا۔ اور بلا اجازت اٹھانے کی شکل میں چاہے قیمت بیان کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو بہر صورت ضمان لازم آئے گا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص ایک پیالہ کی خریداری کا معاملہ کرے اور پیالہ کے مالک سے کہے کہ یہ پیالہ مجھے دکھلاؤ مالک وہ پیالہ اس کے حوالہ کردے۔ خریدار اسے دیکھے، اس کے بعد وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کچھ پیالوں کے اوپر گرے اور یہ پیالہ اور اس کے ساتھ دوسرے پیالے سارے ٹوٹ جائیں تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کیونکہ یہ پیالہ اس کے پاس بطور امانت تھا اس لئے اس کی قیمت کا ضمان تو لازم نہ ہوگا۔ البتہ دوسرے پیالوں کا ضمان اس کے اوپر واجب ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے یہ دوسرے پیالے فروخت کرنے والے کی اجازت کے بغیر اس کے ہاتھ سے ضائع ہوگئے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص ایک شے خریدے اور فروخت کرنے والا غلطی سے دوسری شے اس کے حوالہ کردے اور وہ ضائع ہو جائے تو اس صورت میں خریدنے والے پر اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ کیونکہ وہ بحیثیت خریدار کے اس کے اوپر قابض ہوا تھا۔ اگر اپنے غلام سے کہے کہ فلاں چیز کے اوپر قابض ہو اور وہ بجائے نامزد شے کے غلطی کے باعث دوسری شے کے اوپر قبضہ کرلے اور وہ ضائع ہو جائے تو اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

فصل سوم[۳]

فروخت ہونے والی شے کی قیمت کے تعین اور مبیع و قیمت پر قبضہ سے پہلے تصرف کا بیان

امام قدوری فرماتے ہیں کہ معاملۂ بیع میں جس چیز کا تعین ہو اسے مبیع کہتے ہیں اور جس کا تعین نہ ہو اسے ثمن کہا جاتا ہے البتہ اگر اس پر بیع کا لفظ بولا جائے تو اسے متعین (ثمن) شمار کریں گے۔ (ذخیرہ)

مال کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ مال جو دائمی طور پر ثمن رہتا ہے (۲) وہ مال جو دائمی طور پر مبیع رہتا ہو (۳) ایسا مال جو مبیع بھی ہو سکتا ہے اور ثمن بھی ایسی چیز جو دائمی طور پر ثمن ہوتی ہے وہ دینار اور دراہم ہیں چاہے انکے مقابلہ پر دراہم اور دینار ہی ہوں یا اور اشیا ہوں اور چاہے ان کے لیئے کوئی ایسا لفظ جو ثمن کے اوپر بولا جایا کرتا ہے استعمال کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ پیسے بھی دائمی طور پر ثمن ہی ہوا کرتے ہیں اور دراہم کی طرح یہ بھی متعین کرنے سے متعین نہیں ہوا کرتے۔ وہ شئے جو دائمی طور پر مبیع رہتی ہو وہ اشیاء ہیں جن کا مثل موجود نہ ہو اور نہ وہ اس طرح کی گنتی کی اشیاء ہوں جو باہم ایک جیسی ہوں[۱] البتہ جب کپڑے کے وصف کو ذکر کر دیا گیا ہو اور کوئی میعاد اس کی ادائیگی کی مقرر کر دی ہو، تو وہ اس صورت میں ثمن بنجاتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص غلام خریدے اور اس کے بدلہ کسی کپڑا کا وصف ذکر کر کے اپنے ذمہ کرے لیکن یہ کپڑا دینے کی کوئی میعاد مقرر نہ کرے تو اس صورت میں اسے جائز قرار نہ دینگے اور میعاد مقرر کرنے کی صورت میں اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ یہاں تک کہ اگر غلام پر قابض ہونے سے قبل متفرق و علیحدہ ہو جائیں (اور مجلس بدل جائے) تو اس بیع کو باطل و کالعدم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

غیر مثلی اشیاء کی بیع باہم عین کے طور پر (یعنی فوری لین دین) درست ہے دین (ادھار و تاخیر) کے

---

[۱] مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں نے دو من عمدہ جو اس صندوق یا اس میز کے بدلہ فروخت کئے۔

[۲] مثلاً انڈے۔

طور پر درست و جائز قرار نہ دیں گے۔ (عینی شرح ہدایہ)

ایسی اشیاء جو مبیع اور ثمن دونوں ہو سکتی ہوں وہ گنتی سے فروخت ہونے والی اور باہم ایک سی اشیاء ہیں۔ لہٰذا اگر انکے مقابلہ میں ایسی اشیاء ہوں جنہیں ثمن کہا جاتا ہے تو یہ اشیاء مبیع کہلائیں گی۔ اور اگر انکے مقابلہ میں ان کی مانند تول کر اور وزن و شمار کر کے دیجانے والی چیزیں ہوں تو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اگر ان دونوں چیزوں کی بیع یعنی لین دین بطور عین ہو تو درست قرار دیں گے اور اس شکل میں ان دونوں کو مبیع قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے ایک تو فوراً عین کے طور پر دیگئی ہو اور دوسری کی صفت کا ذکر کر کے اپنے ذمہ ادھار کر لے تو جو شے بطور عین فوری طور پر دی جائے گی اسے مبیع اور اپنے ذمہ ادھار لیجانے والی شے کو ثمن قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور شرط یہ ہے کہ اس قرض کے اوپر علیحدگی سے قبل قبضہ کر لیا جائے۔ اگر وہ شے جو دین ہو اسے مبیع قرار دیں اور فوری طور پر دیجانے والی شے کو ثمن قرار دیں تو اس صورت میں خواہ دین کے اوپر علیحدگی سے قبل ہی قبضہ کر لیا جائے اس بیع کے جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اس لئے کہ اس شکل میں فروخت کرنیوالے نے ایسی شے فروخت کی جو اس کے پاس موجود نہ تھی۔ اس طرح کی بیع محض بیع سلم کے اندر درست ہے۔ اس کے علاوہ میں نہیں۔ ثمن کی نشانی و علامت یہ قرار دی گئی ہے کہ اس کے ساتھ حرف باء، یا اس کے ہم معنی کوئی حرف ہو، مبیع کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اس طرح کا حرف (یا لفظ) نہ آیا ہو، اس تعریف کی رو سے اگر یہ دونوں اشیاء دین ہوں گی تو بیع کے جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ یہ اس طرح کی چیز کی بیع کیگئی ہے جو اس کے پاس موجود نہ تھی۔ (محیط سرخسی)

اگر مبیع اور ثمن کے حال کا علم ہوگیا ہو تو ہمارا کہنا یہ ہے کہ بیع کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ اگر یہ ایسا مال ہو جو منتقل ہو سکتا ہو تو قابض ہونے سے قبل اُس کی بیع کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا مبیع کے جس کا حکم کا ذکر کیا گیا یہی حکم ایسی اجرت کا ہوگا جو متعین کر دی گئی ہو اور اس کے فوری طور پر لینے کی شرط کی گئی ہو، یعنی قبضہ سے اس کی بیع کو بھی ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے وہ مال عین جو کہ قرض کی صلح کے طور پر ملا ہو تو قبضہ سے قبل اس کی بیع کو بھی جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ لیکن وہ مال عین جو مہر و خلع اور قصداً کسی کو قتل کئے جانے کے باعث (ورثاء کو بطور خونبہا) ملا ہو تو اسکی بیع کو قبضہ سے قبل جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ضابطہ یہ ہے) کہ ہر اس طرح کی چیز جس کا قبضہ سے قبل فروخت کرنا ناجائز ہو اس کو اجرت پر دینا بھی ناجائز ہوگا۔ (محیط)

اگر یہ چیز فروخت کرنے والے کو ہبہ کر دی گئی ہو یا صدقہ کی گئی ہو یا بطور قرض دیجائے یا فروخت کرنے والے کے پاس رہن رکھی گئی ہو تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بیع (قبضہ سے پہلے) جائز نہ ہوگی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ درست ہوگی۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے،

(محیط سرخسی)

اگر خرید کردہ باندی کا قابض ہونے سے قبل نکاح کر دے تو درست ہے۔ (وجیز کردری)

جائز نہ ہونے کا حکم اس شکل میں ہے کہ خریدار نے قبضہ سے قبل خرید کردہ مالِ منقولہ میں بائع کے علاوہ کسی اور کے ساتھ تصرف کیا ہو (اور اس کے ہاتھ فروخت کیا ہو) اور اگر وہ بائع کے ہمراہ تصرف قابض ہونے سے قبل کرے یعنی اس کے ہاتھ فروخت کر دے تو اس صورت میں بھی قابض ہونے سے پہلے اس کی بیع کو کسی طرح جائز و درست قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

بائع کے پاس اسکا بطورِ رہن رکھنا درست نہ ہوگا اور بائع کو ہبہ کرنے اور اس کے ہبہ کو قبول کرنے کی صورت میں بیع کے فسخ و ختم ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

بائع کے ہبہ کو قبول نہ کرنے کی شکل میں ہبہ کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا اور بیع اپنی جگہ بدستور صحیح رہے گی۔ (تاتارخانیہ منقول عن شرح الطحاوی)

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس کے اندر تصرف قبضہ کے بغیر درست ہو اگر خریدار قابض ہونے سے قبل اس کے اندر تصرف کرے تو جائز و درست نہ ہوگا۔ اور جس میں قبضہ کے بغیر تصرف درست نہ ہو تا ہو مثلاً ہبہ وغیرہ اگر خریدار قابض ہونے سے قبل تصرف کرے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

کرخی اپنی مختصر کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خریدار فروخت کرنے والے شخص کو قبضہ سے قبل یہ کہے کہ اسے اپنی خاطر بیچ لے اور وہ اس کو قبول کرلے تو اس صورت میں بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا اور اگر اس طرح کہے کہ اسے فروخت کر اور یہ نہ کہے کہ میرے لئے بیچ دے یا اپنی خاطر اور بائع اس کی بات کو قبول کرلے تو پہلی بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد یہی فرماتے ہیں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ پہلی بیع کے نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر اس طرح کہے کہ تو جس کے ہاتھ چاہے فروخت کر دے تو درست قرار نہ دیں گے۔ (تاتارخانیہ منقول عن الخلاصۃ)

اگر خریدار مملوک (غلام یا باندی) پر قابض ہونے سے قبل فروخت کرنے والے سے کہے کہ اس کو حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے اور فروخت کرنے والا اس کو نعمتِ آزادی سے ہمکنار کر دے تو اس صورت میں یہ آزادی فروخت کرنے والے کی جانب سے شمار ہوگی خریدار کی جانب سے نہیں ہوگی اور پہلی بیع کے فسخ و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس عتق (آزادی) کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک باندی خریدے اور اس پر قابض ہونے سے قبل فروخت کرنے والے سے کہے کہ اس کو

نیچ دے یا اس کے ہمراہ صحبت کریا اگر وہ کھانا ہو تو فروخت کرنے والے سے کہے کہ اسے کھالے اور وہ اس کے کہنے کے مطابق کرے تو بائع کے ایسا کرنے سے بیع کے فسخ و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور جسوقت بائع ایسا نہ کرے گا بیع کے فسخ و ختم نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر وہ منقولہ مال کا وصیت یا میراث (ترکہ) کے باعث مالک ہو تو اس صورت میں قبضہ سے قبل بھی اس کی بیع کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک مکان یا زمین خرید لے اور پھر اس پر قابض ہونے سے قبل بائع کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ہبہ کر دے تو سارے ائمہ (ائمہ ثلاثہ) کے نزدیک درست ہے اور فروخت کرے تو امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ کے نزدیک جائز ہونے اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر قابض ہونے سے قبل فروخت کرنے والے کو یا اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو اجرت پر دے تو سب کے نزدیک اسے ناجائز قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر کاشت شدہ زمین خرید ے اور اس کاشت (کھیتی) میں ابھی تک بالیاں وغیرہ نہ ہوئی ہوں (یعنی ابتدائی مرحلہ میں ہو) اور خریدار وہ زمین فروخت کرنے والے کو نصف نصف کے معاملہ کے اوپر قابض ہونے سے قبل دیدے تو اسے جائز و درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

نوازل کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص ایک گھر خرید ے اور اس کے اوپر قابض ہونے اور رقم کی ادائیگی سے قبل اسے وقف کر دے تو اس صورت میں وقف کے حکم کے موقوف رہنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ اس کے بعد رقم کی ادائیگی کر کے اس کے اوپر قابض ہو جائے تو وقف کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

ہمارے نزدیک بیع سلم اور بیع صرف کے علاوہ دوسرے ثمنوں اور دین کے اندر وہ تصرف جو بدلنے کی شکل میں ہو قابض ہونے سے قبل (بھی) درست و جائز ہوگا۔ (ذخیرہ)

طحاوی بیان فرماتے ہیں کہ قرض کے اندر قابض ہونے سے قبل تصرف جائز و درست نہ ہوگا۔ قدوریؒ اپنی کتاب کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ عدمِ جواز کا قول سہو اور بھول پر مبنی ہے اور درست قول کے مطابق جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

امام محمدؒ کی تصنیف "سیر کبیر" کے اندر ہے کہ اگر کوئی کافر حربی (دارالحرب کا باشندہ) کسی مسلمان شخص کے غلام کو گرفتار کر کے اپنی نگہداشت میں دارالحرب لیجائے۔ پھر کوئی مسلمان دارالحرب پہونچ کر یہ غلام اس سے خرید لے اور اسے دارالاسلام میں لے آئے پھر غلام کا پہلا مالک (عدالتِ قاضی میں) آئے اور قاضی یہ حکم کرے کہ یہ غلام اس کی قیمت کے بدلہ مالک کے حوالہ کر دیا جائے۔ پھر پہلا مالک اس پر قابض ہونے سے قبل اسے بیچے، لہٰذا اگر اسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دے جس کے پاس اسوقت

یہ غلام موجود ہو تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور کسی دوسرے ہاتھ بیچے تو ناجائز قرار دیں گے یہ مسئلہ اس مسئلہ کے مانند ہے کہ اگر قاضی کسی عیب کے باعث مشتری کو یہ حکم کرے کہ وہ یہ عیب دار غلام بائع کو دیدے، اور بائع اس پر قابض ہونے سے قبل اسے فروخت کرڈالے، اس صورت میں اگر لوٹانے والے مشتری کے ہاتھ بیچا ہو تو درست و جائز قرار دیں گے اور کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو ناجائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

بابِ سوم

ایجاب و قبول میں اختلاف پیدا ہونے کا ذکر

اگر فروخت کرنے والا دو یا تین اشیاء میں ایجاب کرے اور خریدار کا قصد بعض میں یہ ایجاب قبول کرنے اور بعض میں قبول نہ کرنے کا ہو لہٰذا اگر تمام کی بولی (دام) ایک ہو تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا اور الگ الگ و مختلف ہونے کی صورت میں جائز ہونے کا حکم کیا جائے۔ (محیط)

اسی طریقہ سے اگر خریدنے والا ایجاب کرے اور فروخت کرنے والا بعض کو قبول کرنے اور بعض کو قبول نہ کرنے کا ہو؟ لہٰذا اگر صفقہ ایک ہو تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا اور صفقہ کے متفرق ہونے کی صورت میں جائز قرار دیں گے۔ (کافی)

اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا کہے کہ میں تجھے یہ غلام فروخت کرتا ہوں اور خریدار نصف غلام قبول کرے تو درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر فروخت کرنے والا اسی مجلس کے اندر اس پر رضامند ہو جائے تو درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

امام قدوریؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کا عقد و معاملہ اس صورت میں درست ہوگا کہ مبیع کے جس حصہ کو خریدار قبول کرے اس کے مقابل ثمن کا کوئی حصہ متعین ہو۔ اور اگر قیمت کے لحاظ سے تقسیم کیگئی ہو مثلاً دو کپڑوں یا دو غلاموں کی جانب بیک وقت بیع کی نسبت کیجائے اور خریدار ان دونوں میں سے ایک کپڑے یا ایک غلام کو قبول کرے تو خواہ بائع اس پر رضامندی کیوں نہ ہو مگر اس عقد بیع کے درست ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

صفقہ کے ایک ہونے اور الگ الگ ہونے کا بھی علم ہونا چاہئے۔ لہٰذا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر بائع و مشتری اور ثمن ایک ہو یعنی ثمن اکٹھا ذکر کیا گیا ہو تو قیاساً اور استحساناً اسے ایک ہی صفقہ قرار

دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر مبیع کے ہر جزو کا ثمن الگ الگ ذکر کیا گیا ہو اور باقی ساری اشیاء ایک ہوں جیسے فروخت کرنے والا خریدار سے کہے کہ میں ان دس کپڑوں کو تیرے ہاتھ بیچتا ہوں ہر کپڑے کی قیمت دس دراہم ہے تو اس شکل میں صفقہ ایک ہی شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنیوالے دو ہوں یا خریدار دو ہوں اور ثمن اکٹھا بیان کیا گیا ہو جیسے فروخت کرنے والا دو آدمیوں سے کہے کہ میں نے یہ چیز تم دونوں کو اس قیمت میں فروخت کی اور دونوں خریدار کہیں کہ ہم نے تجھ سے اتنی رقم میں یہ چیز خریدی تو اس صورت میں بھی یہ ایک صفقہ قرار دیا جائے گا۔ (محیط)

یہ تو ذکر تھا صفقہ کے ایک ہونے کا۔ صفقہ کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی تفصیل حسب ذیل ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہر حصہ کے ثمن کا ذکر الگ الگ کیا ہو اور خریدنے یا فروخت کرنے کا لفظ الگ کہا ہو اور فروخت کرنے والے اور خریدار دو ہوں یا فروخت کنندہ دو اور خریدار ایک ہو یا خریدار دو اور فروخت کنندہ ایک ہو بہر صورت ان تمام شکلوں میں صفقہ کے متفرق ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر ثمن الگ الگ ذکر کیا ہو اور لفظ خرید یا فروخت الگ الگ ہوں اور فروخت کنندہ و خریدار ایک ہوں مثلاً فروخت کرنے والا کسی سے کہے کہ میں نے اس کپڑے کو تیرے ہاتھ اس طریقہ سے فروخت کیا کہ یہ کپڑا دس دراہم اور یہ کپڑا پانچ دراہم میں فروخت کر دیا۔ یا خریدنے والا کہے کہ میں نے تجھ سے ان کپڑوں کو اس طرح خریدا کہ یہ کپڑا دس دراہم میں اور یہ کپڑا پانچ دراہم میں تو اس صورت میں بالاتفاق سب کے نزدیک صفقہ کے متفرق و مختلف ہونے کا حکم ہوگا۔ (نہایہ)

اگر عقد بیع تو ایک ہو اور ثمن و عقد کنندہ متعدد ہوں تو قیاس کی رو سے صفقہ کے بھی متعدد ہونیکا حکم ہوگا۔ استحساناً متعدد ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ امامؒ یہی فرماتے ہیں۔ اسی قول کے اوپر فتوی دیا گیا ہے۔ (وجیز کردری)

اگر متعین قیمت پر ایک چیز یا دو چیزیں لیں اور قیمت تھوڑی سی ادا کی اور قصد یہ تھا کہ تھوڑی سی مبیع کے اوپر قابض ہو جائے گا اس صورت میں اگر صفقہ ایک ہو تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اور صفقہ متفرق و مختلف ہو تو اس کے جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص کسی سے یہودی کے تیار کردہ دس کپڑے خریدے اور ہر کپڑے کی قیمت دس دراہم قرار پائے اور خریدار دس دراہم نقد ادا کر کے کہے کہ یہ دس دراہم اس مخصوص کپڑے کی قیمت ہیں اور پھر یہ چاہے کہ اس مخصوص کپڑے پر قابض ہو جائے تو کیونکہ یہ ایک ہی صفقہ ہے اس لئے اس کو اس کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا خریدار کو ایک مخصوص کپڑے کی قیمت معاف کر دے اور خریدار کہے کہ میں یہی کپڑا لے رہا ہوں تو خریدنے والے کو یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کنندہ کسی مخصوص کپڑے کی قیمت ایک ماہ بعد لینے پر رضامند ہو گیا تو اس صورت میں خریدنے والے کو اس

پر قابض ہونے کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کنندہ ایک درہم کے علاوہ ساری قیمت معاف کردے یا بجز ایک درہم باقی ساری قیمت چند دنوں کے بعد لینے پر رضامند ہو جائے تب بھی یہی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ ایسے ہی اگر بوقت خریداری یہ طے پائے کہ خریدار کسی مخصوص و متعین کپڑے کی قیمت نقد ادا کرے گا اور باقی کی ادائے گی کی کوئی مدت متعین و مقرر ہو جائے تو اس صورت میں خریدار تاوقتیکہ نقد ثمن کی مقررہ مقدار ادا نہ کردے کسی چیز کے اوپر قابض ہونے کا حق حاصل نہ ہوگا اسی طریقہ سے اگر قیمت سو دراہم طے ہو اور خریدنے والے کے فروخت کنندہ پر نوے دراہم قرض ہوں اور قرض کے دراہم خریدنے والے کے ذمہ واجب رقم کا بدلہ و عوض ہو جائیں تو خریدار کو باقی ماندہ دس دراہم ادا کرنے سے قبل کسی چیز کے اوپر قابض ہونے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے ان کپڑوں میں کوئی مخصوص کپڑا اگر دس دینار کا ہو اور باقی ماندہ کپڑے (مجموعی طور پر) سو دراہم کے ہوں اور خریدار محض دینار یا فقط دراہم ادا کرے تو اسے (کل کی ادائے گی سے پہلے) کسی کپڑے کے اوپر قابض ہونا جائز نہ ہوگا۔ (محیط)

دو آدمیوں میں سے ایک آدمی کوئی غلام ہزار دراہم میں خریدے اور ایک شخص ان دونوں میں سے غائب ہو جائے تو تاوقتیکہ وہ پورے پیسے ادا نہ کردے غلام کے کسی حصہ پر قابض ہونے کا حق نہ ہوگا اور پوری قیمت دیدینے کی صورت میں پورے غلام کے اوپر قبضہ کر لینا درست ہوگا اور اس شکل میں دوسرے شریک کی جانب سے احسان کے طور پر دینے والا شمار نہ ہوگا۔ اور غائب شخص کے آجانے پر اسے اپنے حصہ کے اوپر قابض ہونے کا اس وقت تک اختیار نہ ہوگا جب تک حاضر شریک کو اپنے حصہ کے بقدر قیمت نہ دیدے اور قیمت کی ادائے گی کے بعد اپنے حصہ کے اوپر قبضہ کر لینا درست ہوگا۔ (محیط)

دو شخصوں میں سے وہ شخص جو غلام کے اوپر قابض ہو اگر غائب شخص شریک کے آنے سے قبل یا اس کے آجانے کے بعد مگر مطالبہ سے قبل وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو یہ غلام امانت کے طور پر ہلاک و فوت شدہ شمار[1] ہوگا۔ اور وہ شریک جس کا اس کے اوپر قبضہ ہو دوسرے شریک سے اس کے حصہ کے بقدر قیمت لیے گا۔ اگر غائب شریک آجائے اور وہ غلام میں سے اپنے حصہ کا طلبگار ہو اور موجود شریک یہ کہے کہ تاوقتیکہ تیری جانب سے ادا کردہ رقم کی مقدار وصول نہ کر لوں گا۔ تیرے حوالہ نہ کروں گا۔ اس کے بعد وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو وہ غلام اس کے دیئے ہوئے مال کے بدلہ ہلاک شدہ شمار ہوگا اور اس کی شکل ایسی ہی ہوگی جیسے مبیع فروخت کنندہ کے

---

[1] ۔ یعنی اس کا ضمان واجب نہ ہوگا۔

پاس ہی تلف ہو جائے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ اگر فروخت کنندہ دونوں خریداروں میں سے ایک خریدار اس کے حصہ کے بقدر قیمت معاف کردے یا ایک ماہ بعد لینے کے اوپر رضامند ہو جائے تو اس صورت میں اس شریک کو دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرنے سے قبل اپنے حصہ کے اوپر قابض ہونا درست نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

بحرالرائق کے اندر لکھا ہے کہ ان شکلوں میں صفقہ الگ الگ ہو تو ان سارے احکام کے برعکس ہو جانے کا حکم ہوگا۔

بابُ چہارمؑ

فروخت کردہ شئے کو ثمن کیلئے روکے رکھنے اور فروخت کنندہ کی اجازت یا بغیر اجازت اسکے اوپر قابض ہونے اور بیع کے حوالہ کرنے کا ذکر

اس باب میں ان شکلوں کا بھی ذکر ہے۔ جن پر قبضہ ممکن ہو اور جن پر قبضہ ممکن نہ ہو، اور ایک شخص کے قبضہ سے دوسرے شخص میں جانے اور نائب ہونے کا ذکر اور بیع پر قابض ہونے سے قبل تصرف کا ذکر اور دونوں عقد کرنے والوں کے اوپر قیمت اور بیع کے حوالہ کرنے میں جس خرچ کا وجوب ہوتا ہو اس کا ذکر۔ یہ باب چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصل اول بیع کو ثمن کیلئے روکنے کا ذکر

ہمارے اصحابؒ (احناف) فرماتے ہیں کہ اگر پیسے نقد ادا کرنے طے ہوئے ہوں تو پوری قیمت حاصل کرنے کی خاطر بائع کو یہ حق ہوگا کہ بیع کو روک لے۔ (محیط)

اگر پیسوں کی ادائیگی کیلئے کوئی مدت مقرر ہوئی ہو تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو نہ مدت مقررہ سے قبل روکنے کا حق حاصل ہے اور نہ مدت بعد۔ (مبسوط) اگر یہ طے ہوا ہو کہ تھوڑی رقم کی ادائیگی نقد کرے گا اور تھوڑی کی مدت مقرر ہو تو تاوقتیکہ نقد رقم کی پوری ادائیگی نہ کرے بیع کو روکنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اگر اس رقم میں سے تھوڑی سی باقی رہ گئی ہو تو فروخت کنندہ کو یہ حق ہے (کہ پوری رقم کی ادائیگی تک) ساری بیع روک لے۔ (ذخیرہ)

تعزید کے اندر لکھا ہوا ہے کہ مبیع کے غائب ہونے کی شکل میں تا وقتیکہ فروخت کنندہ اسے حاضر نہ کرے خریدار کے لئے یہ درست ہے کہ رقم ادا نہ کرے۔ (تاتارخانیہ)

خواہ مبیع اسی شہر میں موجود ہو جہاں معاملۂ بیع ہوا ہو یا کسی اور شہر میں ہو اور اس کو لانا اس کے خرچ کئے بغیر اور صرف اٹھائے بغیر ممکن نہ ہو۔ (سراج الوہاج)

اگر خریدار نے پوری قیمت دیدی اور فروخت کنندہ نے مبیع اس کے حوالہ کر دے یا فروخت کرنے والا ثمن کے اوپر قابض ہوئے بغیر اس کے حوالہ کر دے یا فروخت کنندہ کی زبانی اجازت کے باعث خریدار مبیع کے اوپر قابض ہو جائے یا خریدنے والا مبیع پر ایسی حالت میں قبضہ کرے کہ فروخت کنندہ اسے دیکھ رہا ہو اور اس نے اس کو باز نہ رکھا ہو تو ان ساری شکلوں میں فروخت کنندہ کو یہ حق نہ ہوگا کہ مبیع کو لوٹا کر ثمن حاصل کرنے کی خاطر روک لے۔ اور اگر خریدار فروخت کنندہ کی اجازت کے بغیر قابض ہو تو فروخت کنندہ کو خریدار کا قبضہ باطل و کالعدم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر خریدار ثمن کے عوض کوئی شے رہن رکھ دے یا کوئی شخص اس ثمن کا کفیل و ضامن بنجائے تو اس کی وجہ سے فروخت کنندہ کا مبیع کو روک دینے کا حق ساقط و کالعدم نہ ہوگا۔ (محیط)

"زیادات" کے اندر لکھا ہے کہ فروخت کرنے والا اگر اپنے قرضخواہ کو قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار خریدار کو بنا دے تو اس صورت میں فروخت کنندہ کو مبیع کے روکنے کا جو حق و اختیار حاصل تھا اس کے ساقط و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر خریدار فروخت کرنے والے کو دی جانے والی رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار کسی اور شخص کو بنا دے تو اس صورت میں فروخت کنندہ کو مبیع کے روکنے کا جو حق حاصل تھا اس کے ساقط نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ کرخیؒ نے بیان کیا کہ امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ فروخت کنندہ کے مبیع کو روکنے کے حق کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

فتاویٰ کے اندر لکھا ہے کہ اگر فروخت کنندہ خریدار کو مبیع مستعار دیدے یا خریدار کے پاس بطور امانت رکھدے تو اس صورت میں روکنے کے حق کے ساقط و ختم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ روایت کے ظاہر کی رو سے اب اس کے لوٹانے کا حق و اختیار نہ رہیگا۔ (بدائع)

اگر قیمت کی ادائیگی کی کوئی میعاد ہو اور خریدار مبیع کے اوپر قابض نہ ہو حتیٰ کہ مدت پوری ہو گئی تو خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ ثمن کی ادائیگی سے قبل مبیع کے اوپر قابض ہو جائے اور فروخت کنندہ کو اسے روکنے کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر فروخت کنندہ ثمن لینے کی مدت ایک برس طے کرے مگر سال متعین نہ کرے اور خریدار نہ آئے حتیٰ کہ سال بھر بیت جائے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خریدار کے مبیع پر قابض ہونے کے

وقت سے سال کی مدت شمار ہوگی۔ اور سال متعین کرنے کی صورت میں فوری طور پر ثمن کی ادائیگی واجب ولازم ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ چاہے سال متعین کرے یا نہ کرے مگر ایسی شکل میں ثمن کی ادائیگی فوری طور پر لازم ہوگی۔ (محیط)

یہ فقہاء کا اختلافِ رائے اس شکل میں ہے جبکہ فروخت کنندہ فروخت کردہ شے کو حوالہ کرنے سے انکار کرے اور انکار نہ کرنے کی صورت میں متفقہ طور پر سال عقدِ بیع کے وقت سے شمار کرنے کا حکم ہوگا۔ (بحرالرائق)

اگر فروخت کردہ شے میں دونوں کے واسطے یا ایک کے واسطے (واپسی) کا اختیار ہو اور مدت کے اندر یہ قید نہ ہو کہ اس کا آغاز کب سے ہوگا تو اس صورت میں عقدِ بیع کے (مکمل) ولازم ہونے کے وقت سے مدت کا آغاز ہوگا اور خیارِ رویت (دیکھنے کے بعد واپسی کا اختیار) کے اندر عقدِ بیع کے وقت سے مدت معتبر ہوگی۔ (محیط)

اگر فروخت کنندہ عقدِ بیع کے بعد اس پر رضامند ہو جائے اور وہ قیمت کچھ عرصہ کے بعد لے لے گا تو اس صورت میں اس کو روکنے کے حق کے باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (بدائع)

کوئی غلام خریدے اور قابض ہونے سے قبل اسے حلقۂ غلامی سے آزاد یا مدبر کر دے اور خریدار نادار اور ادائیگی رقم سے قاصر) ہو تو اس صورت میں فروخت کنندہ کو غلام کے روکنے کا حق حاصل نہ ہوگا آزادی کا نفاذ ہو جائے گا اور غلام اپنی قیمت کی ادائیگی کی خاطر فروخت کرنے والے کے لئے سعی وکوشش نہیں کریگا امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ (خلاصہ)

روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔ (محیط)

اگر خریدار قابض ہونے سے قبل ہی غلام کو مکاتب بنا دے یا اجرت کے اوپر دیدے یا رہن رکھ دے تو فروخت کرنے والے کو قاضی کی عدالت میں نالش کا حق ہوگا کہ قاضی اس کے ان تصرفات کو باطل وکالعدم قرار دے۔ اور اگر ابھی تک قاضی ان تصرفات کے باطل وکالعدم ہونے کا حکم نہیں دیا تھا کہ خریدار نے قیمت ادا کر دی تو مکاتب بنانے کو جائز ودرست قرار دیں گے اور رہن واجرت کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

اگر خریدار پوری رقم ادا کر دے یا فروخت کنندہ اسے پوری قیمت معاف کر دے تو مبیع کو روکنے کے حق کے باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (بدائع)

منتقی کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دروازہ خریدے اور فروخت کنندہ کی اجازت کے بغیر اس کے اوپر قابض ہو جائے اور پھر اس میں لوہے کی میخیں لگا دے یا کپڑا لیکر اجازت کے بغیر اسے رنگ لے یا زمین ہو اور اس کے اندر اجازت کے بغیر درخت لگائے یا عمارت بنائے تو فروخت

کنندہ کو اسے بیکر روک دینے کا حق ہوگا۔ لہٰذا اگر فروخت کنندہ یہ کہے کہ میں کیلوں کو اکھاڑتا ہوں یا زمین پر لگے ہوئے درختوں کو اکھاڑتا ہوں تاکہ وہ زمین پہلے ہی کی طرح ہو جائے۔ لہٰذا اگر اس عمل سے اصل شے کے اندر کوئی نقصان وکمی واقع نہ ہو تو فروخت کنندہ کو اس تصرف کا حق حاصل ہوگا اور نقصان ہونے کی صورت میں یہ حق حاصل نہ ہوگا اگر فروخت کردہ شے جو ابھی فروخت کرنے والے کے پاس ہی ہو تلف ہو جائے تو فروخت کنندہ پر کیلوں اور رنگ کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر فروخت کردہ شے باندی ہو اور فروخت کرنے والے کی اجازت کے بغیر قابض ہو کہ اس کے ساتھ صحبت کر لے۔ لہٰذا اگر اس کے نطفہ قرار پا جائے اور بچہ کو جنم دے تو فروخت کرنے والے کو اسکے روک دینے کا حق حاصل نہ رہے گا اور حاملہ نہ ہونے کی شکل میں اور بچہ کو جنم نہ دینے کی صورت میں فروخت کنندہ کو اس کے روک دینے کا حق واختیار حاصل رہے گا۔ اگر باندی بائع کے پاس ہی موت کی آغوش میں سو جائے۔ اس صورت میں اگر بائع نے صحبت کے بعد دینے سے انکار کیا ہو تو فروخت کرنے والے ہی کا مال تلف شدہ شمار ہوگا خریدار کا مال تلف شدہ شمار نہ ہوگا۔ (واقعات حسامیہ)

کوئی غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں نے اپنی ذات تجھ سے اپنی قیمت کے بدلہ خرید لی اور آقا کہے کہ میں نے فروخت کر دی تو قیمت پوری حاصل کرنے کی خاطر اس کو روکنے کا حق واختیار نہ ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی اجنبی وغیر شخص غلام کو اس بات کا وکیل مقرر کرے کہ وہ آپکو اپنے آقا سے اس اجنبی کے لئے خرید لے تو اس صورت میں اس کے آقا کو غلام کی قیمت کی خاطر غلام کو روکنے کا حق واختیار نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

فصل ۲ دوم

مبیع کو حوالہ کرنے اور مبیع پر قبضہ کرنے نہ کرنے کی صورتوں کا بیان

کوئی شخص قیمت کے بدلہ اسباب (برتن وغیرہ) فروخت کرے تو خریدار اسے کہیں گے کہ پہلے قیمت کی ادائیگی کر دے۔ اگر ثمن کو ثمن کے بدلہ یا اسباب کو اسباب کے بدلہ فروخت کریں تو دونوں سے کہیں گے کہ بیک وقت ایک دوسرے کے حوالہ کر دیں۔ (ہدایہ)

بیع کے حوالے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خریدار کے قبضہ کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو اور اسے قبضہ پر (پوری طرح) قدرت حاصل ہو۔ ثمن کے حوالہ کرنے کی شکل بھی یہی ہوگی۔ (ذخیرہ)

اجناس کے اندر اس کے ساتھ یہ شرط بھی لگائی گئی ہے کہ فروخت کنندہ یہ کہدے کہ میں نے تجھے فروخت کردہ شے پر قبضہ کرنے کی خاطر قدرت دیدی۔ (نہر الفائق)

بیع کے حوالہ کرنے میں یہ شرط بھی ہے کہ اس کے اندر کسی اور شخص کو کسی بھی طرح کا حق نہ ہو۔ (وجیز کردری)

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جائز و درست بیع کے اندر رکاوٹ کے درمیان سے اٹھا دینا قبضہ کے حکم میں ہے لیکن اگر بیع فاسد ہو تو اس میں دو طرح کی روایات ہیں درست قول کے مطابق اس کے اندر بھی رکاوٹوں کا اٹھا دینا قبضہ شمار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

قبضہ کے اندر یہ شرط کی گئی ہے کہ فروخت کنندہ کے مکان میں بیع پر قابض ہونے میں رکاوٹیں نہ ہوں امام محمدؒ اسے درست قرار دیتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ کی رائے اس بارے میں مختلف ہے۔ کوئی شخص ایک مٹکہ کے اندر رکھا ہوا سرکہ جو اس کے گھر میں ہو فروخت کرے اور وہ رکاوٹیں دور کر کے خریدار کا اس پر قبضہ کرا دے۔ لہٰذا خریدار مٹکہ پر مہر لگا کر بائع کے مکان ہی میں چھوڑ دے۔ اس کے بعد وہ ضائع ہو جائے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ مال خریدار کا ضائع ہوگا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (فتاویٰ صغریٰ)

کوئی شخص تول کر یا وزن کر کے دیجانے والی چیز جو اس کے مکان میں ہو تول یا وزن کے لحاظ سے فروخت کرے اور اس طرح کہے کہ میں نے رکاوٹیں دور کر کے تیرا اس پر قبضہ کرا دیا اور کنجی اس کے حوالہ کر دے مگر اسے نہ ناپے اور نہ تولے اور خریدار اس کے اوپر قبضہ کرے اس صورت میں اگر بائع کنجی سپرد کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ میں نے رکاوٹیں دور کر کے تیرا اس کے اوپر قبضہ کرا دیا تو خریدار قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

کنجی پر قبضہ کرنے کا حکم بھی گھر پر قبضہ کرنے کا سا ہوگا۔ مگر اس کے اندر شرط یہ ہے کہ کسی تلف کے بغیر اسے کھولنے کا حق و اختیار حاصل ہو جائے ورنہ اسے قبضہ شمار نہ کریں گے۔ (مختار الفتاویٰ)

اگر کوئی شخص مکان فروخت کر کے کنجی خریدار کے حوالہ کر دے اور وہ کنجی کے اوپر قابض ہو جائے اور گھر کی جانب نہ جائے تو یہ گھر کے اوپر قبضہ شمار ہوگا۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شکل میں ہوگا جبکہ کنجی اس کے کھٹکے یا تالے کی ہوگی اور اگر کنجی اس کے کھٹکے یا تالے کی نہ ہو تو وہ مکان حوالہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر کنجی اس کے حوالہ تو کر دے مگر یہ نہ کہے کہ میں نے کنجی تجھے دے کر گھر کے اور تیرے درمیان کی رکاوٹ ختم کر دی تو گھر کے اوپر قابض ہو جاتا تو اس صورت میں بھی اسے قبضہ قرار نہ دیں گے۔

(فتاویٰ قاضی خاں)

اگر اس طریقے سے کہے کہ لیلے۔ تو اس کو بھی قبضہ قرار نہیں دیں گے۔ اگر اس طرح کہے کہ اسے لیلے، تو اس صورت میں قبضہ قرار دیں گے۔ جب کہ لینا ممکن ہو (اور وہاں تک پہونچ گیا ہو) اور اسے دیکھ رہا ہو۔ (ذخیرہ)

فتاویٰ فضلی کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ "میں نے تجھے یہ اسباب فروخت کیا اور تیرے حوالہ کیا" اور وہ کہے کہ میں نے اسے قبول کر لیا تو اسے حوالہ کرنا قرار نہ دیں گے تاوقتیکہ مبیع کو اس کو حوالہ ہی نہ کر دے۔ (محیط)

کوئی شخص غلام یا باندی قیمتاً لیلے اور خریدار غلام سے کہے کہ میرے ہمراہ آجا یا میرے ہمراہ چل اور وہ اس کے ساتھ چلنے کے لئے قدم اٹھائے تو اس صورت میں اسے قبضہ شمار کریں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اسی طریقے سے اگر خریدار اسے اپنے کسی کام کی خاطر بھیجے تب بھی قبضہ قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص ایسا گھر فروخت کرے جو وہاں پر موجود نہ ہو اور فروخت کرنے والا کہے کہ میں نے وہ مکان تیرے حوالہ کیا اور خریدار کہے کہ میں اس کے اوپر قابض ہو گیا تو اسے قبضہ قرار نہیں دیں گے البتہ اگر مکان نزدیک ہو تو اسے قبضہ قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (بحر الرائق)

روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے اور اسی قول کو درست و صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) "نزدیک" کا مطلب یہ ہے کہ وہ فاصلہ پر نہ ہو اور ایسا ہو کہ اس کے بند کرنے کے اوپر قدرت نہ ہو (بلکہ ہر وقت کھلا رہتا ہو) (بحر الرائق)

کوئی شخص ایک مکان کسی کے ہاتھ فروخت کرے درآنحالیکہ وہ فروخت کردہ مکان دوسرے شہر میں ہو اور فروخت کرنے والے نے محض زبانی گفتگو کے ذریعہ حوالہ کیا ہو، اس کے بعد خریدار قیمت دینے سے انکار کرنے لگے تو خریدار کو اس انکار کا حق و اختیار حاصل ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک غلام فروخت کرنے والے کے گھر میں خریدے۔ فروخت کنندہ کہے کہ میں نے قبضہ کی راہ کی رکاوٹیں دور کر کے تجھے اس غلام کے اوپر قبضہ کا حق عطا کیا اور خریدار قابض ہونے سے قبل اس معاملۂ بیع کا انکار کرے۔ اس کے بعد وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو یہ مال خریدار کا ضائع و تلف شمار ہوگا۔ (مختار الفتاویٰ)

کوئی شخص ایک کپڑا خریدے اور فروخت کرنے والا اس پر قبضہ کے لئے کہے اور خریدار اسکے اوپر قابض نہ ہو حتیٰ کہ کوئی شخص اسے غصب کر لے تو فروخت کنندہ کے خریدار کو قبضہ کرنے کے لئے کہنے کے وقت اگر خریدار کو کھڑے ہوئے بغیر (محض) ہاتھ پھیلا کر اس کے اوپر قابض ہونے کی قدرت حاصل تھی تو سپرد کرنا درست ہوا اور اگر قبضہ کرنے کی کھڑے ہوئے بغیر قدرت حاصل نہ تھی تو

سپرد کرنا درست نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص اپنے راستہ میں افتادہ لکڑی جس کے اوپر خریدنے والا کھڑا ہو فروخت کرے اور فروخت کنندہ رکاوٹ دور کر کے اس کے اوپر قابض ہونے کا اختیار عطا کرے لیکن خریدار اسے اس کی جگہ سے نہ ہلائے حتیٰ کہ کوئی شخص اسے جلا دے تو اس صورت میں خریدار کو جلانے والے سے ضمان لینے کا حق و اختیار ہوگا۔ اگر اس پر کسی اور شخص کی ملکیت ثابت ہو جائے تو اس مالک کو جلانے والے سے ضمان لینے کا حق ہوگا لیکن اس کو خریدنے والے سے ضمان لینے کا حق نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

فتاویٰ ابو اللیث میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مکان فروخت کر کے خریدار کے حوالہ کر دے درآنحالیکہ اس کے اندر کچھ اسباب فروخت کرنے والے کا رکھا ہوا ہو تو اس حوالہ کرنے کو اسوقت تک درست قرار نہ دیں گے جب تک اسے بالکل خالی کر کے خریدار کے حوالہ نہ کر دے۔

اگر فروخت کرنے والا خریدار کو مکان اور اسباب دونوں کے اوپر قابض ہونے کی اجازت عطا کر دے تو حوالہ کرنے کو درست قرار دیں گے کیونکہ اس صورت میں وہ اسباب خریدار کے پاس بطور امانت کے رکھا ہوا شمار ہوگا۔ (ذخیرہ)

اسی طریقہ سے اگر کوئی ایسی زمین فروخت کرے کہ جس کے اندر فروخت کنندہ کی کاشت ہو اور وہ زمین خریدنے والے کے حوالہ کر دے تو اس حوالہ کرنے کو درست قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر کوئی شخص وہ گندم جو بالیوں میں ہو یا وہ روئی جو کہ فرش کے اندر ہو فروخت کرے اور اسی حالت میں حوالہ کر دے۔ اس صورت میں اگر خریدار بالوں کے ٹوٹے بغیر اور بستر ادھیڑے بغیر گندم اور روئی پر قدرت رکھ سکتا ہو اور استفادہ کر سکتا ہو تو اس کو قبضہ کرنے والا قرار دیں گے اور اگر کوٹے اور ادھیڑے بغیر قدرت نہ رکھتا ہو تو قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا کیونکہ (اس صورت میں) بالیں کوٹنا اور بستر ادھیڑنا فروخت کرنے والے کی ملک کے اندر تصرف شمار ہوگا اور خریدار کو اسکا حق حاصل نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے پھل فروخت کرے جو درخت پر لگے ہوئے ہوں اور طریقہ سے توڑے بغیر حوالہ بھی کر دے تو خریدار انکے اوپر قبضہ کرنے والا شمار ہوگا کیونکہ فروخت کنندہ کی ملکیت میں تصرف کے بغیر انکو توڑنا ممکن ہے۔ (بدائع)

کوئی شخص ایک جانور خریدے اور فروخت کنندہ اس کے اوپر سوار ہو اور خریدار کہے کہ مجھے اپنے ہمراہ سوار کر لے اور وہ سوار کر لے، اس کے بعد وہ جانور تھکن کے باعث مر جائے تو اس صورت میں خریدار کا مال تلف شدہ شمار ہوگا۔ قاضی امام فرماتے ہیں کہ یہ حکم جانور پر زین نہ ہونے کی شکل میں ہے لیکن اس کے اوپر زین ہو اور خریدار بھی زین کے اوپر سوار ہو (بیٹھا ہو) تو اس میں وہ قبضہ کرنے والا شمار ہوگا ورنہ قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر مالک اور خریدار دونوں سوار ہوں اور اسی حالت میں

مالک خریدار کے ہاتھ فروخت کر دے تو خریدار قبضہ کرنے والا قرار نہیں دیا جائے گا جس طرح کہ گھر فروخت کرتے وقت فروخت کنندہ اور خریدار دونوں گھر میں موجود ہوں تو خریدار قابض شمار نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر)

"ہارونی" میں لکھا ہے کہ اگر والد اپنے مکان کو اپنی ایسی نابالغ اولاد کو جو اس کے زیر پرورش ہو، بیچ دے درآنحالیکہ والد کا قیام اسی مکان میں ہو تو بیع درست و جائز ہوگی مگر بیٹا اس کے اوپر قبضہ کرنے والا والد کے اس مکان کو خالی کر دینے تک شمار نہ ہوگا۔ اگر والد کے اس مکان میں قیام کی حالت میں وہ مکان منہدم ہو جائے تو یہ مال والد کا ضائع ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر اس گھر میں خود والد کا تو قیام نہ ہو لیکن اس کا اسباب اور (اہل و) عیال ہوں تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اسی طریقہ سے اگر والد اپنا جبہ جو زیب تن کئے ہوا اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ فروخت کرے یا طیلسان (ایک نوع کا چغہ) فروخت کرے جو شانوں پر ڈال رکھا ہو یا ایسی انگوٹھی جو پہنے ہوئے ہو فروخت کرے تو بیٹا اس پر قبضہ کرنے والا والد کے اس کو نہ اتارنے تک شمار نہیں ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر والد کوئی جانور نابالغ لڑکے کے ہاتھ فروخت کرے جس کے اوپر وہ سوار ہو یا اسکے اوپر اسباب لاد رکھا ہو تو جسوقت تک اسباب نہ اتارے یا اس کے اوپر سے خود نہ اترے لڑکا قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا[1]۔ (محیط سرخسی)

اگر کسی حظیرہ (محفوظ کمرہ) میں گھوڑیاں ہوں اور اس کا دروازہ بند ہو کہ کوئی نکل نہ سکتی ہو۔ انکا مالک ایک گھوڑی بیچکر اس کے اوپر قابض ہونے کا حق و اختیار دیدے اور خریدار دروازہ کھولے تو خریدار کے ہاتھ سے گھوڑی چھوٹ کر بھاگ جائے تو اس کی مقررہ و طے شدہ قیمت خریدار پر لازم و واجب ہوگی چاہے خریدار اس کے پکڑے کے اوپر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اگر خریدار اپنے اپنے آپ دروازہ نہ کھولے بلکہ دروازہ کھولنے والا کوئی شخص ہو یا ہوا کی وجہ سے دروازہ کھل جائے اور وہ گھوڑی بھاگ جائے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر خریدار اسے پکڑنے پر قدرت رکھتا تھا تو قبضہ کرنے والا شمار ہوگا ورنہ قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

کسی آدمی کی کچھ گھوڑیاں جو کسی حظیرہ کے اندر بند ہوں مالک ان میں سے کوئی مخصوص گھوڑی کسی کے ہاتھ فروخت کرے اور پیسے لیلے۔ پھر خریدار سے کہے تو اس گھوڑی پر حظیرہ میں پہونچ کر قابض ہو جا میں تجھ کو اختیار عطا کرتا ہوں وہ حکم کے مطابق حظیرہ میں قابض ہونے کی خاطر جائے اور اس گھوڑی کو پکڑے مگر وہ کود کر اور حظیرہ کے دروازہ باہر نکلے اور بھاگ جائے۔ اس صورت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر گھوڑی ایسی جگہ حوالہ کی گئی ہو کہ خریدار کا بذریعہ کمند اسے پکڑنا ممکن ہو اور خریدار کے پاس

[1] اور اترنے یا اسباب اتارنے کے بعد لڑکا قابض شمار ہوگا۔

کمند موجود بھی ہو اور گھوڑی کا اس گھر سے باہر نکلنا (اور بھاگنا) ممکن نہ ہو تو اسے قبضہ قرار دیا گے اور اگر گھوڑی بھاگ سکتی ہو اور فروخت کنندہ اس کو روکنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے قبضہ قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر خریدار کا اسے کمند کے ذریعہ پکڑنا ممکن ہو بلا کمند کے نہ پکڑ سکتا ہو درآنحالیکہ وہ کمند اپنے پاس نہ رکھتا ہو تو اسے قبضہ قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر خریدار تنہا تو اس کے پکڑنے پر قدرت نہ رکھتا ہو البتہ اگر کچھ اور لوگ اس کی مدد کریں یا کوئی گھوڑا موجود ہو تو گھوڑی کو پکڑنا ممکن ہو۔ اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر گھوڑا موجود ہو یا کچھ اور لوگ اس کی مدد کر سکتے ہوں تو قبضہ کرنے والا قرار دیں گے ورنہ قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر گھوڑی (بذریعہ لگام) فروخت کرنے والا تھامے ہوئے ہو اور وہ خریدار سے کہے کہ یہ گھوڑی لیلے اور خریدار بھی اپنا ہاتھ گھوڑی پر رکھدے یہاں تک کہ گھوڑی کی لگام دونوں کے ہاتھ میں آجائے پھر فروخت کرنے والا خریدار سے کہے کہ میں نے اس گھوڑی کا تجھے حق واختیار دے دیا اور میرا اسے پکڑنا تجھے عطا کرنے سے روکنے کی خاطر نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ تو اس کے اوپر اپنا قبضہ کرلے اس کے بعد گھوڑی اچانک دونوں کے ہاتھ چھوٹ کر فرار ہو جائے تو خریدار کا مال تلف شدہ شمار ہوگا۔ اگر گھوڑی فروخت کرنے والا تھامے ہوئے ہو اور خریدار کا ہاتھ اس تک نہ پہونچا ہو اور فروخت کرنے والا خریدار سے کہے کہ میں نے تجھے اسے اپنے قبضہ میں لینے کا حق واختیار عطا کیا میرا اب اسے پکڑنا تیری جانب سے ہے، اس کے بعد گھوڑی خریدار کے قابض ہونے سے قبل فروخت کرنے والے کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرار ہو جائے درآنحالیکہ خریدنے والے کو فروخت کنندہ سے اسے لینے اور اس کے اوپر قابض ہو جانے پر قدرت تھی تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کا مال تلف شدہ شمار ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص ایک ایسا پرندہ خریدے جو بڑے گھر کے اندر اڑ رہا ہو اور جب تک دروازہ نہ کھلے اس کا باہر نکلنا ممکن نہ ہو اور خریدار اس کے اڑنے کے باعث اس کے پکڑنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور فروخت کنندہ خریدار کو اس گھر میں سے اسے پکڑنے کا حق واختیار عطا کردے پھر خریدار دروازہ کھولے تو پرندہ باہر نکل جائے، اس صورت میں ناطفی بیان کرتے ہیں کہ خریدار قابض شمار ہوگا، البتہ اگر دروازہ خریدار کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کھولے تو خریدار اس کے اوپر قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

شمس الائمہ زورجندی سے کسی نے پوچھا کہ کوئی گھوڑا دو آدمیوں میں مشترک ہو اور وہ گھوڑا کسی چراگاہ کے اندر ہو اور ان میں سے کوئی شریک اپنے حصہ کو دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرے

اور خریدار سے وہاں پہونچ کر اس کے اوپر قبضہ کے لئے کہے، پھر خریدار ابھی گھوڑے تک پہونچنے بھی نہ پایا ہو کہ گھوڑا تلف ہو جائے تو شمس الائمہ نے جواباً فرمایا کہ اس صورت میں دونوں کا مال تلف شدہ شمار ہو گا۔

ہمارے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے ایک ایسی گائے خریدلی جو چراگاہ کے اندر تھی اور فروخت کرنے والے نے خریدار سے چراگاہ میں پہونچکر قبضہ کے لئے کہا تو بعض مشائخ (فقہاء) یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر گائے اس طریقہ سے سامنے سے دکھائی دے رہی ہو کہ اس کی جانب اشارہ ممکن ہو تو اسے قبضہ قرار دینے ورنہ قبضہ قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ یہ جواب درست نہیں۔ بلکہ درست یہ ہے کہ اگر گائے بائع اور مشتری سے اتنے نزدیک ہو کہ خریدار ارادہ کرنے پر اس کے اوپر قابض ہو سکتا تھا تو خریدار اس کے اوپر قابض شمار ہو گا۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے متعین شدہ قیمت پر تیل لے اور شیشہ اس کے حوالہ کرے تاکہ اس کے اندر تیل تول کر دیدے اور مالک خریدار کے سامنے تولے تو اس صورت میں خریدار اس کے اوپر قبضہ کرنے والا شمار ہو گا خواہ وہ تیل فروخت کرنے والے کی دوکان یا گھر کے اندر ہو۔ اگر خریدار کی عدم موجودگی میں تولے تو بعض کے نزدیک اس کے اوپر قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا (اور بعض کے نزدیک نہیں) اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (جواہر اخلاطی)

بزازیہ کے اندر لکھا ہے کہ اسی طریقہ سے ہر تول کر اور وزن کر کے دیجانے والی اشیاء میں جب خریدار اپنا برتن فروخت کرنے والے کے حوالہ کردے اور فروخت کرنے والا اسے ناپ کر یا تول کر دیدے تو یہی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (بحرالرائق)

اگر تیل متعین نہ ہو تو اس کے اوپر قبضہ کرنے والا شمار نہ ہو گا اور نہ کوئی اس کا خریدنے والا قرار دیا جائے گا چاہے اس کی موجودگی میں تولا ہو یا اس کی عدم موجودگی میں۔ اور خریدنے والے کو اسکے اندر مالک کی طرح تصرف کرنا حلال و جائز نہ ہو گا۔ فتوے کے لئے اسی قول کو اختیار و پسند کیا گیا ہے۔ (جواہر اخلاطی)

اگر ایسی صورت واقعہ پیش آنے کے بعد خریدار فی الحقیقت اس کے اوپر قابض ہو جائے تو خریدار حقیقتاً خریدنے والا اور قابض قرار دیا جائے گا اور پھر اگر یہ ضائع ہو جائے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک یہ مال خریدار کا ضائع ہو گا۔ (غیاثیہ)

تاوقتیکہ از سرنو اسے نہ تول لے خریدار کو اس کے اندر تصرف کرنا جائز و حلال نہ ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ از سرنو تصرف سے قبل بھی اس کا تصرف کرنا درست و جائز ہے۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (وجیز کردری)

کوئی شخص دوسرے سے ایک رطل تیل دس دراہم میں خریدے اور شیشی اس کے حوالہ کر کے کہے کہ اسکے اندر مجھے تیل تول کر دیدے اور متعین تیل پر معاملہ ہو، اس کے بعد اسکے اندر ایک رطل تیل تول کر ڈالدے اور پھر شیشی ٹوٹ کر اس میں سے تیل بہہ جائے اور وہ باقی بھی تول دے درآنحالیکہ دونوں شیشی کے ٹوٹ جانے سے لاعلم ہوں اس صورت میں تیل کی جتنی مقدار اس نے ٹوٹنے سے پہلے تولی ہو وہ مال خریدار کا تلف شدہ شمار ہوگا اور شیشی ٹوٹ جانے کے بعد جتنا تیل تولا ہو وہ مال فروخت کنندہ کا تلف شدہ شمار کیا جائے گا۔ شیشی ٹوٹنے سے پہلے تولے گئے تیل کی اگر کچھ مقدار باقی رہ گئی ہو اور فروخت کرنے والے نے اسی کے اندر اور تیل ڈالا ہو تو یہ باقی ماندہ مقدار فروخت کرنے والے کی ہوگی اور اس کی مقدار فروخت کرنے والا خریدار کا ضامن ہوگا (اور ادا کریگا) (ظہیریہ)

اگر خریدار ٹوٹی ہوئی شیشی فروخت کرنے والے کو دیدے اور دونوں اس کے ٹوٹ جانے سے آگاہ نہ ہوں، پھر فروخت کرنے والا خریدار کے حکم کے باعث اس میں تیل ڈال دے تو یہ سارا مال خریدار کا تلف شدہ شمار ہوگا۔ (اسی طرح) اگر خریدار نے شیشی اپنے ہاتھ ہی میں رکھی اور فروخت کرنے والے کو نہیں دی اور باقی صورتِ مسئلہ وہی رہی جو اوپر ذکر کی گئی تو ان تمام پہلی ذکر کردہ شکلوں میں خریدار کا مال ضائع شدہ شمار کیا جائیگا۔ (محیط)

منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص گھی دیدے اور فروخت کنندہ سے برتن دینے کے بعد اس میں گھی تولنے کے لئے کہے درآنحالیکہ برتن میں ایک سوراخ موجود ہو لیکن اس کی فروخت کرنے والے کو خبر ہو اور خریدار لاعلم ہو اور گھی ضائع ہو جائے۔ تو اس صورت میں مال فروخت کرنے والے کا ضائع شدہ شمار ہوگا اور خریدار پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ اگر خریدار آگاہ تھا اور فروخت کنندہ کو خبر نہ تھی یا دونوں اس سے آگاہ تھے تو اس صورت میں خریدار کُل مبیع (خرید کردہ شے) پر قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے اوپر پوری قیمت کا وجوب ہوگا۔ اسی کتاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص ایک کُر گندم کسی ڈھیر میں سے خریدے اور فروخت کنندہ سے ناپ کر تھیلے میں ڈالنے کے لئے کہے اور تھیلا اسی کے حوالہ کر دے، فروخت کرنے والا ایسا ہی کرے تو اس صورت میں خریدار اسکے اوپر قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

قدوری کے اندر ہے کہ اگر متعین گندم خریدے اور عاریتاً فروخت کرنے والے کے تھیلے مانگ لے اور فروخت کنندہ سے ان تھیلوں میں گندم ناپ کر ڈالنے کے لئے کہے اور فروخت کرنے والا اس کے مطابق عمل کرے۔ اس صورت میں اگر تھیلہ متعین ہو (یا تھیلے متعین ہوں) تو متعین تھیلے میں فروخت کنندہ

کے گندم ناپ کر دینے سے خریدار اس پر قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ اگر متعین نہ ہو جیسے خریدار یوں کہے کہ مجھ کو کوئی تھیلہ عاریتاً عطا کر دے اور اسی تھیلے میں ناپ کر گندم ڈالدے تو خریدار کے موجود ہونے کی صورت میں وہ قابض شمار ہوگا۔ اور اگر اس کی عدم موجودگی میں گندم ڈالے تو خریدار قبضہ کرنیوالا قرار نہیں دیا جائے گا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ خریدار اگر موجود نہ ہو تو چاہے تھیلا متعین ہو یا نہ ہو دونوں شکلوں میں خریدار اسوقت تک قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا جب تک خریدار تھیلے پر قابض ہو کر پھر فروخت کنندہ کے حوالہ نہ کر دے۔ (فتاوی صغریٰ)

ہشام اپنے "نوادر" کے اندر ذکر کرتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص دوسرے شخص سے کوئی شئے خرید کر اس سے کہے کہ یہ چیز میرے برتن کے اندر رکھدے اور فروخت کرنے والا تولنے کی خاطر برتن میں ڈالے اور برتن ٹوٹ کر مال ضائع ہو جائے تو وہ فرماتے ہیں کہ یہ مال فروخت کرنے والے کا ضائع شدہ شمار ہوگا کیونکہ اس نے مقدار معلوم کرنے کے لئے تولنے کی خاطر اس میں ڈالا تھا، ڈالنے کا مقصد خریدار کے حوالہ کرنا نہیں تھا۔ اگر تولنے کے بعد برتن ٹوٹا ہو تب بھی فروخت کرنے والے کا مال ضائع شدہ شمار ہوگا۔

اگر فروخت کرنے والے اول اپنے برتن میں تولے اور پھر خریدار کے برتن میں ڈالے اور خریدار کا برتن ٹوٹ جائے تو اس صورت میں خریدار کا مال تلف شدہ قرار دیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

اگر تیل خریدنے کے بعد شیشی فروخت کرنے والے کے حوالہ کر کے کہے کہ اس شیشی کو میرے مکان پر بھیج دینا اور پھر راستہ میں وہ شیشی ٹوٹ گئی، اس صورت میں امام ابوبکر محمد ابن الفضلؒ فرماتے ہیں کہ اگر خریدار یہ کہے کہ اس شیشی کو میرے غلام کے ہاتھ بھجوا دینا اور وہ اسی طرح کرے اور شیشی راستہ میں ٹوٹ جائے تو خریدار کا مال تلف ہوگا اور اگر خریدار یہ کہے کہ اپنے غلام کے ہاتھ بھجوا دینا اور وہ یہی کرے پھر راستہ میں شیشی ٹوٹ کر مال ضائع ہو جائے تو یہ مال فروخت کرنے والے کا ضائع شدہ شمار ہوگا۔ کیونکہ خریدار کے غلام کی موجودگی کا حکم خریدار کے موجود ہونے کا سا ہے اور فروخت کرنے والے کے غلام کی موجودگی گویا فروخت کرنے والے کا موجود ہونا ہے۔ (فتاویٰ قاضیخاں)

اگر خریدار فروخت کرنے والے سے یہ کہے کہ اس برتن کے اندر اتنی مقدار تول کر اپنے غلام کے ہاتھ میرے مکان پر بھجوا دینا یا کہے کہ میرے غلام کے ہاتھ بھجوا دینا، فروخت کرنے والا اسی طرح کرے اور شیشی راستہ میں ٹوٹ جائے تو فروخت کرنے والے کا مال تلف شدہ شمار ہوگا۔ خریدار کا مال تلف شدہ قرار نہ دیں گے تاوقتیکہ خریدار یہ نہ کہے کہ اپنے غلام کو دیدینا یا میرے غلام کو دیدینا کیونکہ اس صورت میں خریدار کے اس حکم کے باعث فروخت کرنے والا خریدار کی جانب سے روانہ کرنے کا وکیل ہو گیا۔ لہٰذا فروخت کرنے والے کا خریدار کے غلام کو دینا گویا خریدنے والے کو دینا

ہوگا۔ پس [ا] اس شکل میں خریدار کا مال تلف شدہ شمار ہوگا۔ (محیط)

اگر خریدار فروخت کرنے والے سے کہے کہ میرے لڑکے کے پاس بھجوادے اور فروخت کرنے والا کسی شخص کسی مزدور کے ذریعہ اس کے لڑکے کے پاس بھجوادے تو اسے قبضہ قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ اور اجرت کا ذمہ دار فروخت کرنے والا ہوگا لیکن اگر خریدار کہدے کہ کسی مزدور کے ذریعہ بھیج دینا اور فروخت کرنے والا اسی طرح بھیجدے تو اس صورت میں مزدور کے قابض ہونے کو خریدار ہی کا قبضہ قرار دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ خریدار نے فروخت کرنے والے کے مزدور کے حوالہ کر دینے کی تصدیق کی ہو اور اگر وہ سرے سے اس کا منکر ہو کہ فروخت کرنے والے نے یہ مال مزدور مقرر کر کے اس کے حوالہ کیا تھا تو خریدار ہی کے قول کو قابلِ اعتبار قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (تاتار خانیہ) مجموع النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دہی جمانے کی ہانڈی (یا کونڈا وغیرہ) کسی دہی جمانے والے شخص سے بازار میں خرید کرا سے اس کی دکان میں پہونچانے کے لئے کہے اور پھر وہ راستہ میں گر کے ضائع ہو جائے تو فروخت کرنے والے کا ضائع شدہ شمار ہوگا۔ اگر شہر کے اندر لکڑی یا گھڑیا یا بھوسہ خریدے تو خریدار کے گھر پہونچانا فروخت کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔ اور راستہ میں ضائع ہو جائے تو فروخت کرنے والے کا مال تلف شدہ شمار ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص ایک گائے خرید کر فروخت کرنے والے سے کہے کہ تو اس کو اپنے مکان پر لیکر چل میں تیرے پیچھے پیچھے تیرے مکان پر آرہا ہوں، میں تیرے مکان سے اس کو اپنے مکان لیجاؤں گا، پھر وہ گائے فروخت کنندہ کے پاس ہی مرجائے تو اس صورت میں فروخت کنندہ کا مال ہلاک شدہ شمار ہوگا۔ اگر فروخت کرنے والا اس کا مدعی ہو کہ میں گائے حوالہ کر چکا تھا تو اس مسئلہ میں بحلف خریدار کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے۔ کوئی شخص ایک جانور خریدے اور وہ جانور فروخت کنندہ کے اصطبل میں ہو اور خریدار کہے کہ یہ رات کو اس جگہ رہے گا۔ اگر یہ ہلاک ہوگیا تو میرا ہی مال ضائع شدہ شمار ہوگا پس اگر جانور مرجائے تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کا مال ہی تلف شدہ شمار ہوگا خریدار کا نہ ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

کوئی شخص کسی شخص کے ہاتھ ایک باندی بیچ دے اور وہ ایک اور شخص کے پاس اسواسطے رکھی گئی ہو کہ وہ خریدار سے پوری قیمت وصول کر کے باندی اس کے حوالہ کر دے۔ اور باندی اس درمیان میں تیسرے شخص کے پاس سے تلف ہو جائے (مثلاً مرجائے) تو فروخت کرنے والا کا مال ہی ضائع ہوگا۔ اور اگر یہ تیسرا شخص تھوڑی قیمت پر قابض ہو کر فروخت کنندہ کی لاعلمی میں باندی خریدار کے سپرد کر دے

[ا] یعنی جب وہ یہ کہے کہ میرے غلام کو دیدینا یا کہے اپنے غلام کو دیدینا۔

تو فروخت کرنے والے کو اس باندی کے لوٹا لینے کا حق ہوگا۔ اسے لوٹا لینے کے بعد فروخت کرنے والے کو یہ حق ہوگا کہ وہ تیسرے شخص کے حوالہ نہ کرے۔ البتہ اگر یہ تیسرا شخص عادل (غیر متہم) ہو تو یہ حق نہ ہوگا۔ اگر باندی کسی سبب سے نہ لوٹائی جا سکے تو اس تیسرے عادل شخص پر فروخت کرنے والے کی خاطر اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص کپڑا خریدے اور اس کے اوپر قابض نہ ہو اور (ابھی) قیمت بھی نہ دی ہو اور فروخت کرنے والے سے کہے کہ مجھے تیرے اوپر اعتبار نہیں تو کپڑا فلاں آدمی کے سپرد کر دے اور تا وقتیکہ میں تجھ کو قیمت نہ دیدوں کپڑا اسی شخص کے پاس رہے۔ پھر فروخت کرنے والا شخص کپڑا اس کے سپرد کر دے اور اس کے پاس کپڑا ضائع ہو جائے تو فروخت کرنے والے کا مال تلف شدہ شمار ہوگا کیونکہ کپڑا جسکے حوالہ کیا گیا تھا اس کا مقصد فروخت کرنے والے کے لئے قیمت کی وصولیابی تھی۔ لہٰذا اس کے قبضہ کرنے کو فروخت کرنے والے کا ہی قبضہ قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

فروخت کرنے والا اگر فروخت شدہ شے ایسے آدمی کے سپرد کرے جس کا شمار خریدار کے عیال میں ہوتا ہو تو اس صورت میں خریدار اس پر قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر وہ شے ضائع ہو جائے تو بیع کے فسخ و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (مختار الفتاویٰ)

کوئی شخص کوئی خریدے اور کچھ قیمت ادا کر کے فروخت کرنے والے سے کہے کہ میں اسے باقی قیمت میں تیرے پاس رہن رکھتا ہوں یا کہے کہ تیرے پاس بطور امانت رکھتا ہوں تو اسے قبضہ قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر فروخت کردہ شے فروخت کرنے والے کے پاس ہو اور خریدار اسے ضائع کر دے یا خریدار اسے عیب دار بنا دے تو خریدار قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ (اور یہ نقصان اسی کی ملکیت میں ہوگا) اسی طریقہ سے اگر کوئی اس طرح کا فعل فروخت کرنے والا خریدار کے حکم سے کرے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ ایسی ہی اگر خریدار اسے (باندی کو) آزاد کر دے یا مدبر[1] بنا دے یا اس باندی کے اپنی ام ولد ہونے کا اقرار و اعتراف کرے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اور اگر اسطرح کا کام (یعنی مثلاً آزاد کرنے کا) فروخت کرنے والا خریدار کے حکم سے کرے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اگر خرید کردہ باندی حاملہ ہو اور خریدار اس پر قابض ہونے سے پہلے ہی اس کے شکم میں جو لڑکا یا لڑکی ہو اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے تو اسے قبضہ قرار نہ دینے کا حکم ہوگا کیونکہ اس کے اندر اس کا احتمال موجود ہے کہ مرے سے اس کا آزاد کرنا ہی درست نہ ہو لہٰذا وہ ضائع کرنے والا شمار

[1] یعنی یہ کہدے کہ تو میرے مرنے کے بعد حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔

نہ ہوگا (اور قبضہ سے قبل کوئی حکم مرتب نہ ہوگا) (محیط سرخسی)

اگر خریدار فروخت کنندہ کو اس کے اوپر قابض ہونے کا حکم کرے اور وہ قابض ہو جائے تو اس کا حکم خریدار کے قبضہ کرنے کا سا نہ ہوگا۔ (وجیز کردری)

تغرید کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مبیع پر خریدار کے قابض ہونے سے قبل مبیع میں کوئی شخص جنایت[1] کرلے اور خریدار اس مجرم شخص کو پکڑے۔ اس صورت میں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ محض اس سے باز پرس اور پکڑنے کی بنا پر ہی خریدار قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ امام محمدؒ کی رائے اس بارے میں مختلف ہے۔ (تاتارخانیہ)

اگر خریدار کے خرید کردہ شے (مثلاً غلام) پر قابض ہونے سے قبل کوئی شخص اسے موت کے گھاٹ اتار دے اور خریدار خون معاف کردے تو اسے خریدار کا مبیع پر قبضہ اور اسے لے لینا قرار دیں گے اور فروخت کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتارنے والے سے قیمت کی وصولیابی کا حق حاصل ہوگا اور وہ قیمت فروخت کرنے والے کے پاس بطور رہن باقی رہے گی۔ اس کے بعد جب خریدار قیمت کی ادائیگی کردے گا تو فروخت کنندہ قتل کرنے والے کو قیمت لوٹا دے گا (محیط سرخسی)

اگر خریدار فروخت کرنے والے کو خرید کردہ گندم پیسنے کا حکم کرے اور وہ پیس دے تو خریدار قبضہ کرنے والا شمار ہوگا اور آٹے کا مالک خریدار ہوگا۔ (بحر الرائق)

اگر خریدار خرید کردہ شے فروخت کرنے والے کے پاس (قبضہ سے قبل) بطور امانت رکھے یا اسکو عاریتاً یا اجرت کے اوپر دیدے تو خریدار قبضہ کرنے والا قرار نہیں دیا جائے گا اور اجرت کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر خریدنے والا کسی اور شخص کے پاس اسے امانتاً رکھوائے یا عاریتاً دیدے اور فروخت کرنے والے سے کہے کہ وہ اس شخص کے حوالہ کردے تو اس صورت میں خریدار قبضہ کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر خریدار فروخت کرنے والے سے کہے کہ تو غلام سے میرے اس کام کو انجام دینے کے لئے کہدے اور اسے وہ کام انجام دینے کا حکم کرے اور غلام یہ کام پورا کردے تو خریدار اس صورت میں قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک غلام خریدے اور اس کے اوپر قابض ہوئے بغیر فروخت کرنے والے سے کہے کہ وہ اسے فلاں شخص کو بطور ہبہ دیدے اور فروخت کنندہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ غلام فلاں شخص کے سپرد کردے تو ہبہ کے جائز ہونے کا حکم ہوگا اور خریدار اس پر قبضہ کرنیوالا شمار

---

[1] مثلاً باندی ہو تو اس کے ساتھ صحبت کر بیٹھے۔

کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا اپنا خرید کردہ غلام کسی شخص کو اجرت پر دینے کے لئے کہے چاہے اجرت پر دینے کے لئے کسی شخص کو معین و نامزد کر دیا ہو یا نہ کیا ہو اور فروخت کنندہ اسی طرح کہے تو درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اجرت پر لینے والا اول خریدار کی جانب سے اور پھر اپنی جانب سے قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ اور اجرت پر لینے والے سے فروخت کنندہ کو ملنے والی اجرت اگر ثمن کی جنس سے ہو (یعنی دراہم یا دنانیر وغیرہ ہوں) تو اسے ثمن میں شمار کریں گے۔ اسی طریقہ سے اگر خود فروخت کنندہ غلام کو خریدار کے حوالہ کرنے سے قبل کسی شخص کو عاریتاً یا بطور ہبہ یا بطور رہن دیدے۔ پھر خریدار اس کی اجازت عطا کر دے تو اسے درست قرار دیں گے اور اس صورت میں خریدار ہی قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر خریدار قابض ہونے سے قبل فروخت کرنے والے سے غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرنے کے لئے کہے اور فروخت کنندہ اس کی جانب سے غلام کو نعمتِ آزادی سے ہمکنار کر دے تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ اسے جائز و درست قرار دیتے ہیں۔ (وجیز کردری)

اگر خریدار فروخت کرنے والے کو خرید کردہ شئے میں ایسے فعل کا حکم کرے کہ جس کی وجہ سے اس میں کوئی کمی نہ آتی ہو (اور عیب نہ پیدا ہوتا ہو) مثلاً دھونا یا استری (پریس) کر دینا چاہے اجرت کے اوپر یہ کام لے یا بلا اجرت بہر صورت خریدار قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا اور اجرت پر کام لینے کی شکل میں اس کے اوپر اجرت دینی لازم ہوگی۔ اگر اس طرح کا کوئی کام و تصرف مبیع میں کرے جس سے اس کے اندر کمی واقع ہو جائے تو خریدار قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ (بدائع)

اگر خریدار فروخت کرنے والے کو اس پر مقرر کرے کہ وہ اس کے غلام کو پڑھائے گا یا ناخن تراشنے یا مونچھیں کترنے یا سر مونڈنے کے اوپر اجرت کے اوپر مقرر و متعین کرے تو قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا اور اجرت کا حقدار فروخت کرنے والا ہوگا۔ البتہ اگر ان امور میں سے کسی امر کی وجہ سے اس کے اندر کوئی نقصان واقع ہوتا ہو تو اس تصرف کے باعث قبضہ کرنے والا شمار ہوگا۔ اگر فروخت کنندہ کو اس کی حفاظت کی خاطر مقرر کرے تو اجارہ کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ فروخت کرنے والے پر حفاظت خود لازم ہے۔ (تاتارخانیہ)

اگر خریدار خرید کردہ باندی کو نکاح کر دے یا اس کے مقروض ہونے کا اعتراف و اقرار کرے تو استحساناً خریدار کی جانب سے قبضہ قرار نہ دیں گے۔ اگر اس عرصہ میں کہ وہ باندی فروخت کرنیوالے کے پاس ہو اس کا خاوند اس کے ساتھ صحبت کرلے تو اس صورت میں سارے ائمہ کے قول کی رو سے خریدار کا قبضہ شمار ہوگا۔ (حاوی)

کوئی شخص ایک باندی خریدے اور قابض ہونے سے قبل اسکا عقد نکاح کر دے اور باندی

کا خاوند اسے چھوئے یا اس کا بوسہ لے تو مشائخ (فقہاء) کے نزدیک صحبت کر لینے کی طرح اس صورت میں بھی خریدار کا قبضہ (حکماً) شمار ہونا چاہیے (قنیہ)

منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص باندی خرید کر اس پر قابض ہونے سے قبل اس کا عقد نکاح کر دے اور وہ باندی خاوند کی اس کے ساتھ ہمبستری سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو بیع ٹوٹ جانے اور فروخت کرنے والے کا مال تلف ہونے کا حکم ہوگا اور مہر خاوند پر لازم ہوگا۔ اس مہر کی رقم کا مستحق خریدار ہوگا۔ اور اس پر لازم ہوگا کہ مہر کی رقم سے حصہ کے بقدر ثمن عطا کرے یعنی اس کے ثمن کو مہر کی رقم اور باندی کی قیمت کے اوپر تقسیم کریں گے۔ لہٰذا ثمن کا جتنا حصہ مہر کے زمرہ میں آتا ہو اس کے اوپر اس کا وجوب ہوگا (اور وہ ادا کرے گا) اس کے علاوہ جتنی مقدار باقی بچ گئی اس پر لازم ہوگا کہ اسے صدقہ کر دے۔ اگر مہر کے اندر (کسی وجہ سے) اضافہ ہو جائے تو اس کا حکم فرزند کا سا ہوگا[1]۔ منتقی میں اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی شخص ایک غلام باندی کے عوض خریدے اور ابھی دونوں قابض نہ ہوئے ہوں کہ اسی درمیان میں باندی خریدنے والا سو دراہم مہر پر کسی اور شخص سے اس کا نکاح کر دے۔ اس کے بعد وہ غلام اپنے فروخت کنندہ کے پاس ہی خریدار کے حوالہ کرنے سے پہلے موت کی آغوش میں سو جائے تو عقد بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا اور باندی جس کی ملکیت میں تھی اسی کو لوٹائی جائے گی اور اس مہر کا حقدار بھی وہی ہوگا۔ اگر باندی میں کوئی عیب آگیا ہو تو باندی کا مالک خریدار سے (بقدر نقصان قیمت) وصول کرے گا۔

یہ مسئلہ منتقی کے اندر دوسرے مقام پر ذکر کیا گیا ہے۔ منتقی کے اندر اس دوسرے مقام پر کچھ اضافہ کے ساتھ اس طرح لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی شخص غلام کے بدلہ ایک باندی خریدے اور باندی خریدنے والا قابض ہونے سے قبل کسی کے ساتھ سو دراہم کے اوپر اس کا نکاح کر دے درآنحالیکہ باندی کی قیمت نکاح سے قبل دو ہزار دراہم ہو اور نکاح کے باعث پانچ سو دراہم کم ہو گئی ہو اور اس کے خاوند نے فروخت کرنے والے کے پاس رہنے کے زمانہ میں اس کے ساتھ صحبت کر لی ہو۔ اس کے بعد غلام اس کے خریدار کو حوالہ کرنے سے قبل موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو باندی کے مہر کا حقدار اس کا فروخت کرنے والا ہوگا اور اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ یہ باندی اسی عیب و نقصان کے ساتھ لے لے۔ اگر وہ لے لے گا تو وہ اور کسی چیز کا حقدار نہ ہوگا۔ اگر فروخت کرنے والا چاہے تو خریدار سے باندی وہ قیمت وصول کر سکتا ہے جو قیمت اس کی خاوند کے صحبت کرنے کے دن ہو۔ اگر خریدار

---

[1] یعنی اگر لڑکے کی وجہ سے باندی کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تو مبیع کی قیمت اس اضافہ کو بھی شامل ہو گی اور بڑھی ہوئی قیمت مبیع کی اصل قیمت شمار ہو گی۔

قابض ہونے سے قبل فروخت کرنے والے کے ساتھ اس کا نکاح کر دے اور وہ اس کے ساتھ ہمبستری کرے پھر غلام اس کے خریدار کے قبضہ میں دینے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو باندی کا فروخت کرنے والا کہ جس کے ساتھ اس کا عقد نکاح بھی ہو چکا ہے اگر اس کی مرضی ہو تو باندی اس کے خریدنے والے کے حوالہ کر دے اور اس سے وہ قیمت وصول کرلے جس دن کے نکاح حکم کے ساتھ اس نے باندی سے صحبت کی تھی۔ اور اگر بیع فسخ کرنا چاہے تو فسخ کر دے اور خریدار سے باندی واپس لیلے۔ اس واپسی کی صورت میں نکاح کے ٹوٹ جانے اور مہر کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ بیع کے توڑ دینے یا اسی طریقہ سے چھوڑ دینے کا حق باندی کے فروخت کرنے والے کو ہوگا خریدار کو نہیں ہوگا۔ اور خواہ قاضی بیع نہ توڑے مگر فروخت کنندہ کے توڑ دینے سے بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ خریدار فروخت کرنے والے کی اجازت سے باندی پر قابض ہو کر پھر فروخت کرنے والے کے ساتھ اسکا نکاح کر دے اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تو فروخت کرنے والے باندی لوٹانے کی کوئی شکل نہ ہوگی اور خریدار پر اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ وہ قیمت جو قابض ہونے کے دن رہی ہو اور باندی خریدار کے سپرد کرنے کا حکم ہوگا۔ مہر کا وجوب فروخت کرنے والے پر ہوگا اور وہ نکاح درست و صحیح قرار دیا جائے گا۔ اگر خریدار فروخت کرنے والے کی اجازت کے بغیر اس کے اوپر قابض ہو جائے اور پھر فروخت کنندہ سے ملے اور اس کے ہمراہ باندی کا عقد نکاح کر دے چاہے فروخت والا اس کے قابض ہونے سے واقف ہو یا نہ ہو تو یہ بات فروخت کرنے والے کی جانب سے خریدار کو حوالہ کر دینے میں شمار نہ ہوگی کیونکہ قابض ہونے سے قبل بھی خریدار کو باندی کا نکاح کر دینا درست ہے البتہ اگر فروخت کرنے والا اس کے بعد نکاح کے حکم (اور عقد نکاح) کے باعث خریدار کے قبضہ میں رہتے ہوئے اس باندی کے ساتھ صحبت کرے تو اس امر کو فروخت کرنے والے کی جانب سے باندی کے حوالہ کر دینے ہی میں شمار کریں گے اس شکل میں اگر غلام حوالہ کرنے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو فروخت کرنے والے کو باندی لوٹانے کی کوئی شکل نہ ہوگی۔

(محیط)

فصل سوم

فروخت کرنیوالے کی اجازت کے بغیر مبیع پر قابض ہونے کا ذکر

اگر خریدار ثمن کی ادائیگی سے قبل فروخت کنندہ کی اجازت کے بغیر مبیع کے اوپر قابض ہو جائے تو

فروخت کرنے والے کو اس سے واپس لے لینے کا حق واختیار حاصل ہوگا اور مبیع کی درمیانی رکاوٹوں کو دور کرنا فروخت کرنے والے کا قبضہ شمار نہ ہوگا جبتک کہ واقعتاً وہ اس کے اوپر قابض نہ ہوجائے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر خریدار مبیع کے اندر ایسا تصرف کرے جس کا (کسی وقت) ٹوٹنا ممکن ہو مثلاً ہبہ، رہن، بیع یا بطور اجرت یا بطور صدقہ دینا تو اس تصرف کے توڑ دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس طرح کا تصرف ہو جس کا ٹوٹنا اور ختم ہونا ممکن نہ ہو مثلاً حلقۂ غلامی سے آزاد کرنا یا ام ولد یا مدبر بنا دینا تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو اپنے قبضہ میں لوٹانے کا حق نہیں ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر فروخت کرنے والے خریدار کو ثمن عطا کردے اور فروخت کرنے والا ان عطا کردہ دراہم کے کھوٹے یا بیکار ہونے سے آگاہ ہو یا ان تمام دراہم کا کوئی اور مستحق نکل آئے یا ان دراہم میں تھوڑے اس طرح کے (کھوٹے) ہوں تو اس صورت میں فروخت کنندہ کو فروخت کردہ شے (مبیع) کے روک لینے کا حق ہوگا۔ اگر خریدار اس قسم کے دراہم کی ادائیگی کے بعد فروخت کرنے والے کی اجازت کے بغیر مبیع کے اوپر قبضہ کرے تو فروخت کرنے والے کو اس قبضہ کے باطل وکالعدم کرنے کا حق واختیار حاصل ہوگا۔ اگر خریدار اس طرح کا تصرف کرے جس کا ٹوٹنا ممکن ہو تو اسے توڑ دے۔ (المحیط)

اگر خریدار باجازتِ فروخت کنندہ قابض ہوجائے اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر دراہم کھوٹے ہونے کے باعث لوٹائے ہوں تو تینوں ائمہ (امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسفؒ امام محمدؒ) فرماتے ہیں کہ اسکو لوٹانے کا حق واختیار نہ ہوگا۔ اور اگر بیکار (ناقابل استعمال اور غیر مروج) یا رانگ کے ہوں یا ان کا کوئی اور حقدار نکل آئے اور وہ دراہم اس سے لیلے جائیں تو اس صورت میں اسے لوٹانے کا حق واختیار ہوگا البتہ اگر خریدار اس کے اندر کچھ تصرف کرے تو چاہے تصرف کا ٹوٹنا ممکن ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں فروخت کرنے والے کو لوٹانے کا حق نہ ہوگا۔ (بدائع)

اگر فروخت کرنے والا اس طرح کا کوئی عیب ثمن میں نہ دیکھے اور خریدار غلام کو اجرت پر دے کریا رہن یا بیع کرکے کسی اور شخص کے حوالہ کردے اس کے بعد فروخت کرنے والا ثمن (دراہم وغیرہ) کے اندر ایسا عیب ونقصان سے جس کا ذکر پہلے ہوچکا آگاہ ہو تو خریدار کے غلام میں ہر طرح کا (مذکورہ) تصرف درست وجائز ہوگا۔ فروخت کرنے والا اس کی واپسی پر قادر نہ ہوگا (یعنی جائز نہ ہوگا) اور نہ اسے غلام کو لوٹانا کسی صورت سے درست ہوگا۔ (محیط سرخسی)

امام محمدؒ جامع کے اندر لکھتے ہیں کہ کوئی شخص کواڑ کی ایک جوڑی (دو کواڑ) یا جوتے یا موزے خریدے اور خریدار جوڑی میں سے ایک کے اوپر بائع کی اجازت کے بغیر قابض ہوجائے اور دوسرے کے اوپر قابض نہ ہو حتیٰ کہ دوسرا فروخت کرنے والے کے پاس سے ضائع ہوجائے تو یہ فروخت کنندہ کا مال ضائع

ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے ایک کے قابض ہونے کو دوسرے کے اوپر قبضہ نہ سمجھا۔ اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس کے اوپر خریدار قابض ہوا ہو اسے یہ حق حاصل ہے کہ خواہ وہ لیلے اور خواہ اسکو لوٹادے۔ لہٰذا امام نے اختیار کے سلسلہ میں ان دونوں کو ایک شئے کی مانند قرار دیا (اور سمجھا) (ذخیرہ)

اگر خریدار قابض ہونے سے قبل جوڑی میں سے ایک کو عیب دار بنادے تو وہ دونوں پر قبضہ کرنیوالا شمار ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر ان دونوں میں سے ایک کے اوپر قابض ہوکر اسے عیب دار یا تلف کردے تو اسے دوسرے پر بھی قبضہ کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر فروخت کرنے والے کے روکنے اور ممانعت کرنے سے قبل ان دونوں میں کا دوسرا فروخت کرنے والے کے پاس سے ضائع ہوجائے تو خریدار کا مال ضائع شدہ شمار ہوگا اور فروخت کرنے والے کے روکنے کے بعد ضائع ہونے کی صورت میں فروخت کنندہ کا مال ضائع ہوگا۔ یہاں تک کہ ثمن میں سے اس کا اس کے بقدر حصہ ساقط وختم ہوجانے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر فروخت کرنے والا خریدار کے حکم سے ان دونوں میں سے کسی ایک کے اندر کوئی عیب پیدا کردے تو خریدار دونوں کے اوپر قابض شمار ہوگا حتیٰ کہ اس کے بعد اگر وہ دونوں ضائع ہوجائیں تو خریدار کا مال ضائع ہوگا اس شکل میں اگر فروخت کرنے والا دونوں کو روک دے یا ان میں سے ایک کو روک لے تو تلف شدہ کی قیمت کا وجوب فروخت کرنے والے پر ہوگا۔ اگر فروخت کرنے والے نے ان دونوں میں سے ایک کے اوپر قابض ہونے کی خریدار کو اجازت عطا کردے تو یہ اجازت دونوں کے اوپر قابض ہونے کی قرار دیجائے گی۔ حتیٰ کہ اگر دونوں کے اوپر قابض ہو پھر فروخت کرنے والا ایک کو لوٹا کر دوسرے کو ثمن کی خاطر روکے تو غصب کرنے والا شمار ہوگا۔ (محیط)

امام محمدؒ جامع کے اندر لکھتے ہیں کہ کوئی شخص کسی سے ایک باندی ہزار دراہم میں خریدے اور اس کی قیمت نہ دے اور فروخت کرنے والے کی اجازت کے بغیر اس کے اوپر قابض ہوجائے، پھر وہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ سو دینار میں فروخت کرے اور دونوں باہم فروخت کردہ شئے اور ثمن کے اوپر قابض ہوجائیں اور پہلا خریدار غائب ہوجائے اور پہلا فروخت کرنے والا موجود ہو اور وہ دوسرے خریدار سے باندی واپس لینے کا قصد کرے۔ لہٰذا اگر دوسرا خریدار یہ اقرار کرے کہ بات اس فروخت کنندہ کے کہنے کے مطابق ہے تو اس صورت میں پہلے فروخت کرنے والے کو اس کے لوٹانے کا حق ہوگا اور اسے لوٹالے گا تو دوسری بیع کے باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر دوسرا خریدار پہلے فروخت کنندہ کے قول کو جھٹلائے یا کہے کہ میں واقف نہیں کہ وہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ۔ اس صورت میں جبتک وہ غائب آدمی آنہ جائے اسوقت تک مقدمہ کے قائم نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر غائب وغیر حاضر خریدار حاضر ہو کر پہلے فروخت کرنے والے کے قول کی تصدیق کرے تو یہ تصدیق دوسرے خریدار کے حق میں ضروری نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ پہلے فروخت کرنے والے کے قول کو جھٹلائے تو پہلے فروخت کرنے والے شخص سے اپنے دعوے کے اوپر گواہ پیش کرنے اور ثبوت بہم پہونچانے کے لئے کہا جائے۔ لہٰذا اگر وہ پہلے اور دوسرے خریدار کے سامنے گواہ پیش کر دے تو اس صورت میں قاضی یہ باندی پہلے فروخت کرنے والے شخص کو دلا دے گا اور دوسری بیع کے فسخ و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر قاضی کے لانے سے قبل پہلا خریدار پہلے فروخت کرنے والے کو اس کی قیمت عطا کر دے تو اس شکل میں قاضی یہ باندی پہلے فروخت کرنے والے کو نہیں دلائے گا۔ اور اگر پہلے خریدار نے قیمت اسوقت ادا کی ہو جبکہ پہلا فروخت کرنے والا باندی کے اوپر قابض ہو چکا ہو تو اس صورت میں باندی کو پہلے خریدار کے سپرد کریں گے اور دوسرے خریدار کے لئے اس باندی کو حاصل کرنے اور لینے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ (محیط)

اگر وہ باندی دوسرے خریدار کے پاس موت کی آغوش میں سو جائے تو پہلے فروخت کرنے والے کو دوسرے خریدار سے اس کی قیمت کا ضمان لینے کا حق حاصل ہوگا اور پہلے فروخت کنندہ کو ملنے والی قیمت باندی کے قائم مقام قرار دیجائے گی حتیٰ کہ اگر وہ قیمت پہلے فروخت کرنے والے کے پاس سے ضائع ہو جائے تو دونوں بیعوں (معاملاتِ بیع) کے ٹوٹنے اور ختم ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور دوسرے خریدار نے جتنی قیمت دی ہو اتنی ہی قیمت وہ پہلے خریدار سے واپس لیلے گا جیسے کہ اس شکل میں واپس لیتا جبکہ باندی پہلے فروخت کرنے والے کے پاس لوٹ جانے کے بعد موت کی آغوش میں سو جاتی۔ اگر پہلے فروخت کنندہ کے پاس قیمت ضائع نہ ہوئی ہو حتیٰ کہ پہلے خریدار نے اس کی قیمت کی ادائیگی کر دی ہو تو وہ فروخت کرنیوالے سے باندی کی قیمت وصول کرے گا اور دوسرے خریدار کو اس قیمت کے لینے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ جیسے کہ اس طرح کی شکل میں باندی کی زندگی میں باندی کو لینے کا کوئی حق نہ تھا لیکن یہ دوسرا خریدار پہلے خرید نے والے سے وہ قیمت واپس لیلے گا جو کہ وہ ادا کر چکا ہے، جسوقت قیمت پہلے خریدار کو ملے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر قیمت ثمن کی جنس سے نہ ہو تو یہ اس کے اندر سے کچھ حقدار بھی بطور صدقہ نہ دے اور اگر ثمن کی جنس سے ہو اور یہ (اصل) ثمن سے کچھ زیادہ ہو تو اس زیادہ مقدار کو صدقہ کر دینا چاہئے۔ (ذخیرہ)

فصل چہارم

اس طرح کے قبضہ کا ذکر جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام شمار ہوتا ہے اور جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام شمار نہیں ہوتا

ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی قیمتی چیز کسی کے قبضہ کے اندر بطور ضمانت ہو، اس کے بعد اسی شخص سے اس کا معاملۂ بیع طے ہو جائے تو اس قبضہ کو خرید کے قبضہ کے قائم مقام اسی جنس و نوع کا قبضہ ہونے کی وجہ سے قرار دیں گے کیونکہ قبضہ خرید کے اندر بھی اس شے کا درجہ اپنی ذات کے اعتبار سے ضمانت کا ہوتا ہے۔ (محیط سرخسی)

دونوں قبضے ایک ہی جنس کے ہونے کی صورت میں مثلاً دونوں قبضے ضمانت کے ہوں یا دونوں قبضے امانت کے ہوں تو اس شکل میں ایک کو دوسرے کا نائب و قائم مقام قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ایک قبضہ امانت کا ہو (یعنی امانتاً کوئی شے کسی کے پاس رکھی ہو) اور ایک قبضہ ضمانت کا تو قبضہ ضمانت قبضہ امانت کا قائم مقام شمار ہو گا اور قبضہ امانت قبضہ ضمانت کا قائم مقام اور نائب شمار نہیں ہو گا۔ (وجیز کردری)

لہٰذا اگر کسی شے کے اوپر کوئی شخص عقد فاسد یا غصب کے طور پر قابض ہو، اس کے بعد اس کے مالک کے ساتھ عقد و معاملۂ بیع درست کرے تو پہلے قبضہ کو دوسرے کا قائم مقام قرار دیں گے حتیٰ کہ اگر خریدار اپنے مکان جانے اور اس شے تک پہونچنے یا اس سے قبل کہ وہ اسے اس کے لینے پر قدرت حاصل ہو وہ چیز ضائع ہو جائے تو خریدار کا مال ضائع شدہ شمار ہو گا۔ (خلاصہ)

اگر غصب کردہ شے کو بیع صرف کی جگہ سمجھ لیا گیا اور دونوں الگ ہو گئے (مجلس متفرق ہو گئی) تو بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر بیع صرف کی مجلس کے اندر کوئی شخص اپنے بدل (معاوضہ) پر قابض نہ ہوا ہو کہ دونوں الگ ہو گئے، اس کے بعد قبضہ کرنے والے شخص اپنی قبضہ کردہ شے خریدی تو خریدتے ہی اس پر قابض شمار ہو گا۔ کیونکہ قبضہ کردہ شے پر اگر وہ بطور عقد فاسد

لہ اور خریدار کا نقصان بھی اسی سے وابستہ ہوتا ہے اور کسی نقصان کے باعث مالک پر ضمان لازم آتا ہے ۱۲

کے قابض ہوتا تو اس کی قیمت کا ضمان لازم آتا لہٰذا اس قبضہ کو خریداری کے قبضہ کے قائم مقام قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر وہ اس شے پر بطور امانت یا بطور رہن یا بطور عاریت (کچھ عرصہ کے لئے مانگی ہوئی شے) قابض ہو تو محض عقد بیع کی بنا پر اس کے اوپر قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ شے سامنے ہو یا اس شے کے نزدیک پہونچ جانے کیوجہ سے اس کے قبضہ کے اوپر قدرت حاصل ہو جائے تو قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ (حاوی)

اگر اس شے کے بطور عاریت یا بطور امانت ہونے کی شکل میں خریدار کوئی اس طرح کا کام کرے کہ جس کے باعث اس کا قبضہ شمار ہو جاتا ہو۔ اس کے بعد فروخت کنندہ حصولِ ثمن کی غرض سے مبیع کو روک لینے کا ارادہ کرے تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا اگر فروخت کرنے والے نے اس سے قبل کہ خریدار قبضہ کرتا اس کے مکان میں بطور امانت رکھی ہوئی یہ شے اس جگہ سے اٹھالی جہاں وہ رکھی ہوئی تھی تو اسے روکنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر فروخت کردہ شے دونوں کے سامنے ہو اور فروخت کرنے والا اسے فروخت کرے تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو اس کے روک لینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر اپنے کسی کام کی خاطر غلام کو بھیجے، اس کے بعد اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ اسی غلام کو فروخت کر ڈالے تو جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا اگر غلام واپس ہونے سے قبل موت کی آغوش میں سو گیا تو والد کے مال کے تلف ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ والد کا قبضہ بطور امانت ہے اور اسے خرید کے قبضہ کے قائم مقام قرار نہ دیں گے[1]، اگر غلام واپس آجائے اور والد کو اس کے اوپر قبضہ کرنیکی قدرت حاصل ہوگئی ہو تو لڑکا قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا کیونکہ والد لڑکے کا ولی ہے۔ اگر غلام بیٹے کے حدِ بلوغ کو پہونچنے کے بعد واپس ہوا ہو تو والد قبضہ کرنے والا شمار نہ ہوگا اور لڑکا بذاتِ خود قابض ہو جائے گا۔ اگر کوئی دوسرا شخص کوئی غلام لڑکے کے واسطے خریدے، اس کے بعد لڑکا فروخت کرنے والا ہو جائے تو والد کو جس طرح قابض ہونے کا حق تھا اسی طریقہ سے باقی رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر کسی شخص سے چاندی کی چھاگل سو دینار میں خریدے اور خریدار چھاگل کے اوپر قابض ہو جائے اور دیناروں کی ادائیگی نہ کی ہو حتیٰ کہ دونوں الگ ہو گئے ہوں (اور مجلس بدل گئی ہو) اور چونکہ اسی مجلس کے اندر ایک بدل (دیناروں) کے اوپر قبضہ حاصل نہیں ہوا تھا اس لئے بیع صرف باطل و کالعدم

---

[1] اور اس صورت میں باپ کا قبضہ بیٹے کا قبضہ شمار نہ ہوگا۔

ہو گئی تھی تو خریدنے والے پر لازم ہو گا کہ چھاگل فروخت کرنے والے کو اگر وہ چھاگل خریدار اپنے مکان میں رکھ لے اور فروخت کرنے والے کو نہ لوٹائے، اس کے بعد فروخت کنندہ سے ملاقات کرے اور از سر نو دیناروں کے ذریعہ بیع کرے اس چھاگل کے بدلہ دینار ادا کرے، اس کے بعد دونوں الگ و متفرق ہو گئے ہوں تو بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہو گا اور محض چھاگل کے خریدنے ہی سے اس کے اوپر قبضہ کرنے والا شمار ہو گا۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص غلام خریدے اور اس کے اوپر قابض ہو کر ثمن کی ادائیگی کر دے اس کے بعد دونوں ایک دوسرے کو لوٹا دیں (اقالہ کر لیں) اس کے بعد از سر نو خریدار اس حال میں خریدے کہ وہ غلام اسی کے پاس موجود ہو تو اس خریداری کے صحیح و درست ہونے کا حکم ہو گا۔ اور اگر فروخت کرنے والا خریدار کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو درست و صحیح ہونے کا حکم نہ ہو گا اور دوسری مرتبہ خریدنے کی صورت میں محض خریداری کے باعث اس کے اوپر قبضہ کرنے والا شمار نہ ہو گا، حتیٰ کہ اگر اس پر قابض ہونے سے قبل وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے مرنے کو پہلے عقد و معاملۂ بیع میں شمار کریں گے اور اقالہ (واپسی) اور دوسری خریداری دونوں کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہو گا محض خریداری کی وجہ سے قابض نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اقالہ کے بعد فروخت کردہ شے اس کے پاس پہلی قیمت کے بدلہ بطور ضمانت ہے اور اپنی ذات کے اعتبار سے بطور امانت ہے۔ لہٰذا اس کے قبضہ کو رہن رکھی ہوئی شے کے قبضہ کے مشابہ قرار دیں گے جسے خریدار کے قبضہ کے قائم مقام شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طریقہ سے پہلے ثمن کے دوسرے ثمن کے جنس سے ہونے کی شکل میں بھی یہی مذکورہ بالا حکم ہو گا۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص ایک غلام باندی کے بدلہ خریدے اور ہر ایک اپنی خرید کردہ شے پر قابض ہو کر اپنے مکان میں رکھے اس کے بعد دونوں اقالۂ بیع (واپسی) کریں اس کے بعد واپسی سے قبل جس کا باہم اقالہ کیا ہو اس کو از سر نو خریدیں حتیٰ کہ خریداری درست ہو جائے تو خریدار کے محض خریدنے کے باعث اس کے اوپر قبضہ ہو جانے کا حکم ہو گا۔ حتیٰ کہ اگر یہ خریدار کے پاس پہنچنے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو خریدار کے دوسری خرید کی مال کو ہلاک شدہ قرار دینے اور اقالہ کے باطل و کالعدم نہ ہونے کا حکم ہو گا۔ کیونکہ غلام اور باندی میں سے ہر ایک اقالۂ بیع کے بعد قیمت کے ضامن کی حیثیت سے تھے یہ حکم اس شکل میں ہو گا۔ جبکہ ان دونوں غلام اور باندی کے بقید حیات ہونے کی صورت میں اقالہ بیع کیا ہو۔ اگر ایسا ہو کہ دونوں کے ایک دوسرے پر قابض ہونے کے بعد غلام موت کی آغوش میں سو جائے اور پھر اقالۂ بیع ہوا ہو تو اقالہ کے درست ہونے کا حکم ہو گا اور غلام خریدنے والے پر اس کی قیمت کا وجوب ہو گا۔ اگر اسی شکل میں جو شخص باندی

کے اوپر قابض ہو باندی کو واپس کرنے سے قبل اس کے فروخت کرنے والے سے دوبارہ یہ باندی خریدلے درآنحالیکہ اسوقت باندی بائع اور مشتری کے سامنے موجود و حاضر نہ ہو۔ پھر دوسری بار خریدنے کے بعد خریدار کے دوبارہ قبضہ سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو اس موت کو پہلی خریداری میں شمار کیجائے گی اور اقالہ (و دوسری خریداری کے باطل و کالعدم ہونے) کا حکم کیا جائے گا کیونکہ غلام کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد باندی پر خریدار اس نوعیت سے قابض تھا کہ بطور ضمانت اس کے علاوہ دوسری شے یعنی قیمتِ غلام کا وجوب ہوا تھا اور اس طرح کے قبضہ کو خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اگر اقالۂ بیع کے بعد وہ باندی اور غلام موجود ہوں، اسکے بعد فروخت کنندہ اور خریدار میں سے ہر ایک جو باندی یا غلام اس کے پاس ہو دوسرے سے دراہم کے بدلہ خریدلے اس کے بعد دونوں بیک وقت یا یکے بعد دیگرے موت کی آغوش میں سو گئے ہوں تو اس صورت میں ہر خریدار کا اپنا مال ضائع شدہ شمار ہوگا۔ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے اوپر اس طرح کا قبضہ ہے کہ بطور ضمان اسی قبضہ کردہ شے کا وجوب ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر اقالۂ بیع کے بعد از سرِ نو خریداری سے قبل ان (غلام یا باندی) میں سے کوئی موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کی قیمت کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی باندی دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ خریدی جائے کہ خریدار کو تین روز تک اس کی واپسی کا حق و اختیار حاصل رہے گا اور باہم بیع اور ثمن کے اوپر قبضہ ہو جائے اس کے بعد خریدار خیارِ شرط (واپسی کے اختیار) کے باعث بیع فسخ و ختم کردے اور باندی فروخت کرنے والے کو نہ لوٹائے حتیٰ کہ وہ باندی بائع سے از سرِ نو خریدلے تو اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اس شکل میں اگر فروخت کرنے والے کے اس کے اوپر قبضہ سے قبل کوئی دوسرا آدمی یہ باندی خریدلے تو بیع درست ہو جائے گی۔ الہٰذا اگر باندی پر دوسرا خریدار ابھی قابض بھی نہ ہوا ہو کہ وہ باندی موت کی آغوش میں سو جائے تو یہ باندی پہلی خرید میں ہلاک شدہ شمار ہوگی۔ اور دوسری خرید کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ خیارِ شرط کی شکل میں بیع کے فسخ و ختم ہونے کے بعد خرید کردہ شے کے اوپر قبضہ اس طریقہ سے ہوتا ہے کہ خرید کے اوپر اس کی ضمانت کے بطور دوسری شے یعنی قیمت کا وجوب ہوتا ہے۔ اگر اسی شکل میں خیار فروخت کرنے والے کے لئے ہو تو دوسری خرید کے درست و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔

اور اگر باندی موت کی آغوش میں سو گئی ہو تو اس کے مرنے پر دوسری خرید میں شمار ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر خیارِ عیب یا خیارِ رویت کے باعث باندی کی بیع فسخ و ختم کردی جائے تو جو حکم خریدنے والے کے خیارِ شرط کے باعث بیع کے واپس ہونے کی شکل میں تھا وہی حکم برقرار رہے گا۔ (محیط)

اس طرح کے مسائل کے اندر قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایسی جگہ پر جہاں مال منقولہ کی بیع فروخت کرنے والے اور خریدار میں کسی ایسی وجہ سے فسخ و ختم ہو جائے کہ وہ ہر لحاظ سے سارے لوگوں کے حق میں ختم و فسخ ہوتی ہو یعنی اقالہ بیع کی شکل نہ ہو، اس کے بعد فروخت کرنے والا اسے قبضہ میں لینے سے قبل چاہے اسی خریدار کے ہاتھ یا کسی اور آدمی کے ہاتھ بیچ دے تو اس صورت میں بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔

اور جب جگہ کسی ایسی وجہ سے بیع فسخ و ختم ہو کہ فروخت کنندہ اور خریدار کے لئے تو بیع فسخ شمار ہوتی ہو اور دوسروں کے لئے نیا عقد و معاملہ بیع ہو یعنی بائع اور مشتری کے درمیان ہونے والی بیع کا اقالہ (واپسی) ہو جائے، اس صورت میں اگر فروخت کنندہ قابض ہونے سے قبل اسی پہلی خریدار کے ہاتھ فروخت کرے تو بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر کسی اور کے ہاتھ فروخت کرے تو بیع کے درست و صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ یہ اصول نہایت اچھا ہے امام محمدؒ نے ،کتاب ، جامع ، کی کتاب البیوع کے اندر اس کی جانب اشارہ کیا ہے۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص چاندی کی چھاگل کسی اور شخص سے چاندی کی چھاگل کے بدلہ خریدے اور دونوں ایک دوسرے پر قابض ہو جائیں اس کے بعد دونوں یہ بیع فسخ و ختم کر دیں پھر علیحدہ و منتشر ہونے سے قبل دونوں از سر نو بیع کریں اور دوبارہ قبضہ کئے بغیر جدا ہو جائیں و اس صورت میں اقالہ اور دوسری بیع دونوں کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا اور پہلی بیع کے ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ بیع صرف کے اندر اقالہ کے بعد دونوں بدل (قیمت یا چیز) باہم ایک دوسرے کے بدلہ قبضہ میں رہتے ہیں۔ ذاتی ضمانت کے طور پر قبضہ میں نہیں ہوتے،

کوئی شخص چاندی کا چھاگل ایک دینار کے بدلہ خریدے اور دونوں میں قابض ہو جائیں۔ اس کے بعد دیناروں کے اندر کچھ اضافہ کرے، اس صورت میں اگر فروخت کرنے والا اضافہ کی مجلس میں اس اضافہ کو قبول و منظور کرے تو درست ہے، اور اضافہ شدہ حصہ کے مقابلہ میں چھاگل کے اوپر نئے طور سے قبضہ کی (یعنی از سر نو قابض ہونے) ضرورت نہ ہوگی۔ اگر دیناروں میں اضافہ کیا ہو مگر چھاگل کی بیع دوبارہ کیگئی ہو جو سابقہ بیع کے مقابلہ میں (دیناروں کی) کمی یا اضافہ کے ساتھ ہو تو اس صورت میں چھاگل اور دوسری قیمت کے اوپر از سر نو قبضہ کا وجوب ہوگا۔ اگر اس صورت میں از سر نو قبضہ نہ کیا ہو تو دوسری بیع کے ٹوٹنے اور فسخ ہو جانے اور سابقہ بیع کے لوٹ آنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

فصل پنجم

فروخت کردہ شے کو دوسری شے سے ملانے اور اسکے اندر جنایت (شرعی جرم) اور نقصان کرنے کا بیان

نوادر ابن سماعہ کے اندر امام محمدؒ سے اس طریقے سے منقول ہے کہ کوئی شخص ایک کر[1] غیر معین گندم اور ایک کر معین گندم خرید لے درآنحالیکہ خریدار ابھی تک قابض نہ ہوا ہو کہ اس سے پہلے ہی فروخت کرنے والا ان دونوں کو مخلوط کر دے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس ملنے والے گندم کی ایک کر کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا اور مخلوط کرنے سے قبل اسی گندم کی ایک کر کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا۔ پھر گندم کی جو قیمت ٹھہرے وہ اس کے اوپر بانٹ دی جائے اور خریدار سے نقصان کے بقدر قیمت ساقط و ختم کر دی جائے۔ خریدار اس مخلوط گندم کا ایک کر لیلے اور جو اپنی قیمت سے لیلے اسی طریقے سے اگر کوئی شخص ایک رطل چنبیلی اور ایک رطل بنفشہ خریدے اور فروخت کرنے والا خریدار کو اس پر قابض کرنے سے پہلے دونوں کو مخلوط کر دے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اگر سو رطل روغنِ زیتون اور ایک رطل چنبیلی فروخت کرے اور چنبیلی کو روغن زیتون کے ساتھ مخلوط کر دے تو چنبیلی کی بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔

اور روغنِ زیتون میں سے اگر خریدار چاہتا ہو تو سو رطل لیلے، لیکن اسے لینے یا نہ لینے کا پورا حق حاصل ہوگا اگرچہ اس مخلوط کرنے سے کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہوا ہو۔ اگر کوئی شخص روغن زیتون کے مٹکے میں دس رطل تیل توے اس کے بعد اسے کوئی شخص اس سے خریدے اور ابھی تک اس پر قابض نہ ہوا ہو کہ اس سے قبل ہی فروخت کنندہ اسے مٹکے کے تیل میں ملا دے تو اس صورت میں خریدار کو حق ہوگا کہ لینا چاہے لیلے اور نہ لینا چاہے نہ لے۔ (محیط)

کوئی شخص ایک غلام ہزار دراہم میں خریدے اور ابھی تک خریدار قابض نہ ہوا ہو کہ فروخت

---

[1] کر کی تعریف پہلے گذر چکی۔

کرنے والا اسے سو دراہم میں رہن رکھدے یا کسی شخص کے پاس بطور امانت رکھ دے یا اجرت کے اوپر دیدے، اس کے بعد وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے، تو بیع کے فسخ و ختم ہو جانے کا حکم ہوگا، اور فروخت کرنے والے نے جن کو اجرت کے اوپر دیا ہو یا بطور امانت رکھا ہو یا رہن رکھا ہو خریدار کو ان میں سے کسی سے بھی ضمان لینے کا حق نہ ہوگا، البتہ اگر خریداروں میں اسے کسی سے ضمان وصول کرلے تو یہ فروخت کرنے والے سے واپس لیلے گا۔ اگر فروخت کنندہ غلام کو بطور عاریت (مانگا ہوا) دیدے یا کسی شخص کو ہبہ کردے، اس کے بعد جس شخص کو بطور عاریت دے یا ہبہ کرے اس کے پاس غلام موت کی آغوش میں سو جائے،

یا کسی شخص کے پاس بطور امانت ہو اور وہ غلام سے کوئی اس طرح کا کام لیلے کہ اس کام کی اذیت و محنت کے باعث وہ غلام موت سے ہمکنار ہو جائے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو باقی رکھنا چاہے تو باقی رکھے اور جس شخص کو بطور عاریت یا بطور امانت دے رکھا یا ہبہ کردیا ہو اس سے ضمان وصول کرے اور ضمان ادا کرنے والے کو اس صورت میں فروخت کرنے والے سے واپس لینے کا حق و اختیار نہ ہوگا۔ اور بیع کو فسخ و ختم کرنا چاہے تو اسکا بھی حق ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

فروخت کرنے والے کو یہ حق ہوگا کہ جس کے پاس بطور امانت رکھا ہوا اس سے قیمت کا ضمان وصول کرے، وجہ یہ ہے کہ اس نے فروخت کرنے والے کے حکم کے بغیر غلام سے اس طرح کا کام لیا کہ جس کی مشقت سے وہ موت کی آغوش میں سو گیا، لیکن وہ شخص جسے بطور عاریت دے رکھا ہو اس سے بائع کو قیمت کا ضمان وصول کرنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ اس کا غلام سے کام لینا باجازت بائع تھا، (محیط)

کوئی شخص کسی سے ایک غلام ہزار دراہم کے بدلے خریدے اور ابھی تک قابض نہ ہوا ہو کہ فروخت کرنے والا اس کا ہاتھ قطع کردے، اس صورت میں خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مرضی ہو تو نصف قیمت میں غلام لیلے اور نہ چاہے تو نہ لے لہٰذا اگر بیع کو چھوڑنا اور نہ لینا اختیار کرے تو ساری قیمت کے اس کے ذمہ سے ساقط ہو جانے کا حکم ہوگا اور اگر ہاتھ قطع شدہ غلام لے لینا اختیار کرے تو ہمارے (احناف رح) کے نزدیک اس صورت میں آدھی قیمت کے واجب ہونے کا حکم ہوگا اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا اس پر قابض ہونے سے قبل اسے موت کے گھاٹ اتار دے تو اس شکل میں ہمارے (احناف رح) کے نزدیک قیمت کے خریدار کے ذمہ سے ساقط و ختم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔

اگر غلام کا ہاتھ کسی شخص کے شل کئے بغیر خود بخود شل ہو جائے تو خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مرضی ہو تو کل قیمت میں لیلے اور پوری قیمت میں لینا نہ چاہتا ہو تو چھوڑ دے۔

اگر دوسرا او غیر شخص غلام کا ہاتھ قطع کر دے تب بھی خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر بیع مکمل کرنی چاہے تو اس کے اوپر پوری قیمت لازم ہوگی اور خریدار ہاتھ کاٹنے والے کو پکڑ کر اس سے نصف قیمت وصول کرے گا، اور جب وہ نصف قیمت وصول کرلے گا تو نصف قیمت جسقدر زیادہ ہو اسے صدقہ کر دے گا۔ اگر خریدار بیع فسخ وختم کرنا چاہے تو فروخت کنندہ ہاتھ قطع کرنے والے کو پکڑ کر نصف قیمت وصول کرے گا اور آدھی قیمت سے جتنی زیادہ ہوا سے بھی صدقہ کرنے کا حکم ہوگا وجہ یہ ہے کہ اگرچہ اصل جنایت (جرم) فروخت کرنے والے کی ملکیت میں واقع نہیں ہوئی لیکن انجام دیکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ گویا جنایت اسی کی ملکیت میں پائی گئی۔ (مبسوط)

اگر فروخت کرنے والا اس کا ہاتھ قطع کر دے اس کے بعد خریدار باجازت بائع یا فروخت کنندہ کی اجازت کے بغیر اس کے اوپر قابض ہو جائے پھر غلام فروخت کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کے باعث موت کی آغوش میں سوجائے تو اس صورت میں نصف رقم کے خریدار کے ذمہ سے ساقط وختم ہو جانے کا حکم ہوگا اور اس کے اوپر نصف رقم کا وجوب ہوگا۔ اور فروخت کرنے والے پر اس جنایت کے بدلہ کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ خریدار کا قابض ہونا معاملہ وعقد بیع کے مشابہ ہے اور اس سے تصرف ملکیت ثابت ہوتا ہے اور اصل شے کی ملکیت کو مؤکد کرتا اور اس پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ لہٰذا فروخت کنندہ کی جنایت کا جو اثر ہوتا (اور اس کی وجہ سے جو کچھ واجب ہوتا) وہ خریدار کے ملکیتِ تصرت کے حائل ہونے کیوجہ سے باقی نہ رہا۔ لہٰذا اس اثر کو فروخت کنندہ کی جنایت کی جانب منسوب نہ کریں گے کیونکہ ملکیت کی تبدیلی اس نسبت کرنے کو روکنے والی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کے غلام کا ہاتھ قطع کر دے، اس کے بعد اس کا مالک اسے فروخت کرے اور غلام خریدار کے پاس اسی ہاتھ کاٹنے کی تکلیف کے باعث موت کی آغوش میں سو جائے تو اس صورت میں ہاتھ قطع کرنے والے پر محض ہاتھ کاٹنے کا ضمان لازم آئے گا۔

اس کے برعکس اگر فروخت کرنے والا خریدار کے قابض ہونے کے بعد پھر خود قبضہ میں لائے اور اسے قیمت کی خاطر روکے تو کیونکہ فروخت کرنے والے کے قبضہ سے اس شکل میں پوری ملکیت ثابت نہیں ہوتی تو جنایت اور اس کے اثر کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس جنایت یعنی غلام کا مرنا اسی جنایت کے باعث شمار ہوگا (اور غلام کی پوری قیمت کا وجوب جنایت کرنے والے پر ہوگا)

اگر خریدار قیمت کی ادائیگی سے قبل فروخت کرنے والے کی اجازت کے بغیر غلام کے اوپر قبضہ کرلے اور فروخت کرنے والا خریدار کے قبضہ میں رہتے ہوئے اس غلام کا ہاتھ قطع کر دے

اور اسی تکلیف کے باعث غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو خریدار کے ذمہ سے پوری قیمت کے ساقط و ختم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس کی موت کسی دوسرے سبب سے واقع ہوتی ہو تو خریدار پر نصف قیمت کا وجوب ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص ایک غلام خریدے اور ابھی قابض نہ ہوا ہو کہ اسے کوئی شخص عمداً قتل کر دے تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے قول کی رو سے خریدار مختار ہوگا یعنی اگر بیع مکمل کرنی چاہے تو قبضہ جس کا حق اس کے لئے ہوگا اور بیع فسخ و ختم کرنے کی صورت میں اسے حق قصاص حاصل ہوگا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بیع اختیار کرنے کی صورت میں حق قصاص خریدار کو ہوگا اور بیع توڑنے کی شکل میں قصاص نہیں ہوگا بلکہ فروخت کنندہ کو قیمت لینے کا حکم ہوگا۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ دونوں شکلوں میں استحساناً قیمت ملنے اور قصاص کے واجب نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور امام کے نزدیک اس فعل کا حکم خطاءً قتل کرنے کا سا ہو۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص ایک غلام خریدے اور ابھی قابض نہ ہوا ہو کہ فروخت کرنے والا کسی شخص کو یہ حکم کرے کہ وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے اور وہ شخص اسے موت سے ہمکنار کر دے تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ قتل کرنے والے سے قیمت وصول کر لے اور فروخت کنندہ اس کی رقم دیدے اور خواہ بیع فسخ و ختم کر دے لہٰذا اگر قتل کرنے والے سے قیمت کا ضمان لے تو قاتل کو فروخت کنندہ سے کچھ وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر اس شکل میں غلام نہ ہو بلکہ کوئی کپڑا ہو اور فروخت کرنے والا کسی درزی سے کہے کہ میرے لئے اس کی قمیض کاٹ دے چاہے اجرت پر قطع کرے یا اجرت کے بغیر (مفت) تو اس صورت میں خریدار کو درزی سے ضمان لینے کا حق نہ ہوگا۔ البتہ فروخت کرنے والے سے قیمت وصول کرے گا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک بکری خریدے اس کے بعد فروخت کرنے والا کسی شخص کو یہ حکم کرے کہ وہ اس کو ذبح کر ڈالے۔ لہٰذا اگر ذبح کرنے والا شخص اس کے بک جانے سے آگاہ ہو تو خریدار تو اس سے ضمان لینے کا حق ہوگا مگر اس شکل میں اگر خریدار اس سے ضمان لیلے گا تو اسے فروخت کرنیوالے سے کچھ وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص کسی کو یہ حکم کرے کہ وہ اس کی بکری ذبح کر دے، اس کے بعد وہ بکری ابھی ذبح نہ ہوئی ہو کہ فروخت کر دے، پھر بکری فروخت ہو جانے کے بعد جس شخص کو ذبح کرنے پر مقرر کیا ہو وہ ذبح کر ڈالے تو خریدار کو ذبح کرنے والے سے ضمان وصول کرنے کا حق ہوگا۔ اور اس ذبح کرنے والے کو اس شخص سے جس نے اسے حکم کیا تھا کچھ وصول کرنے کا حق نہ ہوگا خواہ اس کو بیع کی اطلاع رہے

سے ہوتی ہی نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

غلام کا ہاتھ قطع کرنے کے جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے اس شکل میں اگر خود خریدنے والا غلام کا ہاتھ قطع کردے تو خریدار غلام پر قابض شمار ہوگا۔ لہٰذا اگر فروخت کنندہ خریدار یہ غلام عطا کرنے کی ممانعت سے قبل فروخت کرنے والے کے پاس ہاتھ قطع کئے جانے کے باعث یا کسی دوسری وجہ سے مرگیا ہو تو خریدار کے اوپر پوری قیمت کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والا اسے روکے اس کے بعد ہاتھ قطع ہونے کے باعث وہ موت کی آغوش میں سو جائے تب بھی خریدار کے اوپر پوری قیمت کا وجوب ہوگا اور اگر اس کی موت ہاتھ قطع ہونے کیوجہ سے نہیں بلکہ کسی دوسرے سبب سے ہوئی ہو تو خریدار کے اوپر نصف قیمت کا وجوب ہوگا۔

اگر فروخت کرنے والا اول اس کا ہاتھ قطع کردے، اس کے بعد خریدار اس کا دوسری جانب کا ایک پیر قطع کردے، پھر اسکے دونوں زخم ٹھیک ہو جائیں (اور وہ غلام تندرست ہو جائے) تو خریدار پر اس غلام کی آدھی قیمت کا وجوب ہوگا اور خریدار کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے وہ یہ غلام لے یا نہ لے۔ اگر خریدار خود اول اس کا ہاتھ قطع کردے پھر فروخت کرنے والا دوسری جانب سے اس کا ایک پیر قطع کردے، اس کے بعد وہ ان زخموں سے اچھا ہو جائے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ تین چوتھائی قیمت دے کر یہ غلام لیلے اور نہ لینا چاہے نہ لے مگر نہ لینے کی صورت میں (بھی) اس کے اوپر غلام کی نصف قیمت کا وجوب ہوگا۔ اگر خریدار نے قیمت کی ادائے گی کردی ہو اور ابھی قابض نہ ہوا ہو کہ خود اس کا ایک ہاتھ قطع کردے، اس کے بعد فروخت کرنے والا اسکا ایک ہاتھ قطع کردے اسکے بعد فروخت کرنے والا اس کا پیر دوسری جانب سے قطع کردے، اس کے بعد اس کے دونوں زخم اچھے ہو جائیں (اور وہ شفایاب ہو جائے) تو اس صورت میں غلام خریدار کا ہوگا اور اسے (واپسی وغیرہ کا) اختیار حاصل نہ ہوگا۔ (مبسوط)

فروخت کرنے والے کے اوپر اس غلام کی آدھی قیمت کا وجوب ہوگا (محیط سرخسی)

ثمن کی ادائے گی کی صورت میں اگر فروخت کرنے والا اول اس کے ہاتھ کو قطع کرے پھر خریدار اس کے پیر کو کاٹ دے تو غلام نصف قیمتِ غلام میں اسی کا قرار دیا جائے گا اور وہ فروخت کرنے والے سے پوری قیمتِ غلام میں سے نصف واپس لیلے گا۔ (مبسوط)

یہ ساری تفصیل غلاموں کی ان دونوں زخموں سے اچھا اور شفایاب ہو جانے کی صورت میں ہے اور اگر وہ ان زخموں میں سے اچھا نہ ہو اور انکی تکلیف سے موت کی آغوش میں سو جائے، اس صورت میں اگر فروخت کرنے والے نے اول اسکا ہاتھ قطع کیا ہو پھر خریدار نے اس کا پیر کاٹ ڈالا ہو اور ان دونوں زخموں کی تکلیف سے غلام مرجائے در آنحالیکہ وہ ابھی تک فروخت کرنے والے

کے پاس ہی ہو، اس شکل میں اگر خریدار نے قیمت کی ادائیگی نہ کی ہو تو کل قیمت کے آٹھ حصے کرکے ان میں تین حصوں کے بقدر جو قیمت ہو اس کی ادائیگی کے ساتھ غلام کا مالک خریدار ہو جائے گا۔ کیونکہ آدھی قیمت غلام کی تو فروخت کرنے والے کے غلام کا ہاتھ قطع کرنے کی وجہ سے ساقط و ختم ہوگئی اور خریدار نے پیر قطع کرکے باقی نصف ضائع کر دیا۔ اور باقی ماندہ چوتھائی غلام دونوں کے زخم لگانے کے باعث ضائع (کا نصف) ہوگیا لہٰذا اس چوتھائی کو دونوں کے اوپر نصف نصف تقسیم کر دیں گے۔ اگر خریدار نے ثمن کی ادائیگی کر دی ہو تو فروخت کرنے والا خریدار خریدار کے ہاتھ فروخت کرنے والے شخص سے آدھی قیمت واپس لے لیگا کیونکہ وہ پہلے نصف غلام کو ضائع کر چکا ہے۔ اور غلام کے آٹھویں حصہ کی قیمت بھی وصول کرے گا۔ کیونکہ خریدار کے قابض ہونے کے بعد غلام کا آٹھواں حصہ فروخت کرنے والے کے غلام کو زخمی کر دینے کے باعث ضائع ہوا۔ اگر اسطرح کے مسئلہ میں یہ صورت پیش آئے کہ خریدار اس کے ہاتھ کو قطع کرکے پھر فروخت کنندہ کا پیر کاٹ دے۔ اس صورت میں اگر خریدار نے ثمن کی ادائیگی نہ کی ہو تو اس کے اوپر قیمت کے آٹھ حصوں میں سے پانچ حصوں کا وجوب ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص ایک غلام ہزار دراہم میں خریدے اور ابھی تک ثمن کی ادائیگی نہ کی ہو کہ فروخت کرنیوالا اس کا ہاتھ قطع کر دے۔ اس کے بعد خریدار اسکے دوسرے ہاتھ کو یا جس جانب کا ہاتھ کاٹا گیا ہو اسی طرف کا پیر قطع کر دے۔ اور غلام اس تکلیف سے موت کے آغوش میں سو جائے۔ تو بائع کا ہاتھ قطع کئے جانے کے باعث خریدنے والے کے ذمہ سے نصف قیمت کے ساقط و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد غور کریں گے کہ خریدار کا ہاتھ یا پیر قطع کئے جانے کے باعث غلام میں کتنا عیب پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا اگر باقی ماندہ حصوں میں سے چار یا پانچ حصوں کے بقدر عیب پیدا ہوا ہو[1] تو نصف قیمت کے چوتھے یا پانچویں حصہ کے خریدار پر واجب و لازم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور باقی ماندہ یعنی پانچواں حصہ کیونکہ دونوں کے زخمی کرنے کے باعث ضائع ہوا۔ لہٰذا اس کا نصف بھی خریدار پر لازم ہوگا۔ پس خریدار کے ذمہ کل قیمت کے دس حصوں میں سے ساڑھے چار حصوں کے واجب و لازم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور فروخت کرنے والے کے غلام کو زخمی کرنے کے باعث دس حصوں میں سے ساڑھے پانچ حصوں کے خریدار کے ذمہ سے ساقط و ختم ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (مبسوط)

اگر فروخت کرنے والا پہلے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد خریدار اور ایک دوسرا شخص ملکر دوسری جانب سے اس کا پیر کاٹ دیں درآنحالیکہ خریدار نے ابھی تک قیمت کی ادائیگی نہ کی ہو۔ اس کے بعد غلام اسی تکلیف کے باعث موت کے آغوش میں سو جائے تو خریدار کے ذمہ اسکے اور دوسرے شخص کے مجروح کرنے کی بنا پر قیمت کے آٹھ حصوں میں سے تین حصوں اور ایک تہائی حصہ کے واجب ہونے کا

---

[1] ۔ یعنی غلام کا نصف حصہ تقریباً ضائع ہو گیا ہوگا۔

حکم کیا جائے گا۔ اور خریدار اس دوسرے شخص سے آٹھواں حصہ مکمل اور آٹھویں حصہ کا دو تہائی قیمت کی شکل میں لوٹائے گا اور وصول کرے گا۔ وجہ یہ ہے کہ نصف غلام بائع کے مجروح کرنے کی بنا پر ضائع ہوا۔ لہٰذا نصف قیمت ساقط ہو جائے گی۔ اور باقی نصف غلام ان دونوں کے مجروح کر دینے کے باعث ضائع ہو گیا۔ لہٰذا خریدار کے ذمہ چوتھائی قیمت کے لازم و واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ اور باقی ایک چوتھائی سب کے مجروح کرنے کی وجہ سے ضائع ہوا۔ لہٰذا ہر شخص کے ذمہ[1] ایک تہائی کا وجوب ہوا۔ پس اس مسئلہ کے اندر ایک ایسے عدد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس میں اس چوتھائی کا نصف اور چوتھائی اور تہائی مکمل نکلے اور تقسیم صحیح ہو سکے۔ اس طرح کا عدد چوبیس ۲۴ ہے۔ اگر فروخت کرنے والا کسی دوسرے شخص کیساتھ مل کر اول ہاتھ قطع کرے، اس کے بعد خریدنے والا دوسری جانب سے اس کا پیر کاٹ دے اور غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو خریدار پر اس کے مجروح کرنے کے باعث غلام کی چوتھائی قیمت کا وجوب ہوگا اور اس کے مجروح کرنے کی وجہ سے غلام کے مرنے کی بنا پر آٹھویں حصہ کے دو تہائی کا وجوب ہوگا۔ اور خریدار اس دوسرے شریک کار شخص سے غلام کا ہاتھ کاٹنے کے باعث چوتھائی قیمت اور اس کے مرنے کے باعث آٹھویں کی دو تہائی قیمت اس کے مددگار کنبہ پر تین برس میں ادائیگی واجب و لازم ہوگی؛ پھر اس دوسرے شخص کو جو کچھ واجب ہوا ہو وہ (پیسہ وغیرہ) خریدنے والے کو ملجائے گا۔ کیونکہ خریدار نے دوسرے شخص کے مجروح کرنے کے بعد جب غلام کا پیر قطع کیا تو اس نے گویا اس دوسرے شخص کو پکڑنا اختیار کیا (اور گرفت ضروری سمجھی) پھر ہاتھ قطع کرنے کے بدلہ جو رقم اس دوسرے شخص سے ملیگی۔ اگر وہ غلام کی چوتھائی قیمت سے زیادہ ہو تو زیادہ رقم کو صدقہ کر دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ حاصل ہونے والا فائدہ ایسی شے پر تھا جو بلا ضمان تھی۔ اور اس کے جان کے بدلہ ملنے والی رقم کو صدقہ نہیں کرے گا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ فائدہ بصورت ضامن ہونیکے حاصل ہوا۔ کیونکہ یہ فائدہ اس وقت نصیب ہوا۔ جبکہ غلام کا خریدنے والا ضامن بن چکا تھا۔ (محیط سرخسی)

اگر خریدار اور اجنبی وغیرہ شخص بیک وقت غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالیں پھر فروخت کنندہ دوسری جانب سے اس کے پیر کو کاٹے اور اس سارے عمل کے باعث غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو بیع کو اختیار کرلے۔ اس صورت میں اس کے ذمہ قیمت کے آٹھ حصوں میں سے دو مکمل حصوں اور حصہ کی دو تہائی کے ساقط و ختم ہو جانے کا حکم کیا جائے گا جو کہ فروخت کرنے والے کے لگائے گئے زخم اور اس کے اثر مقابلہ میں شمار کریں گے۔ اس کے بعد خریدار اجنبی شخص سے قیمت کے دو آٹھویں حصے اور ایک آٹھویں حصہ کی دو تہائی وصول کرے گا۔ اور قیمت اگر مذکور مقدار سے زیادہ ہو تو اسے صدقہ کرنے کا حکم نہ ہوگا۔

---

[1] یعنی غیر مجروح حصہ کو تلف کرنے میں سب برابر کے شریک ہیں۔

اگر خریدار بیع نہ توڑنے کو اختیار کرے اور بیع بدستور باقی رکھے تو اسے مجروح کرنے اور زخم کے اثر و تلف شدہ حصّہ کے مقابلہ میں قیمت کا جتنا حصّہ ہو یعنی دو آٹھویں حصّے اور ایک آٹھویں کا دو تہائی وہ اسے دینا واجب و لازم ہوگا۔ اور باقی ماندہ سارا خریدار کے ذمہ سے ساقط و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور فروخت کرنے والا اجنبی شخص ثمن کے دو آٹھویں حصّے اور ایک آٹھویں حصّہ کی دو تہائی قیمت وصول کرے گا۔ اور اگر اس کے اندر ثمن کچھ زیادہ ملے تو اضافہ شدہ رقم کے صدقہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (مبسوط)

کوئی شخص دو آدمیوں سے ایک غلام خریدے اور ابھی تک قیمت نہ دی ہو کہ ان دونوں فروخت کرنے والوں میں سے ایک شخص غلام کے ہاتھ کو قطع کر دے، اس کے بعد دوسرا شخص اسکا دوسری طرف کا پیر کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد خریدار اس کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالے اور ان سب صدمات و تکالیف کے باعث غلام فروخت کرنے والے کے قبضہ ہی میں موت سے ہمکنار ہو جائے تو اس صورت میں خریدنے والے کے ذمہ پہلے ہاتھ قطع کرنے والے کے لئے ثمن کے آٹھویں حصّہ اور ایک آٹھویں حصّہ کا پانچواں و چھٹا حصّہ واجب و لازم ہو جائے گا۔ اور خریدنے والا اس سے غلام کے ثمن کے دو آٹھویں حصّے اور ایک آٹھویں حصّہ کا چھٹا حصّہ وصول کرے جس کا وجوب اس کے مددگار اور تعاون کرنے والے لوگوں پر ہوگا اور تین برس کے اندر اندر ادائیگی لازم ہوگی۔ اور خریدار کے ذمہ دوسرے ہاتھ قطع کرنے والے شخص کے واسطے ثمن کے دو آٹھویں حصّے اور ایک آٹھویں حصّہ کے پانچویں و چھٹے حصّہ کے واجب و لازم ہونے کا حکم کیا جاوے گا۔ اور وہ اس کے مددگار (کنبہ والوں) اور لوگوں سے غلام کے ثمن کا آٹھواں حصّہ اور ایک آٹھویں حصّہ کا چھٹا حصّہ وصول کرے گا۔ اور جتنی رقم کی ادائیگی اسے کرنی پڑی ہے اگر اس سے زیادہ ملی ہو تو اُسے صدقہ کر دے۔ البتہ جان کے بدلہ جو رقم اضافہ شدہ ملے وہ اسکے واسطے حلال و جائز ہوگی۔ اگر دو آدمی کسی شخص سے غلام خریدیں، اس کے بعد ایک خریدار غلام کا ہاتھ قطع کر دے۔ پھر دوسرا خریدار اس کا پیر کاٹ ڈالے پھر فروخت کنندہ اس کی ایک آنکھ پھوڑ دے۔ اور غلام ان زخموں و تکالیف کی تاب نہ لاکر مر جائے۔ پس اگر دونوں خریدار بیع توڑ دیں اور فسخ کر دیں تو پہلے خریدنے والے کے ذمہ قیمت کے دو آٹھویں حصّوں اور ایک آخری حصّہ کے چھٹے حصّہ کے واجب و لازم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور دوسرے خریدار کے ذمہ ایک آٹھویں حصّہ کے چھٹے حصّہ کا وجوب ہوگا۔ اور فروخت کرنے والا پہلے خریدار سے غلام کے ثمن کے دو آٹھویں حصّے اور ایک آٹھواں حصّہ اور ایک آٹھویں حصّہ کے چھٹے حصّہ کے وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر دونوں خریدار بیع مکمل کریں تو ہر خریدار کے ذمہ قیمت کے تین آٹھویں حصّوں اور ایک آٹھویں حصّہ کی تہائی قیمت واجب و لازم ہوگی اور دوسرا قطع کرنے والا پہلے قطع کرنے والے شخص سے غلام کے ثمن کے دو آٹھویں حصّے اور آٹھویں حصّہ کا چھٹا حصّہ وصول

کرے گا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص دو بکریاں خریدے اور خریدار کے قابض ہونے سے قبل ایک بکری دوسری کے سینگ مار دے۔ اور وہ بکری مرجائے۔ اس صورت میں خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مرضی ہو تو یہ دوسری بکری اس کے حصۂ ثمن کے بدلہ میں پہلے اور لینا چاہئے تو نہ لے۔ کیونکہ سینگ والے جانوروں کے فعل کو باطل قرار دیا جاتا ہے۔ تو یہ کہا جائے گا کہ گویا یہ بکری کسی آفت سماوی سے مرگئی۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص ایک گدھا اور کچھ جو خریدے اور قابض ہونے سے قبل گدھا جو کھا جائے تو اس صورت میں اگر خریدار کی مرضی ہو تو اس کے حصۂ ثمن کے بدلہ گدھا لے لے۔

اگر کوئی شخص دو غلام خریدے اور ابھی خریدنے والا قابض نہ ہوا ہو کہ ایک غلام دوسرے کو مار ڈالے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مریض ہو تو باقی ماندہ غلام کو پوری قیمت میں لے لے اور لینے کا ارادہ نہ ہو تو نہ لے اس طریقہ سے اگر کوئی شخص ایک غلام اور کھانا خریدے، پھر خریدار بھی قابض نہ ہوا ہو کہ اس سے پہلے ہی وہ غلام کھانا کھا جائے تو اس صورت میں بھی ثمن میں کچھ ساقط ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ آدمی کا فعل قابل اعتبار ہوتا ہے۔ لہٰذا خریدار سابق فعل کے باعث قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) ایسی شکل میں اگر ایک غلام خود ہی مرجائے تو باقی ماندہ غلام کو اگر خریدار اس کے حصۂ ثمن کے بدلہ لینا چاہتا ہو تو لیلے اور نہ لینا چاہے تو نہ لے۔ جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے نہ کوئی شخص ایک باندی خریدے اور قابض ہونے سے قبل وہ بچّہ کو جنم دے۔ اس کے بعد اس باندی اور بچّہ میں سے کوئی ایک دوسرے کو مار ڈالے اس شکل میں بھی اگر خریدار باقی ماندہ کو پوری قیمت کے بدلہ لینا چاہے تو لیلے اور نہ لینا چاہے تو نہ لے۔ اگر وہ اوّل لے لے اس کے بعد اس کے اندر کوئی عیب نظر آئے تو اس کو لوٹانے اور پوری قیمت واپس لے لینے کا حق ہو گا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص ایک غلام معین روٹی کے بدلہ فروخت کرے اور بائع و خریدار ابھی قابض نہ ہوئے ہوں کہ غلام روٹی کھا جائے۔ تو یہ کہا جائے گا کہ فروخت کرنے والے کے قبضہ کی حالت میں ہوئی۔ اس کا فروخت کنندہ ضامن ہوگا۔ اگر جَو کی معین مقدار کے بدلہ ایک گدھا فروخت کرے اور فروخت کنندہ و خریدار ابھی قابض نہ ہوئے ہوں کہ گدھا جو کھا جائے تو بیع کے فسخ و ختم ہوجانے کا حکم ہوگا۔ اور فروخت کرنے والا ملنے والی قیمت پوری پانے والا قرار نہیں دیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

"دلوالجیہ" کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ کوئی شخص کسی سے ایک باندی خرید لے اور ثمن کی ادائیگی سے قبل خریدار اس کے ساتھ صحبت کرے۔ پھر فروخت کرنے والا قیمت کی خاطر باندی کو روک لے اور باندی اسی کے پاس رہنے کے زمانہ میں موت کی آغوش میں سو جائے۔ تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک خریدار کے اوپر

لہ۔ وجہ یہ ہے کہ جانوروں کا فعل ناقابل اعتبار ہے۔

عقر (تاوان) کا وجوب نہ ہوگا - اس قول کو قابل ترجیح قرار دیا گیا ہے - (تاتار خانیہ)

فصل ششم

عاقدین کو مبیع اور ثمن کے حوالہ کرنے میں کس بار کا برداشت کرنا واجب ہے

بنیادی اور مطلقاً عقد بیع کا تقاضا یہ ہے کہ بوقتِ عقد جس چیز کے بارے میں عقد بیع ہوا ہو - اور وہ وہاں موجود ہو اسی جگہ (خریدار کے) حوالہ کر دیجائے - اس کا تقاضا یہ نہیں ہوتا کہ عقد کی جگہ میں وہ شے حوالہ کیجائے (خواہ وہ شے عقد کی جگہ میں موجود نہ ہو مگر لائی جائے) ہمارا (احناف رح) کا ظاہر مذہب یہی ہے - حتیٰ کہ اگر خریدار گندم خریدے در آنحالیکہ خریدار شہر ہی میں موجود ہو اور گندم شہر کے اطراف میں ہو۔ تو فروخت کرنے والے پر لازم ہوگا کہ وہ یہ گندم اطراف شہر میں اسے حوالہ کرے (محیط)

اگر گندم بالوں میں ہوں اور اسی طرح انھیں خریدلے تو فروخت کرنے والے پر لازم ہے کہ یہ گندم کٹوا کر صاف ستھرے کروا کر خریدار کے حوالہ کرے - اسی قول کو قابلِ ترجیح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے - (خلاصہ)

بھوسہ کا مالک فروخت کرنے والا ہوگا - (نہر الفائق) اگر گندم ناپ کر حساب سے خریدے ہوں تو ان کی پیمائش فروخت کنندہ کے ذمہ ہوگی - اور فروخت کرنے والے کے ذمہ یہ بھی ہوگا۔ کہ وہ خریدار کے برتن میں بھر دے - اس قول کو قابل ترجیح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (خلاصہ)

کوئی شخص کسی سقہ سے مشک میں پانی خریدے تو سقہ پر پانی مشک میں بھرنا لازم ہوگا - اس طرح کے معاملات میں رواج کا اعتبار ہوگا - (فتاویٰ قاضی خاں)

ایسی مقداری اشیاء جنھیں بالمقطع[1] فروخت کیا جاتا ہو - مثلاً چھوہارے - گاجر، انگور یا لہسن تو خریدنے والے پر ان کے اکھاڑنے اور کاٹنے کی ذمہ داری ہوگی - اور بائع کے محض راہ کی رکاوٹ دُور کرنے پر خریدار قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا - اور اگر یہ شرط کر لی ہو کہ تول کر یا ناپ کر دے گا تو اس صورت میں اکھاڑنا یا کاٹنا فروخت کرنے والے کے ذمہ ہوگا - البتہ اس شکل میں کہ فروخت کرنوالا

[1] جیسے گاجر کے کھیت کو سو روپے میں خرید لیا جائے اور کوئی مقدار ذکر نہ کی گئی ہو -

یہ بتادے کہ یہ شے باعتبار وزن اس قدر ہے۔ اس صورت میں اگر خریدار تصدیق کرے تو وزن کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اور اگر تصدیق نہ کرے بلکہ غلط قرار دے تو خریدار خود ہی تول لے۔ درست اور راجح قول کے مطابق وزن کرنا بہر صورت فروخت کنندہ کے ذمہ ہوگا۔ (ذخیرہ کروری)

منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک کشتی میں گندم خریدے تو خریدار پر لازم ہے کہ وہ گندم کشتی سے باہر لائے۔ اگر کسی مکان میں سے خریدے ہوں تو دروازہ کھولنے کی ذمہ داری فروخت کرنے والے اور مکان سے باہر لانے کی ذمہ داری خریدار کی ہوگی۔ اسی طریقے سے اگر کوئی شخص تھیلے میں بھرے ہوئے گندم یا کپڑے فروخت کرے اور وہ تھیلا کھولے اور وہ گندم یا کپڑے تھیلے سے باہر نکالنے کی ذمہ داری خریدار کی ہوگی۔ (محیط)

اگر فروخت کرنے والا تول کر یا گز سے ناپ کر یا گن کر دیجانے والی شے بیچے تو وہ شخص جو تول کر یا گز سے ناپ کر یا گن کر دے گا۔ اس کی اجرت فروخت کرنے والے پر واجب و لازم ہوگی۔ (کافی) اور قیمت تولنے کی اجرت کا ذمہ دار خریدنے والا ہوگا۔ اسی قول کو راجح اور پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (جواہر اخلاطی)

قیمت پرکھنے (کھرے کھوٹے کی جانچ کرنے) والے کی اجرت کا ذمہ دار فروخت کرنے والا ہوگا اگر خریدار ثمن[1] کے کھرے ہونے کا مدعی ہو۔ درست قول کے مطابق اس اجرت کا ذمہ دار بہر صورت خریدنے والا ہوگا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (ذخیرہ کروری) **ظاہر روایت** کے مطابق یہی حکم ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

پرکھنے والے شخص کی اجرت کا ذمہ دار خریدنے والا اس وقت تک ہوگا۔ جب تک بائع قابض نہ ہوا ہو۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ اور قابض ہونے کے بعد اس اجرت کا ذمہ فروخت کنندہ ہوگا۔ (سراج الوہاج) کوئی شخص اس شرط کے ساتھ کوئی شے خریدے کہ اسے میرے مکان پر پہونچا دینا تو یہ درست و جائز ہے۔ لیکن امام محمد رح کی رائے اس بارے میں اس سے مختلف ہے۔ کوئی شخص کسی دیہات میں کچھ لکڑیاں خریدے۔ اور خریداری کے ساتھ ساتھ کہے کہ ان کو میرے مکان پر پہونچا دینا تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص لکڑی کا ایک گٹھر خریدے تو رواج کی رو سے فروخت کرنے والے پر اسے خریدار کے مکان پر پہونچا دینا لازم و واجب ہوگا۔ «صلح النوازل» بحوالہ محمد ابن سلمہ منقول ہے کہ جو اشیاء چوپایوں کی پیٹھوں پر لدی ہوئی بکتی ہیں۔ جیسے کوئلہ اور لکڑی وغیرہ۔ اس طرح کی اشیاء اگر فروخت کرنے والا خریدار کے گھر پہونچانے پر آمادہ نہ ہو تو اسے اس کے اوپر مجبور کریں گے۔ کہ وہ گھر پہونچائے۔ اس طریقہ سے اگر کوئی

---

[1] یعنی دینار یا دراہم وغیرہ ۱۲

شخص ایسے گندم خریدے جو چوپایہ کی پیٹھ پر لائے ہوئے ہوں۔ تب بھی یہی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا اگر گندم کا ڈھیر اس شرط کے ساتھ خریدے کہ بائع انھیں خریدار کے گھر پہونچا دے گا۔ تو اس صورت میں ڈھیر بیع کے فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا (فتاویٰ صغریٰ)

کوئی شخص ایک بستر کے اندر بھرا ہوا بکریوں کا اون خریدے۔ اور فروخت کرنے والا بستر ادھیڑنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کی دو شکلیں ہوں گی۔ (۱) بستر کے ادھیڑنے کے اندر کوئی نقصان ہو (۲) ادھیڑنے میں کوئی نقصان نہ ہو۔ لہٰذا پہلی صورت میں اس کے اوپر جبر نہ کرنے کا حکم ہوگا کیونکہ یہ لازم و واجب نہیں کہ عقد بیع کی وجہ سے نقصان برداشت کیا جائے اور دوسری شکل میں اس کے اوپر جبر کرنے کا حکم ہوگا۔ مگر اتنے ہی کے ادھیڑنے پر مجبور کریں گے کہ جتنا خریدار دیکھ سکے اور مطمئن ہو جائے) لہٰذا اگر خریدنے والا اس کے لینے کے اوپر رضامند ہو گیا ہو تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو سارا بستر ادھیڑنے پر مجبور کریں گے۔ (واقعات حسامیہ)

"نصاب" کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص ایک گھر خریدے اور فروخت کرنے والے سے اس خریداری کی تحریر (بیع نامہ) طلب کرے اور فروخت کرنے والے اس پر آمادہ نہ ہو۔ تو فروخت کنندہ اسکے لئے مجبور نہیں کریں گے۔ اگر خریدنے والا اپنے پیسہ سے بیعنامہ لکھوائے اور فروخت کنندہ سے شہادت دلوانے کے لئے کہے اور فروخت کرنے والا اس پر آمادہ نہ ہو تو فروخت کرنے والے کو حکم کریں گے کہ دو شاہدوں کی گواہی کرا دے۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خریدار کو گواہی کی ضرورت ہے۔ مگر یہ حکم فروخت کرنے کو اس وقت کریں گے جب کہ خریدار بائع کے پاس دو شاہد لائے جو اس کے معاملۂ بیع کی شہادت دیں اور یہ فروخت کرنے والے کو گواہوں کے پاس پہونچنے کی زحمت نہیں دیجائے گی۔ (مضمرات) لہٰذا اگر فروخت کرنے والا انکار کرے تو خریدنے والا اس معاملہ کو قاضی کی عدالت میں پیش کرے گا۔ پس اگر قاضی کی موجودگی میں فروخت کنندہ بیع کا اعتراف کرے تو قاضی خریدار کو ایک تحریر گواہوں کی گواہی کے ساتھ لکھ کر دے گا۔ (محیط سرخسی)

اسی طریقہ سے فروخت کرنے والے کو اس پر مجبور نہ کریں گے کہ وہ پرانی تحریر خریدار کے حوالہ کرے (دجیز کردری) البتہ فروخت کرنے والے کو پرانی تحریر حاضر کرنے کا ضرور حکم کریں گے تاکہ خریدنے والا اس تحریر کی ایک نقل لیلے تاکہ وہ خریدار کے پاس بطور سند رہجائے اور سابق تحریر جس کی خریدار نقل لینا چاہتا ہو۔ پیش کرنے پر آمادہ نہ ہو تو فقیہہ ابو جعفر رح ایسی شکل میں فرماتے ہیں کہ اسے وہ تحریر پیش کرنے پر مجبور کریں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

باب پنجم

ان اشیاء کا بیان جو صراحۃً ذکر کے بغیر بیع میں داخل شمار ہوتی ہیں اور جو داخل شمار نہیں ہوتیں

یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل گھر وغیرہ کی بیع کے اندر داخل ہونے والی اشیاء کا ذکر

امام محمد رحمہ فرماتے ہیں کوئی شخص اس قسم کی منزل خریدے کہ اس کے اوپر ایک اور منزل ہو تو اوپر کی منزل کا مالک خریدار نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ بوقتِ خرید یہ کہے کہ میں ہر اس حق کے ساتھ جو اس کے لئے ثابت ہے خریدتا ہوں یا کہے کہ میں اسے نفع بخش اشیاء کے ساتھ خریدتا ہوں یا کہے کہ کم اور زیادہ جو کچھ اس میں ہے یا اس سے متعلق ہے خریدتا ہوں تو اس منزل کے بھی داخل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ دار کی اگر بیع ہوگی تو اس میں بالاخانہ بھی شامل ہوگا۔ خواہ "ہر حق" یا اس کے مانند الفاظ استعمال نہ کئے ہوں۔ جسطرح کہ نیچے کا گھر "ہر حق" اور اس کے مانند الفاظ کے ذکر کئے بغیر بھی داخل شمار ہوتا ہے (محیط)

کوئی شخص ایک گھر خریدے تو اس کے بالاخانہ کو اسمیں داخل قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ خواہ مع سارے حقوق کے خریدا ہو البتہ اگر صراحۃً بالاخانہ کا ذکر کر دے تو داخل شمار ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر اس گھر کا بالاخانہ موجود نہ ہو تو خریدار کو بالاخانہ کے بنا لینے کا حق ہوگا۔ (سراج الوہاج) مشائخ (بیشتر فقہاء) فرماتے ہیں کہ یہ حکم الگ الگ اسی تفصیل کے ساتھ رواجِ اہلِ کوفہ کے مطابق ہوگا۔ اور ہمارے یہاں کے عرف و رواج کی رو سے خواہ گھر کے نام سے بیچ دے۔ یا دار یا منزل کے نام سے بیچے بہر صورت بالاخانہ اس میں داخل قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ ہمارے یہاں کے محاورہ کے اعتبار سے ہر مسکن (رہائش کی جگہ)، چاہے بڑا ہو یا چھوٹا۔ بجز شاہی محل خانہ ہی کہا جاتا ہے۔ شاہی محل کو البتہ محل سرائے کہتے ہیں (کافی)، گھر کی بیع میں برآمد بھی داخل شمار ہوگا۔ (ینابیع) ظلہ، (بارش اور دھوپ سے بچاؤ کی مسقف جگہ) یا چھتہ جس کا ایک کنارہ تو ایک گھر کی دیوار کے اوپر اور دوسرے گھر کی دیوار پر دوسرا کنارہ ہو۔ چھتہ کی تعمیر گھر سے باہر ستونوں کے اوپر ہوتی ہے۔ مکان کی بیع میں داخل شمار نہ ہوگا۔ البتہ اگر "ہر حق" کی صراحت کے ساتھ مکان خریدے تو داخل قرار دیں گے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ

امام محمد رح فرماتے ہیں کہ اس سائبان کے راستہ اس دار کی جانب ہونے کی صورت میں بیع کے اندر داخل قرار دیں گے۔ خواہ سارے حقوق بیان بھی نہ کئے ہوں (اور سارے حقوق حاصل ہونے کی صراحت بھی نہ کی ہو) امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اگر حقوق یا مرافق [1] کا ذکر کرے اور اس کا راستہ گھر کی جانب ہو تو بیع میں داخل قرار دیں گے۔ اور اس کا راستہ گھر کی طرف نہ ہونے کی شکل میں داخل قرار نہ دینے کا حکم ہوگا خواہ حقوق و مرافق کا ذکر بھی کیا ہو (محیط)

کوئی شخص کوئی دار بیچے تو اس کی عمارت کو بھی بیع میں داخل قرار دیں گے چاہے نام بنام تعیین نہ کی ہو (ہدایہ) اگر کسی دار کا کوئی کمرہ خریدے تو اس کے (دار کے) مخصوص راستہ تو اس موری کو جس سے پانی بہتا ہو۔ صراحتہً بیان کے بغیر داخل قرار نہ دیں گے۔ اور اگر اسے حقوق و مرافق سمیت خریدے تو داخل و شامل قرار دینے حکم ہوگا۔ اس قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (فتاوی صغری)

کوئی شخص کسی دار کی ایک منزل یا مسکن (جائے قیام) خریدے تو خریدار کے لئے کوئی مخصوص راستہ اس منزل یا مسکن کا نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس کے سارے حقوق و مرافق سمیت خریدے یا بوقت بیع قلیل وکثیر کے الفاظ کہے ہوں تو اسکو مخصوص راستہ اس منزل یا مسکن کے لئے دیا جائے گا۔ یہی صورت پانی بہنے کی موری کی قرار دی جائے گی۔ (فتح القدیر) کوئی شخص ایک دار خریدے تو تا وقتیکہ بوقت بیع مخصوص راستہ ملنے کا ذکر نہ ہوا ہو وہ بیع میں داخل و شامل نہ ہوگا۔ اور الگ سے کوئی راستہ نہیں دیا جائے گا۔ اگر گھر فروخت کرتے ہوئے اس کے حقوق و مرافق بیان کرے یا ہر قلیل وکثیر کے ساتھ جو اس کے اندر داخل و شامل ہے درآنحالیکہ اس سے خارج ہو بیچے۔ تو اس صورت میں مخصوص راستہ کے داخل و شامل ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

یہ بات واضح رہے کہ راستے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایسا راستہ جو بڑے راستہ کی جانب ہو (۲) ایسا راستہ جو آمد و رفت رکھنے والے اور تقریباً مسدود راستہ کی طرف ہو (۳) وہ مخصوص راستہ جس کا کوئی خاص شخص مالک ہو۔ لہذا مخصوص راستہ کا اگر صراحتہً یا حقوق و مرافق کے طور پر بوقت بیع بیان نہ ہوا ہو۔ تو یہ راستہ بیع میں داخل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ رہے باقی اوپر ذکر کردہ دونوں راستے تو وہ بوقت بیع ذکر و بیان کے بغیر بھی داخل قرار دیئے جاتے ہیں۔ اسی طریقہ سے اس مخصوص پانی بہنے کی موری (سوراخ یا نالی) جس کا کوئی شخص مالک ہو۔ ایسی جگہ (یا مکان) جس کا کوئی مخصوص شخص مالک ہو تا وقتیکہ بوقت بیع اس کی صراحت نہ ہو وہاں برف اکٹھا کرنے کا حق بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ اگر اسکی وضاحت کر دی ہو یا سارے حقوق و مرافق کے ساتھ خریدا ہو تو داخل قرار دیں گے (محیط)

سینچائی کے حق اور گزرگاہ کے لئے قیمت کا ایک حصہ (متعین) ہوگا۔ حتی کہ اگر کوئی شخص ایک دار گذرگاہ

[1] یعنی یہ کہا ہو کہ اس گھر کے فلاں فلاں کمرے وغیرہ معاملۂ بیع میں شامل و داخل ہیں۔

سمیت فروخت کرے، اس کے بعد گذرگاہ کے علاوہ اور اسے چھوڑ کر اس دار کا کوئی حقدار نکل آئے تو قیمتِ دار اور گذرگار دونوں کے اوپر تقسیم کیجائے گی۔ (سارے رقم دار کی نہیں ہوگی) (کافی) اگر مخصوص گذرگاہ بیع میں داخل وشامل نہ ہو اور اس دار کا کوئی راستہ دار کی بڑی گذرگاہ تک نہ ہو تو اس صورت میں خریدار کو بیع کے فسخ وختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خریدار بیع اُس حال سے آگاہ وخبردار نہ ہو (وجیز کردری)

اصل گذرگاہ کے علاوہ) گھر کا جو دروازہ ہوگا وہ گھر کی بیع کے اندر بھی ذکر وصراحت کے داخل وشامل نہ ہوگا (محیط) گھر میں رکھا ہوا بھوسہ اور لکڑی جب تک کہ بوقت بیع ان کے داخل ہونے کی شرط نہ کی ہو۔ بیع میں داخل وشامل شمار نہ کریں گے۔ اس قول کو درست قرار دیا گیا (جواہر اخلاطی) بالاخانہ کی بیع نیچے کے گھر کے بغیر بھی درست [۱] ہے۔ اور اگر بالاخانہ... ہو تو پھر محض اوپر کے .... تو اس حصہ کی بیع درست نہ ہوگی۔ پھر پہلی شکل میں اسکی وہ مخصوص گذرگاہ جو کہ دار میں ہو۔ حقوق ومرافق کے بیان کے بغیر بیع میں داخل قرار نہ دیں گے۔ (سراج الوہاج)

نیچے کے گھر کی چھت گھر کے مالک (فروخت کنندہ) کی ہوگی۔ البتہ خریدار کو اس کے اوپر رہائش کا حق حاصل ہوگا۔ ایسے ہی اس بالاخانہ کے منہدم ہونے کی صورت میں خریدار کو اس کے اوپر پہلے جیسا بالاخانہ بنانے کا حق واختیار حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر نیچے کا گھر فروخت کیا جائے چاہے اُس کی عمارت موجود ہو یا منہدم ہوگئی ہو۔ اس گھر کی بیع دونوں شکلوں میں جائز ودرست ہونے کا حکم ہوگا (شرح طحاوی)

اگر کسی منزل کا بالاخانہ خریدتے ہوئے راستہ کو اس سے مستثنیٰ کردے (اور داخل بیع نہ کرے) تو درست قرار دیں گے۔ (کافی) اگر کوئی گھر فروخت کرے اور بوقت بیع حقوق اور مرافق یا ہر قلیل وکثیر کا بیان وذکر نہ کیا گیا ہو تو اس دار کے کمرے، منزلیں بالاخانہ نیچے کا گھر وہ ساری اشیاء جو اس کے احاط اور حدود میں ہوں گی مثلاً تنور، باورچی خانہ، بیت الخلاء تمام کو بیع میں داخل وشامل قرار دیں گے۔

(مضمرات) اگر کسی دار کی بیع کی گئی ہو تو اسکی بیع کے اندر کنواں، اصطبل، اور گذرگاہ کو داخل قرار دیں گے چاہے بوقت بیع حقوق ومرافق کا ذکر ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی شخص دار میں سے کسی بیت یا منزل کو فروخت کرے تو ان مذکورہ چیزوں کو بوقت بیع ذکر کے بغیر داخل شمار نہ کریں گے۔ یہ حکم اصطبل وغیرہ فروخت کردہ دار اندر ہونے کی صورت میں ہوگا۔ اور اگر مذکورہ چیزیں دوسرے متصل مکان میں ہوں تو ذکر کے بغیر ان بیع کے اندر داخل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط) اگر کوئی شخص بیت فروخت کرے تو بیت چھت والی عمارت کو کہا جاتا ہے۔ اور اس میں دروازہ بھی لگا ہوا ہونا چاہیے۔ پس بیت کی بیع ہو جانے پر اسکی چھت، دروازہ اور دیواریں داخل قرار دی جائیں گی۔ (سراج الوہاج)

---

[۱] یعنی یہ ضروری نہیں کہ بالاخانہ کی بیع ہو تو نیچے کے مکان کی بھی بیع ہو۔ اور بغیر اسکے بالاخانہ کی بیع درست نہ ہو۔

قریہ کا حکم دار کا سا ہوگا۔ لہذا اگر فروخت کردہ دار یا قریہ میں کچی انٹیں یا لکڑیاں یا گچ یا دروازہ رکھا ہوا ہو تو ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے بھی بیع میں داخل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ چاہے بوقت بیع مرافق اور حقوق بیان کئے گئے ہوں۔ اسی طریقہ سے اگر دار کی بیع کرتے ہوئے ہر وہ قلیل وکثیر جو دار میں ہو یا اس دار سے متعلق بیان کیا جائے تب بھی ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے کسی چیز کے بیع میں داخل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

کوئی شخص ایک دار فروخت کرے۔ اس کا کوئی سابق راستہ ہو اور اسے اس کے مالک نے مسدود کر کے دوسرا راستہ نکال لیا ہو۔ اس کے بعد اس دار کے سارے حقوق سمیت فروخت کر ڈالے تو اس صورت میں خریدار کے لئے دوسرا نکالا ہوا راستہ ہوگا۔ سابق راستہ نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص منزل کے ساتھ ایک متعین اور نامزد بیت مع اسکے حقوق اور حدود کے فروخت کرے اور خریدار منزل میں جانا چاہے۔ اور منزل کے مالک اسے منزل میں داخلہ کی ممانعت کرتے ہوئے کہے کہ اپنا راستہ اور گذرگاہ کوچہ کی جانب کھول لے۔ لہذا اگر فروخت کرنے والے نے بوقت بیع بیت کی کوئی گذرگاہ جو منزل کے اندر سے ہو کر جانے والی ہو بیان کر چکا ہو تو اب اسے ممانعت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اور پہلے ذکر نہ کرنے کی صورت میں بھی بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے ممانعت کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اسی قول کو درست و صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (ظہیریہ)

کسی عورت کے دو کمرے ہوں۔ درانحالیکہ ایک کمرہ کا بیت الخلاء دوسرے کمرے میں ہو۔ اور اسکی گذرگاہ اور میرا پہلے ہی کمرہ میں ہو۔ اس کے بعد وہ عورت اس کمرہ کو جس میں بیت الخلاء ہو اور دوسرا دروازہ نہ ہو بیچ دے۔ پھر دوسرے کمرہ کو جس کے اندر بیت الخلاء کا میرا ہو بیچ دے اور وہ عورت ہر کمرہ کے بارے میں تحریر لکھ دے اس صورت میں ابو بکر بلخی رحمہ فرماتے ہیں کہ اگر پہلی تحریر میں وہ لکھے کہ اسے خریدار نے نیچے اور اوپر کے گھر سمیت خریدا اور وہ بیت الخلاء کو جس کا دروازہ دوسرے کمرہ میں ہو مستثنیٰ نہ کرے تو اس صورت میں بیت الخلاء اسی خریدار کا ہوگا۔ اور اگر وہ پہلی تحریر (پہلے کمرہ کے بارے میں جو تحریر ہو) وہ بیت الخلاء جس کا دروازہ حجرہ میں نہیں ہو مستثنیٰ کرے تو اس صورت میں پہلے کمرہ کے خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ بیت الخلاء آنے جانے کا راستہ مسدود کر دے یا بیت الخلاء وہاں سے ہٹا دے اور دوسرے کمرہ کے خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے کمرہ کی قیمت اس سے لے لے ورنہ چھوڑ دے (اور بدستور کمرہ سے آمد و رفت رکھے)، مگر شرط یہ ہے کہ عورت کو بوقت بیع بیت الخلاء (کے استعمال) کی شرط کرے (فتاوی قاضی خاں) ابو بکر سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، کہ کوئی عورت ایسے دو کمروں کی مالک ہو کہ ایک کمرہ کا بیت الخلاء دوسرے کمرہ میں ہو۔ اور بیت الخلاء کا دروازہ دوسرے کمرہ میں ہو۔ پھر وہ اس کمرہ کو بیچ دے اور ہر کمرہ کے لئے بیعنامہ لکھ دے۔ ابو بکر رحمہ نے فرمایا کہ اگر اس نے پہلے...

بیعنامہ میں یہ لکھا ہو کہ خریدار نے اسے اوپر اور نیچے کے گھر سمیت خریدا اور وہ دوسرے کمرہ میں موجود بیت الخلاء دوسرے کمرہ کے لئے بدستور باقی رہے گا۔ اور اگر پہلے بیعنامہ میں پہلے کمرہ میں موجود بیت الخلاء کو مستثنیٰ نہ کیا گیا ہو تو دوسرے کمرہ کے خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ بیت الخلاء اپنے کمرہ سے ہٹادے اور نہ ہٹائے تو راستہ مسدود کرنے کا بھی حق حاصل ہوگا۔ اور دوسرے خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو اس کے حصۂ ثمن کے بدلہ اپنا کمرہ لے لے۔ اور خواہ نہ لے اور چھوڑ دے بشرطیکہ عورت بوقتِ بیع اس کے لئے بیت الخلاء کی شرط کرے۔ (تاتارخانیہ منقول عن الحاوی)

کسی دار میں چند بیت ہوں اور ان میں سے بعض متعین و نامزد کرکے مع مرافق و منافع بیچ دئے جائیں اس کے بعد فروخت کنندہ دار کا بڑا دروازہ بنوانا چاہے اور خریدار اسے روکے تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو خریدار کی مرضی کے خلاف دروازہ بنوانے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی ایک بیت دار میں سے مع حقوق و مرافق (منافع بیچ دے) تب بھی مذکورہ بالا حکم باقی رہے گا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر فروخت کردہ دار میں فروخت کرنے والے کے دوسرے اس سے متصل گھر کا کوئی سا راستہ یا پانی کا سوراخ (وغیرہ) ہو۔ درآنحالیکہ بیع سارے حقوق کے ساتھ کی گئی ہو تو اس راستہ اور پانی (کی آمد و رفت) کے سوراخ پر خریدار قابض و متصرف ہوگا اور اسے روک دینے کا حق حاصل ہوگا اور فروخت کرنے والے کو یہ حکم کریں گے کہ وہ فروخت کردہ دار کی دیواروں سے کڑیاں اٹھالے۔ اسی طریقہ سے دار کے نیچے جو تہ خانہ ہوگا۔ اسے بھی خریدار کا قرار دیں گے۔ البتہ اگر بوقتِ بیع فروخت کرنے والا اسے مستثنیٰ کردے تو اور بات ہے، اور مستثنیٰ نہ کرنے کے اندر خریدار کا قول قابل اعتبار اور قبول ہوگا۔ اگر تہ خانہ یا گذرگاہ یا کڑیاں کسی اور شخص کا لازمی حق ہو۔ مثلاً وہ اجرت پر لے یا وہ مالک ہوگیا ہو۔ تو اسے عیب میں شمار کریں گے۔ وجہ یہ ہے کہ خریدار کو اس صورت میں اسے روکنے کا حق نہیں۔ لہٰذا خریدار کو لوٹانے کا حق حاصل ہوگا۔ اور بطور رعایت کے ہو تو خریدار کو یہ رعایت دینے کا حق نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ (اجنبی شخص کا) واجبی حق نہیں۔ اس شکل میں اگر فروخت کرنیوالا اس کے مستثنیٰ ہونے کا مدعی ہو تو اس کے قول کو قابل اعتبار قرار دیں گے۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص ایک دار خریدے جس کے اندر باغ ہو چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا وہ بیع میں داخل و شامل قرار دیا جائے گا۔ اور باغ دار سے باہر ہونے کی صورت میں بیع میں داخل و شامل نہ ہوگا چاہے دار ہی کے اندر اس کا دروازہ کیوں نہ ہو۔ ابو سلیمان رح یہی فرماتے ہیں۔ کوئی شخص ایسے دار کو فروخت کرے جسکے دوسرے شخص کے پانی کا راستہ ہو۔ اور وہ دوسرا آدمی دار کے فروخت کرنے پر رضامند ہوجائے۔ فقہاء اس صورت میں فرماتے ہیں کہ اگر پانی کے آمد و رفت والے رقبہ کا مالک نہ ہو۔

تو اس دوسرے شخص دار کے ثمن میں سے حصہ ملنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ مالک نہ ہو بلکہ پانی کی آمد و رفت اور اس کے جاری رکھنے کا حق حاصل ہو تو اسے دار کے ثمن میں سے کچھ ملنے کا حکم نہ ہوگا اور اس شخص کے دار کے فروخت کرنے پر راضی ہونے کے باعث اس کا حق (پانی کی آمد و رفت کا حق) باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں) عیون کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کا دار فروخت کرے جس کے اندر کوئی عمارت نہ ہو (محض) اس کے اندر پانی کا کنواں، کنویں کی مینڈھ میں کچھ پختہ اینٹیں اور (بعض) دوسری اشیاء کنویں سے متصل ہوں تو بیع کے اندر ان سب کو داخل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ نوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر اس طرح کا دار فروخت کرے۔ جس کے اندر کنواں ہو۔ کنویں پر چرخی لگی ہوئی ہو۔ اور رسی و ڈول موجود ہوں۔ اس صورت میں اگر مرافق (متصلات متعلقات) سمیت فروخت کرے تو رسی اور ڈول کو مرافق میں شمار ہونے کے باعث بیع میں داخل و شامل قرار دیں گے۔ اور مرافق کا ذکر نہ ہونے کی صورت میں ان دونوں چیزوں (رسی و ڈول) کو داخل قرار نہیں دیں گے البتہ چرخی اس سے متصل ہونے کے باعث بہر صورت داخل قرار دی جائے گی۔

کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ دار کی ہر وہ شے جو عمارت کی نوع سے یا اس سے متصل ہو وہ دار کے تابع قرار دے کر دار کی بیع میں داخل و شامل قرار دی جاتی ہے۔ اور وہ جو عمارت سے متصل نہ ہو تا وقتیکہ بوقت بیع اس کا ذکر نہ ہو داخل شمار نہیں کی جاتی۔ البتہ اگر ایسی اشیاء ہوں جن کے بارے میں لوگوں میں یہ مشہور و معروف ہو کہ فروخت کرنے والا انہیں خریدار کو عطا کر دینے میں بخل سے کام نہیں لیا کرتا تو بوقت بیع ذکر کے بغیر بھی انہیں داخل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ دروازہ کو بند کرنے والا کھٹکا (یا چٹخنی) بوقت بیع ذکر کے بغیر بھی بیع میں داخل و شامل قرار دیا جائے گا۔ اسلئے وہ عمارت سے ملا ہوا ہے۔ (تو بوجہ اتصال بیع میں داخل ہونے کا حکم کریں گے۔ (محیط)

بیت، دار اور دکان کے قفل کو بیع کے اندر داخل و شمار قرار نہیں دیں گے۔ خواہ بوقت بیع دروازہ میں قفل ہی کیوں نہ لگا ہوا ہو اور چاہے حقوق و مرافق بیان کئے گئے ہوں یا نہ کئے گئے ہوں۔ امتحان کے طور پر کھٹکے کی[1] کنجی کو بیع کے اندر داخل قرار دیتے ہیں (فتاوی قاضی خاں) قفل کی کنجی کو بیع کے اندر داخل قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط) سیڑھیوں کے جڑی ہوئی ہونے کی صورت میں بیت اور دار کی بیع میں انھیں بھی داخل و شامل قرار دیں گے۔ اور جڑی ہوئی نہ ہونے کی صورت میں اس کے اندر علماء (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ درست قول کے مطابق داخل نہ ہونے کا حکم ہوگا (ظہیریہ) تخت کا حکم بھی سیڑھیوں کا سا ہوگا۔ (محیط) اجار کو بھی دار کی بیع میں داخل قرار دیا جائے گا۔ چاہے دار خام اینٹوں کا ہو چاہے نرکلوں کا اس لئے کہ دار کا اطلاق

---

[1] ایسا کھٹکا کہ جس کے لگانے کے باعث کواڑ بند ہوا کرتے ہیں۔ یہ بھی گویا ایک نوع کا تالا ہوتا ہے۔ اور اسکی کنجی ہوتی ہے

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دونوں کے اوپر ہوگا۔ اجازت لغت کی رو سے چھت کو کہا جاتا ہے۔ لیکن اس جگہ اجارے چھت کے اوپر بنا ہوا ستره مقصود ہے۔ بالاخانہ کی طرح بیت کی بیع کے اندر اسے بھی داخل قرار نہیں دیں گے (ظہیریہ) تنور کے گڑے ہوئے ہونے کی صورت میں گھر کی بیع میں اسے بھی داخل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور گڑا ہوا نہ ہونے کی صورت میں داخلِ بیع شمار نہیں کریں گے (تاتارخانیہ) عیون کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دار خریدے اور اسمیں چکی لگی ہوئی ہو۔ اور خریدار سارے حقوق و مرافق کے ساتھ گھر خریدے تو اس چکی کو بیع کے اندر داخل و شاملِ قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور نہ اس چکی کا سامان خریدار کو ملنے کا حکم ہوگا۔ اس کے برعکس کوئی شخص ایک زمین سارے حقوق کے ساتھ بیچے۔ اور اس کے اندر پن چکی ہو۔ تو یہ پن چکی خریدار کو ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے جو چرخی اس زمین کے اندر لگی ہوئی ہو اس کا مالک بھی یہ خریدنے والا ہوگا۔ اور اگر چرس (پانی کا بڑا ڈول) ہو تو اسکا مالک فروخت کرنے والا ہوگا فروخت کرنے والا مالک نہیں ہوگا۔ یہی حکم اس کی لکڑیوں کا ہوگا (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص ایسے گھر کو جسمیں چکی لگی ہو۔ سارے حقوق سمیت یا کم و بیش وہ سب حقوق جو ثابت ہوں خریدے تو امام محمد رح شروع میں لکھتے ہیں کہ چکی کے اوپر و نیچے دونوں پاٹ خریدنے والے کے قرار دئے جائیں گے۔ (ظہیریہ) کوئی شخص نصف دہلیز اپنے شریک کے ہاتھ یا کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اس صورت میں باہر کے نصف دروازہ کو بھی بیع میں داخل قرار دینے کا حکم کیا جائے گا (قنیہ)

اگر ساکھو یا لکڑی کا پایہ عمارت میں اس طرح فٹ اور لگا ہوا ہو کہ وہ عمارت کا ہی ایک حصہ معلوم ہو تو دار بہ بیان و ذکر کے بغیر بھی دار کی بیع میں شامل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر عمارت میں اس طرح پیوست نہ ہو بلکہ اسے حسب موقع) ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا کر رکھا جا سکتا ہو تو اسے فروخت کرنے والے کا قرار دیں گے۔ اور اس کا حکم سیڑھیوں کا سا ہوگا (محیط)

چھت سے جڑی ہوئی قندیلوں اور زنجیروں کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ منقول عن الفتاوی العتابیہ) کوئی شخص ایک دار خریدے اور پھر بائع و مشتری کے درمیان دروازہ کے بارے میں جھگڑا ہو۔ فروخت کرنے والا کہتا ہو کہ دروازہ میرا ہے اور خریدار کہے کہ اسکا مالک میں ہوں۔ اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ دروازہ عمارت میں پیوست و نصیب ہو تو گھر چاہے فروخت کنندہ کے پاس ہو یا خریدار کے بہرصورت خریدار کا قول قابل اعتبار ہوگا۔ اور اگر عمارت میں اس طرح پیوست نہ ہو بلکہ الگ ہو تو پھر فروخت کنندہ کے قابض ہونے کی شکل میں اس کے قول کو قابلِ اعتبار قرار دیں گے۔ اور خریدار کے قبضہ میں ہو تو اسی کے قول قابل اعتبار قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں) منتقی کے اندر لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اس گھر اور جو کچھ اس کے دروازہ کے اندر بند ہو تجھے فروخت کرتا ہوں۔ تو اس دروازہ کے اندر بند شدہ سامان کا مالک خریدار نہیں ہوگا۔ البتہ حق اختیار کا شمار اس گھر کے حقوق میں ہوتا ہو وہ ملجائیں گی۔ پس

فروخت کنندہ کے اس قول سے محض حقوق مراد لینے کا حکم ہوگا۔ ہشام رح کہتے ہیں میں نے امام ابو یوسف رح سے دریافت کیا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں تجھ کو یہ گھر اور جو کچھ اس گھر کے اندر ہے فروخت کرتا ہوں تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف رح نے جواباً فرمایا کہ اس شکل جو اشیاء اس گھر کے حقوق میں داخل ہوں۔ وہی شامل قرار دیجائیں گی۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس گھر اور اس گھر کے سامان پر معاملۂ بیع کرتا ہوں تو اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اس شکل میں اس سامان کو بھی شامل قرار دیں گے۔ (محیط) نوازل کے اندر ہے امام ابوبکر رح سے کسی شخص نے پوچھا کہ کوئی شخص دو مکانوں کا مالک ہو اور ایک گھر کے نیچے تہ خانہ ہو کہ اس کا دروازہ گھر میں ہو۔ لہٰذا وہ شخص اول وہ گھر کہ جس کے اندر تہ خانہ کا دروازہ ہو بیچ دے۔ اس کے بعد دوسرے گھر کو بیچے تو وہ فرماتے ہیں کہ تہ خانہ کا اس خریدار مالک ہوگا۔ جس کے گھر میں اس کا دروازہ ہے۔ شیخ ابو النصر رح سے کسی نے پوچھا ایک گھر تہ خانہ دار خریدا اور تہ خانہ کا دروازہ خریدار کے مکان کی جانب کھلتا ہو اور نیچے کا حصّہ اس کے پڑوسی کے مکان کی جانب ہو یا اسی طرح ایک بیت الخلاء ہو۔ پس خریدار اور پڑوسی درمیان آپسمیں نزاع ہو تو فروخت شدہ شے کا حقدار کون ہوگا تو شیخ ابو نصر رح نے جواباً فرمایا کہ جس کے گھر کی جانب اس کا دروازہ ہے نہ تہ خانہ کا۔ مالک وہی ہوگا۔ البتہ اگر پڑوسی اس کے اوپر گواہ پیش کردے تو قاضی اسے دلوانے کا حکم کرے گا۔ اس شکل میں اگر خریدنے والا یہ گھر اس حقوق سمیت خریدے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ فروخت کنندہ سے ثمن کی اتنی مقدار جو اس تہ خانہ کی ہوتی ہو۔ خریدار فروخت کرنے والے سے لوٹالے (تاتارخانیہ) کسی شخص نے دو گھروں میں سے ایک گھر ایسے کوچہ میں ہو کہ جسمیں آمدورفت نہ ہوتی ہو اور وہ ہر گھر میں ایک ایک سائبان تعمیر کرے اور اس کی ایک کڑی اس گھر کی دیوار کے اوپر رکھ لے جسمیں اس کی رہائش خود ہو۔ اور اس کا دوسرا حصّہ دوسرے گھر کی دیوار کے اوپر رکھے جس کے اندر دوسرا آدمی رہائش پذیر ہو اور سائبان کے دروازہ کو محض اپنی ہی جانب رکھے دراں حالیکہ مالکِ مکان اس بات سے آگاہ ہو پھر یہ سائبان تعمیر کرنے والا گھر کے مالک سے اس گھر کی خریداری کی بات کرے اور گھر کا مالک وہ گھر حقوق و مرافق سمیت اس کے ہاتھ فروخت کردے اس کے بعد دوسرے گھر میں رہائش کرنے والا اس گھر کی جس میں رہائش پزیر تھا۔ حقوق و مرافق سمیت بیع کرنے کی بات کرے اور مالک اس کے ہاتھ بھی بیچ ڈالے۔ اس کے بعد دونوں خریداروں کے درمیان نزاع ہو۔ اور دوسرا خریدنے والا چاہے کہ اس سائبان کی لکڑی اپنے گھر کی دیوار سے ہٹا دے تو اس صورت میں اسے یہ حق حاصل ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)۔ منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دیوار خریدے تو اس کے نیچے کی زمین بیع کے اندر داخل و شامل ہونے کا حکم ہوگا۔ "تحفہ" کے اندر اس مسئلہ کو فقہاء کے اختلافِ رائے کے بغیر اسی طریقہ سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن محیط کے اندر اس کے متعلق کہا ہے کہ یہ حسن ابن زیاد اور

امام محمدرح کا قول ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسفرح کے نزدیک اس زمین کو بیع میں داخل وشامل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ مگر اس کی بنیاد کے متعلق بعض (فقہاء) کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفرح کے ظاہر مذہب و مسلک کے مطابق بیع میں داخل ہونے کا حکم کیا جائے گا (فتح القدیر) کوئی شخص ایک گھر یا الگ دوکان خریدے درآنحالیکہ اس کی دیوار منہدم ہو چکی ہو۔ اور اس منہدم شدہ دیوار میں سے مال یا شیشہ کی کچھ مقدار یا کسی اور طرح کی لکڑی نکلے۔ اس صورت میں یہ لکڑی اگر ایسی ہو جیسے دار کی بنیاد میں عمارت کی مضبوطی کی خاطر اور اس پر بنیاد رکھنے کی خاطر رکھ دیتے ہیں۔ جسے بزبان فارسی شیخ کہا جاتا ہے تو اسے خریدار کی ملکیت قرار دیں گے۔ اور بطور امانت رکھنے کی صورت میں اسے فروخت کنندہ کی ملکیت قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) فتاوی کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دوکان فروخت کرے تو چاہے دوکان مرافق سمیت فروخت کی ہو یا مرافق سمیت فروخت نہ کی ہو بہر صورت دوکان کے تختوں کے بیع میں داخل ہونے کا حکم کیا جائیگا اسی قول کو راجح اور پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (خلاصہ) اگر دوکان کے آگے کوئی سائبان بھی بازاروں کے رواج کے مطابق ہو۔ اس صورت میں اگر بوقت بیع مرافق کی شرط کی ہو تو سائبان کے بیع میں داخل ہونے کا حکم کیا جائیگا ورنہ اس بیع میں داخل قرار نہ دیں گے۔ (تجنیس کردری) اگر کوئی لوہار اپنی دوکان فروخت کرے تو اسکی بھٹی کے بیع میں داخل وشامل ہونے کا حکم ہوگا۔ خواہ وہ بوقت بیع مرافق کا ذکر نہ بھی کرے۔ اور سنار کی بھٹی کو بیع میں بوقت بیع مرافق کے ذکر کے باوجود داخل قرار نہ دیں گے۔ کیونکہ لوہار کی بھٹی اس دوکان کا ایک حصہ اور اس سے جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور رہی سنار کی بھٹی تو وہ الگ ہوا کرتی ہے۔ البتہ لوہار کی دھونکنی کو جس سے وہ پھونکنے کا کام لیتا ہے۔ بیع میں داخل قرار نہ دیں گے۔ (فتاوی قاضی خاں) کانسہ دیا تانبے (پیتل) کی دیگ جو ستو والوں کے گندم پکانے یا انگریزوں کے رنگ کے ابالنے میں کام آتی ہو۔ یا کپڑے صاف کرنے (دھونے) والوں کے کپڑے اس کے اندر رکھے جاتے ہوں۔ اسے فروخت کرنے والے کی ملکیت قرار دیں گے۔ (محیط) کپڑے صاف کرنے والے کی وہ لکڑی جس کے اوپر وہ کپڑا کوٹتا ہو اسے بیع میں داخل قرار دیں گے۔ خواہ مرافق کا ذکر بھی کیوں نہ کرے۔ ستو بنانے والے کے اس برتن کو جس کے اندر وہ بھگا کرتا ہے چاہے کانسہ کا ہو یا لوہے کا فروخت کنندہ کا قرار دیں گے۔ خواہ وہ دکان کی عمارت میں ہی نصیب کیوں نہ ہو (محیط سرخسی) البتہ اگر وہ برتن مٹی کا ہو تو اسے بیع میں داخل وشامل قرار دینے کا حکم ہوگا (ذخیرہ) عمارت کے اندر رکھا ہوا صندوق اور تیلی دھوبی کے برتن اور زمین میں گڑے ہوئے مٹکے یا عمارت میں نصب شدہ برتن و مٹکے بیع کے اندر داخل شمار نہ ہوں گے۔ ان اشیاء کا شمار گھر کے سامان اور حقوق میں نہ ہوگا۔ اس کے مسائل کے اندر دکان کی بیع میں چاہے حقوق و مرافق بیان کرے یا نہ کرے حکم برابر ہوگا (محیط) کوئی شخص اگر حمام فروخت کرے تو بیع کے اندر طشت اور پیالوں کے داخل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ چاہے مرافق کا ذکر بھی کیوں نہ کرے (ظہیریہ) حمام میں جو ڈول اور چرخی ہو بیع کے اندر داخل وشامل قرار نہ دیں گے (محیط سرخسی) امام سید ابوالقاسمرح فرماتے ہیں کہ عام عرف کے اعتبار سے خریدار کو ملنے کا حکم کیا جائیگا (مختار الفتاوی) البتہ حمام کی دیگیں (جنمیں پانی جمع ہوتا ہے اور گرم ہوتا ہے) ان کے ذکر کے بغیر بھی بیع میں داخل ہونے کا حکم کیا جائے گا (محیط) حاوی کے اندر ذکر کیا گیا ہے امام ابو بکررح سے پوچھا گیا کہ حمام کی بیع کے اندر کیا حمام کے چراغوں کا بھی داخل ہونے کا حکم ہوگا۔ امام ابو بکررح نے جواباً فرمایا کہ داخل نہیں ہوں گے (تاتارخانیہ)

قرآنِ حکیم کے ایمان نواز روح پرور مبارک و مقدس معجزات

قرآنِ حکیم کے ہر حرف اور ہر لفظ میں برکت و رحمت ہے

قرآنِ حکیم کا ہر نقش اسمِ اعظم ہے

قرآنِ حکیم، اللہ رب العزت کا کلام بلاغت نظام ہے، اشرف ملائکہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اسے لانے والے ہیں اور خاتم النبیین سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ قرآنِ حکیم نازل کیا گیا ہے، پھر قرآنِ حکیم کی رحمتوں، برکتوں اور معجزات کا کیا کہنا؟ ہر حرف اور ہر لفظ رحمتوں اور برکتوں کا ایک سمندر ہے اور اس کے پڑھنے سننے اور اپنے پاس رکھنے سے خدائے رحیم و کریم کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

قرآنِ حکیم کا ہر لفظ اور ہر حرف اسم اعظم ہے، نقشِ اعظم ہے اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کا یہ فیضان ہوتا ہے کہ مصیبتیں آسان ہوتی ہیں، پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور آرزوئیں اور تمنائیں منجانب اللہ پوری ہو جاتی ہیں۔

جب چاروں طرف سے پریشانیاں ہی پریشانیاں ہوں اور کوئی معاملہ کسی طرح بھی حل نہ ہوتا ہو اور اس کی طرف سے طبیعت میں ہر وقت رنج و غم، اُلجھن اور پریشانی رہتی ہو، کوئی رشتہ دار اور دوست مدد نہ کر سکتا ہو تو خدائے عزوجل کے کلامِ مقدس کی مدد سے ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ خدائے رب العزت رحیم و کریم کے کلام پاک میں بڑی برکت ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ کی ضرورت اور آرزو بھی "قرآنی نقش اعظم" سے پوری ہو جائے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کا عطیہ ہے۔ جب کوئی سنگدل حاکم، مرد، دوست دشمن، خاوند، بیوی، افسر، ماتحت مرضی کے مطابق کام نہ کر رہے ہوں اور ہر وقت اُلجھنیں پیش آتی رہتی ہوں تو قرآنِ حکیم سے حل مشکلات اور آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل میں مدد لیجیے قرآنِ حکیم کے نقش اعظم کی برکتیں دیکھیے اور "قرآنی نقش اعظم" کی برکت سے اپنی ہر مشکل آسان کر لیجیے، ہر آرزو پوری کر لیجیے، "قرآنی نقش اعظم" کو اپنے پاس رکھ کر، یا اپنے ہاتھ پر باندھ کر ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتح یابی حاصل کر لیجیے۔ مقدمہ کے سلسلہ میں کچہری کے حاکم سے، مرد سے، عورت سے، محبوب سے، اجنبی سے، غرض جس سے بھی کوئی مشکل اٹکی ہوئی ہو، جس سے بھی کوئی آرزو پوری ہوتی ہو اس "قرآنی نقش اعظم" کی برکت سے وہ آپ کے لیے نرم دل اور مہربان ہو جائے گا اور آپ کی منشا کے مطابق آپ کا کام کرے گا محبت میں دشمنی اور دشمنی میں محبت پیدا کرنا، چلتے آدمی کو اپنا ہم خیال اور ہمدرد بنا لینا، تجارت میں نفع، امتحان میں کامیابی، قرض کی ادائیگی، دفع بیماری آسیب و سحر، شادی بیاہ، دفع شر و فتنہ و فساد، اور زیادتی رزق و مال، غرض جو بھی مشکل درپیش ہو، جو بھی ضرورت اور آرزو ہو "قرآنی نقش اعظم" کو اپنے پاس رکھیے، بازو پر باندھ لیجیے، یا گلے میں ڈال لیجیے، آپ کی ہر ضرورت اور ہر آرزو انشاءاللہ پاک کے کلام پاک کی برکت سے پوری ہو جائے گی "قرآنی نقش اعظم" کا ہدیہ محصول رجسٹری .... کے علاوہ صرف تین روپے پانچ آنے ہے۔ یہ ہدیہ کسی بڑی مالی منفعت کی خاطر نہیں ہے، پبلک کا فائدہ پیش نظر ہے، اسی لیے صرف خرچ اشتہارات اور حق المحنت کے طور پر یہ ہدیہ رکھا گیا ہے تاکہ ہر ضرورتمند اور پریشان انسان اس نقش کو اپنے پاس رکھ کر قرآنِ حکیم کی برکتیں اور رحمتیں دیکھ سکے اور قرآنِ حکیم کے معجزات بابرکات کا اُسے خود مشاہدہ اور تجربہ ہو جائے، جس شخص کے گلے میں یا بازو پر یہ "قرآنی نقش اعظم" ہو گا، وہ دنیوی آفات سے محفوظ رہے گا اور ہم چشموں میں سر بلند و سرفراز ہو جائے گا۔ ہزاروں آدمیوں نے اس "قرآنی نقش اعظم" کو آزمایا ہے آپ بھی یہ "قرآنی نقش اعظم" **صوفی میاں چشتی آستانۂ عالیہ، قرآن منزل، جامع شاہجہانی دہلی** کے پتہ سے منگا لیجیے۔ ہزاروں کی بگڑی اس نقش نے بنا دی ہے آپ بھی اس پتے سے "قرآنی نقش اعظم" منگا کر اپنے پاس رکھیے، اور دیکھیے کہ اللہ رب العزت کے کلام پاک میں کتنی برکت و رحمت ہے؟ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی برکت سے آپ ہر مشکل سے نجات پائیں گے، ہر آرزو پوری ہو جائے گی، زندگی کے ہر لمحہ میں آپ شاد کام و شادمان رہیں گے، آپ کو ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتحیابی ہوگی۔